عمران سیریز

سارج ایجنسی

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

رات کی تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان پر گھرے بادل چھائے ہوئے تھے اس لئے ایک ستارہ بھی نظر نہ آرہا تھا۔ اس ویران علاقے میں جہاں دور دور تک نہ کوئی روشنی کی کرن تھی اور نہ ہی کوئی آدمی یا گارڈ نظر آرہا تھا۔ کچی سڑک پر ایک سیاہ رنگ کی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جارہی تھی۔ جیپ کی ہیڈ لائٹس بھی بند تھیں اور جیپ کے اندر بھی گھپ اندھیرا تھا۔ جیپ کا طاقتور انجن ہلکی سی غراہٹ کی آواز ضرور پیدا کر رہا تھا لیکن یہ غراہٹ اس قدر ہلکی تھی کہ صرف جیپ کے اندر موجود افراد کو ہی سنائی دے رہی تھی۔ جیپ کے اندر چار افراد تھے جن میں ایک عورت اور تین مرد تھے۔ عورت اور مردوں نے سیاہ رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بھاری جسم کا آدمی تھا جو اندھیرے میں اس طرح جیپ چلا رہا تھا جیسے اس کی ساری عمر اندھیرے میں ہی

ڈرائیونگ کرتے ہوئے گزر گئی ہو۔ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان عورت بیٹھی ہوئی تھی جس نے لباس کے اوپر سیاہ رنگ کی لیڈیز جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر کے سیاہ بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ وہ خاموش بیٹھی سامنے پھیلے ہوئے اندھیرے کو اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اس اندھیرے میں اسے کوئی دلچسپ کھیل تماشہ نظر آرہا ہو۔ عقبی سیٹوں پر دو لمبے قد اور قدرے ورزشی جسم کے آدمی موجود تھے۔ ان دونوں نے بھی سیاہ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔

"کیا ہمیں کسی طرف سے چیک کیا جا رہا ہو گا"...... اچانک اس خاموش بیٹھی عورت کی مترنم آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ جیسے ہی ہم اس میدان میں داخل ہوئے تھے ہمیں نہ صرف سیٹلائٹ کے ذریعے چیک کیا گیا ہو گا بلکہ مسلسل چیک کیا جا رہا ہو گا۔ یہ چیکنگ عام چیکنگ نہیں ہو گی۔ ہمارے جسموں کے ایک ایک بال کا مشینی تجزیہ ہو رہا ہو گا"...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بھاری آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس قدر پراسرار اور سخت ماحول کیوں ہے یہاں"...... اس عورت نے کہا۔

"تم پہلی بار سارج ہیڈ کوارٹر جا رہی ہو اس لئے تمہیں ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ جب کئی بار جانا پڑا تو تم بھی ان حالات کی عادی ہو جاؤ گی"...... مرد نے کہا اور عورت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"کیا ہمیں فون پر مشن نہیں بتایا جا سکتا تھا"...... کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس عورت نے کہا۔

"سلانیا۔ میں تمہیں آخری بار آگاہ کر رہا ہوں کہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں سوچ سمجھ کر اور انتہائی محتاط انداز میں کم سے کم الفاظ منہ سے نکالا کرو۔ ہیڈ کوارٹر کے پاس معافی یا وارننگ کا کوئی خانہ نہیں ہے۔ ہیڈ کوارٹر جو درست سمجھتا ہے وہی کرتا ہے"...... اس بار ڈرائیور کی آواز انتہائی سرد تھی۔

"آئی ایم سوری۔ رائٹ"...... اس عورت نے جس کا نام سلانیا تھا ایک جھرجھری سی لیتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

پھر جیپ کی رفتار اچانک آہستہ ہونا شروع ہو گئی اور پھر اچانک اندھیرے میں ایک چھوٹی سی عمارت کا سایہ سا نظر آنے لگ گیا تھا۔ یہ دو کمروں پر مشتمل عمارت تھی جس کے دونوں دروازے بند تھے اور اندر سے روشنی کی کوئی کرن باہر نہ آرہی تھی اور نہ ہی کوئی آدمی نظر آرہا تھا۔ مرد جسے رائٹ کے نام سے پکارا گیا تھا اس نے جیپ اس عمارت کے قریب لے جا کر روک دی۔

"آؤ نیچے"...... رائٹ نے سلانیا اور عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر خود بھی نیچے اتر گیا۔ اس کے ساتھ ہی سلانیا اور عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے دونوں مرد بھی نیچے اتر آئے۔

"میں نے اس چیکنگ کے بارے میں تمہیں پہلے تفصیلی ہدایات

دی تھیں لیکن پھر سن لو کہ تم نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنے تمام کپڑے اتار دینے ہیں۔اس کے بعد خاموش رہنا ہے ۔ وہاں جو کچھ بھی ہو اسے برداشت کرنا ہے ۔ پھر جب کمرے میں اوکے کی مشینی آواز ابھرے اور ہلکی سی روشنی ہو جائے تو تم نے لباس پہن کر کمرے سے باہر آ جانا ہے ۔ ہم مردوں نے کونے والے کمرے میں باری باری جانا ہے جبکہ تم نے دوسرے کمرے میں جانا ہے“۔ رائٹ نے سلانیا سے کہا۔

”یس باس“...... سلانیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آؤ“...... رائٹ نے کہا اور پھر وہ چاروں تیز تیز قدم اٹھاتے کمروں کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ کونے والے کمرے کے بند دروازے کے سامنے جا کر رائٹ اور اس کے مرد ساتھی رک گئے جبکہ سلانیا دوسرے کمرے کے بند دروازے کے سامنے رک گئی۔

”اندر جاؤ اور ہدایات کا خیال رکھنا ورنہ تمہاری لاش بھی غائب ہو جائے گی“...... رائٹ نے سلانیا سے کہا تو سلانیا بے اختیار ایک طویل سانس لیتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔اندر باہر سے بھی زیادہ اندھیرا تھا۔سلانیا اندر داخل ہوئی اور ہدایات کے مطابق دو تین قدم چل کر رک گئی۔اسی لمحے اسے اپنے عقب میں دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اس نے کپڑے اتارنا شروع کر دیئے ۔چند لمحوں بعد اس نے تمام کپڑے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اتار دیئے اور انہیں اپنے قریب زمین پر ڈال دیا اور خود خاموش کھڑی ہو گئی۔اندھیرا اس قدر گہرا تھا کہ خود اسے اپنا جسم بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر اسے اچانک احساس ہوا کہ جیسے کسی آہنی پنجے نے اسے سر سے پکڑ لیا ہو۔وہ ایک لمحے کے لئے گھبرائی اور چیخنے کے لئے اس کا منہ کھلا ہی تھا کہ اسے رائٹ کا خیال آیا جس نے اسے سختی سے ہدایت کی تھی کہ اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہو اسے برداشت کرنا ہے تو اس نے سختی سے منہ بھینچ لیا۔اس کا سر آہنی پنجے میں جکڑا ہوا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس آہنی پنجے سے نامعلوم سی لہریں نکل کر اس کے پورے جسم میں دوڑ رہی ہوں۔ حتیٰ کہ وہ اپنے پیروں کے ناخنوں تک میں ان لہروں کا اثر محسوس کر رہی تھی۔چند لمحوں تک ایسا ہوتا رہا۔ پھر اچانک وہ آہنی پنجہ غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی لہریں بھی اس کے جسم سے مفقود ہو گئیں۔

”اوکے“...... اچانک کمرے میں ایک مشینی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ہلکی سی روشنی ہو گئی۔روشنی ہوتے ہی اس نے جھپٹ کر سامنے پڑے ہوئے اپنے کپڑے اٹھائے اور انہیں پہننا شروع کر دیا۔آخر میں جیکٹ پہن کر وہ مڑی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔جب اس نے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا اور دروازہ کھلا تو کونے میں موجود ہلکی سی روشنی بھی غائب ہو گئی۔سلانیا باہر آ گئی تو اس نے اپنے ساتھ ہی رائٹ اور اس کے ایک ساتھی کو کھڑے دیکھا۔

" شکر ہے تم اس مرحلے میں کامیاب رہی ہو"....... رائٹ نے اس کے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

" بڑا ہولناک تجربہ تھا۔ یہ تو شکر ہے کہ وہ آہنی پنجہ صرف میرے سر تک ہی محدود رہا"....... سلانیا نے کہا۔

" یہ ہماری آخری چیکنگ تھی۔ ہم اب مکمل طور پر اوکے ہیں"....... رائٹ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا ایک ساتھی کمرے سے باہر آگیا تو دوسرا ساتھی تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

" آؤ جیپ میں بیٹھیں۔ فلپ ابھی آجائے گا۔ وہ یہاں آنے کا عادی ہے "....... رائٹ نے کہا تو سلانیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد فلپ بھی کمرے سے نکل کر جیپ کی طرف آیا اور جیپ میں سوار ہو کر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تو رائٹ نے جیپ آگے بڑھا دی۔ سلانیا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے یہ سب کچھ عجیب اور قدرے مضحکہ خیز سا لگ رہا تھا۔ وہ ابھی حال ہی میں سیکرٹ سروس سے اس تنظیم سارج میں شامل ہوئی تھی۔ اس کا تعلق جنوبی ایکریمیا کے ملک فاک لینڈ سے تھا اور اس وقت وہ چاروں فاک لینڈ کے دارالحکومت جارج ٹاؤن سے ملحقہ ایک ویران علاقے میں موجود تھے۔ سارج میں اسے رائٹ گروپ میں شامل کیا گیا تھا۔ رائٹ گروپ میں سلانیا کے آنے سے پہلے رائٹ کے ساتھ دو آدمی تھے جن میں سے ایک کا نام فلپ اور دوسرے کا نام جانسن تھا جبکہ سلانیا اب

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس گروپ میں شامل ہوئی تھی اور آج پہلی بار وہ رائٹ اور دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ سارج ہیڈ کوارٹر جا رہی تھی کیونکہ وہاں انہیں کال کیا گیا تھا۔ وہ طویل عرصے سے فاک لینڈ کی سیکرٹ سروس میں کام کرتی رہی تھی۔ اس کی تمام تر ٹریننگ ایکریمیا میں ہوئی تھی اور سیکرٹ سروس میں شمولیت کے بعد اس نے بہت سے ایسے کارنامے سرانجام دیئے تھے کہ سیکرٹ سروس کا چیف اس کی بے حد تعریف کرتا تھا اور پھر ایک روز چیف نے اسے خوشخبری سنائی کہ اسے دنیا کی سب سے خفیہ لیکن انتہائی باوسائل اور منظم سارج ایجنسی میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس نے سارج ایجنسی کا نام ہی پہلی بار سنا تھا اور اس کے پوچھنے پر چیف نے بتایا تھا کہ سارج ایجنسی اصل میں ایکریمیا کی خفیہ تنظیم ہے۔ لیکن اس کا ہیڈ کوارٹر فاک لینڈ میں اس لئے بنایا گیا ہے کہ دوسرے ممالک کو اس بارے میں شبہ نہ ہو سکے کیونکہ فاک لینڈ زیادہ ترقی یافتہ ملک نہ تھا۔ اس کی آبادی بھی بے حد کم تھی اور رقبے کے لحاظ سے بھی وہ زیادہ بڑا نہ تھا۔ اس ملک کا زیادہ تر حصہ بنجر اور میدانی تھا۔ اس کا دارالحکومت جارج ٹاؤن خاصا بڑا شہر تھا لیکن اس کے چاروں طرف بھی ویران اور بنجر علاقے کافی تھے۔ اس لئے سارج ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر یہاں بنایا گیا تھا۔ سارج ایجنسی میں بے شمار گروپ تھے جن کے بارے میں سوائے ہیڈ کوارٹر کے اور کسی کو معلوم نہ تھا۔ وہ ایک دوسرے کو بھی نہ جانتے تھے۔ ان کا رابطہ بھی صرف ہیڈ کوارٹر سے ہی رہتا تھا اور وہ

بھی صرف گروپ انچارجوں کے ذریعے۔ سارج ایجنسی کے بہت سے شعبے تھے اور وہ پوری دنیا میں ایکریمیا اور اسرائیل کے مفادات کے لئے بہت سے کام کرتی تھی۔ جن میں سائنس دانوں کے اغوا سے لے کر اہم سیاسی اور قومی شخصیات کے قتل اور کسی بھی ملک میں شورش برپا کرنے سے لے کر وہاں کسی بڑے ڈیم، بجلی گھر اور ایسی تنصیبات کو تباہ کرنا بھی شامل تھا جن کی وجہ سے اس ملک کی معاشی بنیاد ہی ہل جاتی تھی۔ سلانیا کو اس کے بہترین ریکارڈ کی وجہ سے سارج ایجنسی میں شامل کیا گیا تھا اور رائٹ گروپ میں بھی اس لئے شامل کیا گیا تھا کہ رائٹ، فلپ اور جانسن تینوں ہی فاک لینڈ کے باشندے تھے اور کٹر یہودی تھے۔ سارج ایجنسی میں صرف یہودیوں کو ہی شامل کیا جاتا تھا۔ سلانیا بھی چونکہ یہودی تھی اس لئے اسے بھی سارج ایجنسی میں شامل کیا گیا تھا اور سارج ایجنسی میں شمولیت کا مطلب تھا کہ اب دنیا بھر کی سہولیات اس کی دہلیز پر پہنچ چکی تھیں۔ سلانیا کو بتایا گیا تھا کہ اسے کوئی مقررہ تنخواہ یا الاونس نہیں ملے گا بلکہ اسے کریڈٹ کارڈ دے دیا گیا تھا اور وہ اس کارڈ کی مدد سے کسی بھی ملک کے کسی بھی شہر میں کسی بھی ملٹی نیشنل بینک کی مشین سے بھاری رقم حاصل کر سکتی تھی اور رقم کی کوئی حد نہ تھی اور نہ ہی اس کا کوئی حساب کیا جاتا تھا۔ ویسے اس کا اکاؤنٹ جارج ٹاؤن کے ایک ملٹی نیشنل بینک میں کھل چکا تھا اور اسے جو چیک بک دی گئی تھی اس پر رقم کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔ وہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جس قدر رقم لینا چاہتی بینک سے حاصل کر سکتی تھی۔ یہ اتنی بڑی سہولت تھی کہ سلانیا کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پوری دنیا کی دولت اس کے اختیار میں دے دی گئی ہے۔ دولت بھی ایسی کہ وہ جہاں سے جو چاہتی خرید سکتی تھی۔ جس ماڈل کی کار چاہے وہ رکھ سکتی تھی۔ اس نے اپنے لئے جارج ٹاؤن کے ایک رہائشی پلازہ میں چار کمروں کا ٹاپ لگژری فلیٹ خریدا ہوا تھا اور ایک ملازم کے ساتھ وہ وہاں رہتی تھی۔ اس کے پاس انتہائی قیمتی اور جدید ترین ماڈل کی سپورٹس کار تھی۔ جب کوئی مشن ہوتا تو وہ کام کرتے تھے ورنہ انہیں آرڈر تھا کہ وہ جو چاہے کرتے رہیں۔ ویسے کسی کے پوچھنے پر وہ اسے شیئرز بزنس کے بارے میں بتایا کرتی تھی کیونکہ شیئرز بزنس میں آمدنی کا کوئی حساب نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے اس کی بات نبھ جاتی تھی۔ رائٹ نے نہ صرف سلانیا کو بے حد پسند کیا تھا بلکہ وہ اس کا بے حد خیال بھی رکھتا تھا اور جواب میں سلانیا بھی اس کے ساتھ اس طرح رہتی تھی کہ جیسے شادی شدہ جوڑا رہتا ہے۔ لیکن انہوں نے شادی نہ کی تھی۔ سلانیا کو سارج ایجنسی میں شامل ہوئے ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے اور ان چند ماہ میں چند چھوٹے چھوٹے کاموں کے سوا مزید اس نے کچھ نہ کیا تھا اور آج پہلی بار وہ سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر جا رہی تھی کیونکہ انہیں باقاعدہ وہاں طلب کیا گیا تھا اور سلانیا کے پوچھنے پر رائٹ نے اسے بتایا تھا کہ ایسا اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی بڑا اور اہم مشن انہیں سونپا جاتا ہے۔ رائٹ نے اسے

بتایا تھا کہ سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں کئی چیف ہیں۔ ان کے نمبرز ہیں اور کوئی بھی چیف کسی بھی گروپ کو کال کر کے اس کے ذمے مشن لگا سکتا تھا اور رائٹ نے اسے بتایا تھا کہ انہیں چیف نمبر فور نے کال کیا ہے اور رائٹ بھی پہلی بار اس چیف کے پاس جا رہا تھا۔ جیپ تیز رفتاری سے آگے بڑھتی رہی۔ پھر اندھیرے میں عمارتوں کے سائے نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ رائٹ نے جیپ ایک سائیڈ پر موڑی اور تھوڑی دیر بعد جیپ ایک عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔

"آؤ اور سنو سلانیا۔ سوال جواب میں کروں گا۔ تم سے کوئی بات پوچھی جائے تو جواب دینا ورنہ خاموش رہنا"...... رائٹ نے سلانیا سے مخاطب ہو کر کہا اور سلانیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ نیچے اتر کر وہ برآمدے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک آدمی موجود تھا۔

"مسٹر رائٹ۔ آیئے میرے پیچھے"...... اس آدمی نے رائٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ سلانیا اپنے ساتھیوں کے ساتھ خاموشی سے اس آدمی کے پیچھے چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پوری عمارت میں خاموشی طاری تھی اور اس آدمی کے علاوہ اور کوئی آدمی بھی کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ سلانیا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بھوتوں کے مسکن میں آ گئی ہو لیکن وہ خاموشی سے آگے بڑھتی رہی۔ پھر ایک بند دروازے پر ان کا گائیڈ رک گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں تین بار دروازے پر دستک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دی۔ اس کے بعد وہ پیچھے ہٹ گیا۔

"چند لمحوں بعد دروازہ کھل جائے گا۔ آپ اندر جا سکتے ہیں"۔ اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ کر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور اندر مدھم سی روشنی نظر آنے لگی۔ رائٹ اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے سلانیا اور اس کے پیچھے رائٹ کے دونوں ساتھی فلپ اور جانسن بھی اندر داخل ہو گئے۔ کمرے میں ایک بڑی میز نظر آ رہی تھی۔ جس کے پیچھے ایک اونچی پشت کی کرسی رکھی ہوئی تھی جبکہ دروازے کی طرف چار کرسیاں تھیں۔

"ایک ایک کرسی کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ"...... رائٹ نے کہا اور خود بھی ایک کرسی کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے باقی سب نے بھی اس کی پیروی کی۔ تھوڑی دیر بعد جھماکے سے وہ ہلکی سی روشنی بھی غائب ہو گئی اور کمرے میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔ لیکن ایسا تھوڑی دیر کے لئے ہوا۔ پھر یکلخت تیز روشنی ہو گئی۔ روشنی تو شاید نارمل تھی لیکن مسلسل اندھیرے میں رہنے کی وجہ سے انہیں یہ عام سی روشنی بھی سرچ لائٹ کی طاقتور روشنی سے بھی زیادہ تیز محسوس ہو رہی تھی۔ سلانیا کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں لیکن ایسا چند لمحوں کے لئے ہوا تھا۔ پھر اسے روشنی نارمل لگنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ سامنے کرسی پر ایک لمبے قد اور کمزور جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے کافی چوڑا اور بڑا تھا۔ چہرے

پر انتہائی سختی اور سفاکی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ آدمی ابھی ابھی کسی کو پھانسی دے کر آیا ہے یا وہ ابھی ان سب کو پھانسی پر لٹکا دے گا۔

" بیٹھ جاؤ"...... اس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز ایسی تھی کہ چھری کی طرح کانوں کو جیسے کاٹتی چلی جا رہی ہو۔ رائٹ کرسی پر بیٹھا تو سلانیا بھی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد ان کے ساتھی فلپ اور جانسن بھی بیٹھ گئے۔

" رائٹ گروپ"...... اس چیختی ہوئی آواز نے کہا۔

"یس سر"...... رائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" تم سلانیا ہو"...... اس باس نے سلانیا کو اس طرح غور سے دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ نظروں ہی نظروں میں اس کی ہڈیوں کا ایکسرے لے رہا ہو۔

"یس سر"...... سلانیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" تمہاری فائل میں نے دیکھی ہے اور تمہاری وجہ سے رائٹ گروپ کو اس اہم ترین مشن کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ کیا تم کام کرنے کے لئے تیار ہو"...... باس نے پوچھا۔

"یس سر۔ بخوشی"...... سلانیا نے جواب دیا۔

" تمہاری فائل بتا رہی ہے کہ تم پہلے کبھی پاکیشیا نہیں گئی لیکن رائٹ اور اس کا گروپ بے شمار بار وہاں اور ارد گرد ممالک میں کام کر چکا ہے۔ اس لئے تم لوگوں کو وہاں کام کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ پاکیشیا کی بین الاقوامی سمندری حدود میں ایک چھوٹا سا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جزیرہ ہے جسے گرین پرل کہا جاتا ہے یہاں نیوی کی ایک بڑی ورکشاپ ہے۔ خصوصی طور پر یہاں پاکیشیا کی اٹیمک آبدوزوں کو مرمت کیا جاتا ہے اور ان کی اوورہالنگ کی جاتی ہے۔ اس ورکشاپ کے دو حصے ہیں۔ ایک میں عام آبدوزوں پر کام ہوتا ہے اور دوسرا خفیہ حصہ ہے جسے سپیشل ورکشاپ کہا جاتا ہے اور وہاں اٹیمک آبدوزوں پر کام ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سپیشل ورکشاپ دراصل ایک جدید ترین لیبارٹری بھی ہے۔ جہاں اٹیمک آبدوزوں کو مزید بہتر اور دفاعی لحاظ سے زیادہ کارآمد بنانے کے لئے نئی نئی ایجادیں کی جاتی ہیں۔ وہاں ایک سائنس دان کام کرتا ہے۔ ڈاکٹر اعظم اس سائنس دان کا نام ہے۔ معتبر ترین اطلاعات کے مطابق ڈاکٹر اعظم نے اٹیمک سب میرین کے لئے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جو باقی دنیا کے لئے انتہائی خوفناک ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی چپ ہے جسے اگر اٹیمک سب میرین میں نصب کر دیا جائے تو سمندری پانی میں موجود خاص قسم کے کیمیکلز اس انداز میں ٹریٹ ہو جاتے ہیں کہ ان کیمیکلز کی مسلسل ٹریٹنگ کی وجہ سے سب میرین کسی چیکنگ آلے پر چیک نہیں کی جا سکتی۔ دوسرے لفظوں میں اسے کسی طرح بھی سوائے انسانی آنکھوں کے کسی مشین کے ذریعے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ سادہ لفظوں میں اس چپ کی وجہ سے یہ سب میرین مکمل طور پر کیموفلاج ہو جاتی ہے اور وہ اطمینان سے کسی دشمن کے نیوی اڈوں میں داخل ہو کر انہیں مکمل طور پر تباہ کر

سکتی ہے یا جنگی بحری جہازوں کو تباہ کر سکتی ہے ۔ اس چپ کا سائنسی نام تو کوئی اور ہے لیکن ڈاکٹر اعظم نے اس کا کوڈ نام ایس ایم ون رکھا ہے ۔ ایس ایم کا مطلب سب میرین ہی ہو سکتا ہے"...... باس نے رک رک کر اور بغیر تمہید کے پوری وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔ سلانیا، رائٹ اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے یہ سب کچھ سن رہے تھے ۔

" تم سب یقیناً میری باتیں سن کر اندازہ لگا چکے ہو گے کہ ہمارا مشن کیا ہے اور تمہارے خیال کے مطابق ہمارا مشن یہی ہو سکتا ہے کہ وہ چپ ایس ایم ون حاصل کی جائے لیکن ایسا نہیں ہے ۔ ایسی چپ پر اسرائیل میں بھی کام ہو رہا ہے اور یہودی سائنس دان بھی تقریباً کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ البتہ ہمیں دو کام کرنے ہیں۔ ایک ڈاکٹر اعظم کا خاتمہ اور دوسرا گرین پرل آئی لینڈ میں نیوی سپیشل ورکشاپ کی مکمل تباہی۔ جہاں تک ڈاکٹر اعظم کا تعلق ہے وہ مستقل طور پر گرین پرل پر نہیں رہتا بلکہ وہ ہفتے میں دو روز وہاں جاتا ہے جبکہ باقی دن وہ اپنی رہائش گاہ میں بنائی گئی ذاتی لیبارٹری میں کام کرتا رہتا ہے ۔ اس کی رہائش گاہ پر بھی سائنسی حفاظتی آلات نصب ہیں اور ایسے سائنسی انتظامات بھی ہیں کہ اندر کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ جب وہ باہر نکلتا ہے تو بلٹ پروف بلکہ میزائل پروف گاڑی میں ساحل پر جاتا ہے اور وہاں سے سب میرین کے ذریعے وہ گرین پرل پہنچتا ہے ۔ اسی طرح اس کی واپسی ہوتی ہے اور ہمیں ڈاکٹر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اعظم کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ اس کی ذاتی لیبارٹری کی تباہی بھی مطلوب ہے کیونکہ اگر اس چپ یا اس کا فارمولا وہاں موجود ہوا تو پاکیشیائی سائنس دانوں کے ساتھ ساتھ دیگر ممالک کے ایجنٹ بھی اسے وہاں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہمارا سارا مشن ختم ہو جائے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسی چپ صرف اور صرف ایکریمیا اور اسرائیل کے پاس ہو تاکہ ان کی سب میرینز ناقابل تسخیر ہو جائیں اور ان کے سامنے بڑے سے بڑا جنگی جہاز اور سب میرینز بچوں کا کھلونا بن جائیں۔ جسے جب چاہو آسانی سے توڑا جا سکے ۔ اس لئے ڈاکٹر اعظم کو اس وقت ہلاک کرنا مطلوب ہے جب وہ اپنی ذاتی لیبارٹری میں موجود ہو۔ ڈاکٹر اعظم کے ذاتی کردار کے بارے میں جو تحقیقات کرائی گئی ہیں ان کے مطابق ڈاکٹر اعظم میں ایک بہت بڑی خامی کا پتہ چلایا گیا ہے اور تحقیقات کے مطابق ڈاکٹر اعظم کا کردار بے حد مضبوط ہے لیکن اس کے اندر ایک نفسیاتی خامی کا پتہ چلا ہے کہ وہ مخصوص فگر کی حامل نوجوان عورت کو پسند کرتا ہے اور سلانیا اس مخصوص فگر کی حامل ہے ۔ اس لئے سلانیا کا انتخاب کیا گیا ہے کہ وہ ڈاکٹر اعظم سے مل کر اس سے دوستانہ تعلقات قائم کرے اور پھر اس کی رہائش گاہ پر پہنچ کر نہ صرف اس کا خاتمہ کر دے بلکہ اس کی ذاتی لیبارٹری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر کے وہاں آگ لگا دے جس سے وہاں موجود ہر چیز جل کر راکھ ہو جائے ۔ کیا تم اس مشن کے لئے تیار ہو سلانیا"...... باس نے کہا۔

"یس سر۔ بخوشی اور مجھے یقین ہے کہ میں حتمی طور پر کامیاب بھی رہوں گی۔ کیونکہ مجھے ایسے مردوں کو نفسیاتی طور پر ٹریٹ کرنا بخوبی آتا ہے"....... سلانیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ ویسے تو تمہیں ڈاکٹر اعظم کے بارے میں تحقیقات کی فائل مل جائے گی جس میں تمام تفصیل موجود ہے ۔ وہ ہفتے میں ایک روز سنڈے کا پورا دن دارالحکومت کے اعلیٰ کلبوں میں گزارتا ہے ۔ لیکن ذہنی طور پر وہ بے حد ہوشیار اور شکی مزاج ہے ۔ اگر اسے معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو وہ تمہیں ہلاک کرنے سے بھی باز نہیں آئے گا لیکن تمہاری تربیت اور تمہارے سابقہ کارنامے بتا رہے ہیں کہ تم بہر حال اس مشن میں کامیاب رہو گی"....... باس نے کہا۔

"یس باس"....... سلانیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ مسٹر رائٹ تمہارا مشن سادہ ہے ۔ تم نے گرین پرل میں نیوی کی سپیشل ورکشاپ کو مکمل طور پر تباہ کرنا ہے"۔ باس نے رائٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"....... رائٹ نے جواب دیا۔

"آخر میں ایک بات اور بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد فعال، تیز اور خوفناک ہے ۔ اس لئے تمہارے دونوں مشنز اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم نہ ہو۔ گو ہماری اطلاعات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت ایکریمیا میں ہے کیونکہ اس کے لیڈر علی عمران کو

وہاں دیکھا گیا ہے لیکن سیکرٹ سروس صرف چند افراد پر مشتمل نہیں ہوتی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی دوسرا گروپ وہاں پاکیشیائی دارالحکومت میں موجود ہو۔ اس لئے تمہیں دونوں مشن اس انداز میں مکمل کرنے ہیں کہ جب تک تم مشن مکمل کر کے واپس نہ آ جاؤ انہیں اس بارے میں کسی طور پر بھی معلوم نہ ہو سکے"....... باس نے کہا۔

"یس باس"....... اس بار رائٹ اور سلانیا دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"آخری بات۔ مشن کے دوران یا پکڑے جانے کی صورت میں سارج ایجنسی کا نام کسی صورت تمہارے لاشعور تک کے ذریعے بھی سامنے نہیں آنا چاہئے"....... باس نے کہا۔

"یس باس"....... اس بار رائٹ نے کہا۔

"اوکے ۔ اب تم جا سکتے ہو۔ فائلیں تمہیں پہنچ جائیں گی۔ مشن کس طرح مکمل کرنا ہے یہ سوچنا تمہارا اپنا کام ہے"....... باس نے کہا۔

"یس باس"....... رائٹ اور سلانیا کے ساتھ ساتھ فلپ اور جانسن نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے ۔ ان کے عقب میں پہلے لائٹ بند ہوئی پھر دروازہ بند ہو گیا۔

"آئیے جناب۔ میں آپ لوگوں کو آپ کی جیپ تک چھوڑ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دوں"....... باہر موجود اسی گائیڈ نے جو پہلے انہیں اس کمرے تک چھوڑ گیا تھا، مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا ۔ رائٹ ، سلانیا اور ان کے ساتھی اس گائیڈ کی پیروی کر رہے تھے ۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران اپنے فلیٹ پر موجود تھا۔ اسے ایک بیرونی مشن سے واپس آئے آج دوسرا روز تھا۔ سلیمان چونکہ اس کی عدم موجودگی میں گاؤں چلا گیا تھا اور وہاں کسی عزیز کی بیماری کے پیش نظر ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا۔ صبح کی نماز اور پھر تلاوت کے بعد اس نے پارک میں جا کر اپنی مخصوص ورزشیں کیں اور پھر وہ واپس فلیٹ پر آ گیا۔ اب اسے ناشتے کا بندوبست کرنا تھا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ ناشتہ کسی ہوٹل میں جا کر کر لے لیکن پھر اس نے خود ناشتہ تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن جب وہ کچن میں گیا تو الٹے قدموں ہی واپس آ گیا کیونکہ ناشتے کے لئے مطلوبہ چیزیں سرے سے موجود ہی نہ تھیں۔ بیکری آئٹمز چونکہ تازہ استعمال کئے جاتے تھے اس لئے سلیمان صبح کی نماز کے بعد فلیٹ آتے ہوئے روزانہ تازہ آئیٹمز لے کر آتا تھا لیکن عمران کو اس کا

خیال ہی نہ رہا تھا۔ اس لئے اب دوبارہ بازار جا کر وہاں سے خریداری کر کے واپس فلیٹ پر آکر ناشتہ تیار کرنا اسے مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک اور فیصلہ کیا اور سٹنگ روم میں آکر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیانا فٹزواٹر۔ پورا نام لیا کرو۔ اس قدر تروتازہ نام ہے کہ میں سوچ رہا ہوں کیوں نہ منرل واٹر کے کسی برانڈ کا نام رکھ دوں۔ لیکن ہماری قوم بڑی ستم ظریف واقع ہوئی ہے۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ فٹزواٹر کو فلٹرواٹر سمجھ لے۔ ویسے تو تمام منرل واٹرز دراصل فلٹرواٹرز ہی ہوتے ہیں لیکن ان کا نام منرل واٹر ہی رکھا جاتا ہے تاکہ لوگ خوش ہو کر اسے زیادہ سے زیادہ پیتے رہیں۔ اس طرح کمپنی کا منافع تیزی سے ہائی جمپ لگاتا رہے لیکن صرف فلٹرواٹر کسی نے خریدنا نہیں کیونکہ اتنی بھاری قیمت میں فلٹرواٹر کی ایک بوتل خریدنے سے وہ یہی بہتر سمجھیں گے کہ گھر میں اتنی قیمت سے خود فلٹر لگوا لیں"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی تو اس میں بڑی دیر بعد جا کر فل سٹاپ آیا اور وہ بھی اس لئے کہ دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تھا۔

"کمال ہے۔ اس قدر زبردست بزنس ٹاک کو یہ لوگ پسند ہی نہیں کرتے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"حقیر فقیر، ہیچ مدان، بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بدہان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بولو"...... دوسری طرف سے جولیا نے ایک لفظی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ شکریہ۔ پہلے شاید میں اجازت کے بغیر بولا تھا۔ اس لئے تم نے سنا نہیں اور فون بند کر دیا اب چونکہ تم نے بولنے کی اجازت دے دی ہے اس لئے اب تو فون بند نہیں کرو گی"...... عمران نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے اسے بولنے کی اجازت نہ ملی ہو ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

"لیکن میں نے تمہیں بولنے کے لئے کہا ہے۔ اپنے سننے پر کوئی پابندی نہیں لگائی"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں صرف بولتا رہوں۔ تم سنو یا نہ سنو جبکہ میری یہ حالت ہے کہ ناشتے کے بغیر اب مجھ سے بولا ہی نہیں جا رہا۔ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اور میں یہاں فلیٹ میں اکیلا بے یار و مددگار، بے بس اور لاچار بیٹھا ہوا ہوں اور وہ کیا کہتے ہیں کہ جن پر تکیہ کیا وہی پتے ہوا دینے لگے۔ مجھے یقین تھا کہ تم میرے اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکالو گی لیکن تم تو میری بات سننے کے لئے ہی تیار

نہیں ہو"...... عمران نے بڑے دکھی سے لہجے میں کہا۔

" آج کا ناشتہ سب کو کیپٹن شکیل نے کھلایا ہے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے ورنہ تمہیں بھی کال کر لیتے لیکن تم کیپٹن شکیل کو فون کرو۔ وہ تمہیں ناشتہ بھجوا دے گا"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ میں اب اتنا مفلس و قلاش ہو چکا ہوں کہ اپنے لئے ہوٹل سے ناشتہ نہیں منگوا سکتا جبکہ میں تمہارے ہاتھ کا تیار کردہ ناشتہ کرنا چاہتا ہوں لیکن اب کیا کروں۔ تم تو میری بات ہی سننے کے لئے تیار نہیں ہو"...... عمران نے بڑے غمگین سے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تم آجاؤ۔ میں تمہیں ناشتہ کرا دیتی ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" کیپٹن شکیل بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب آپ۔ خیریت آج آپ نے مجھے کیسے فون کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہا۔

" تم نے پوری ٹیم کو ناشتہ کرایا ہے اور مجھے سوکھے منہ سے پوچھا تک نہیں۔ سچ کہتے ہیں کہ بھوکے بیچارے کو کوئی پوچھتا تک نہیں ہے"...... عمران نے بڑی طویل ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ عمران صاحب۔ آئی ایم رئیلی سوری۔ آپ چونکہ آتے نہیں اس لئے مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آئی ایم ویری سوری۔ آپ جو جرمانہ ڈالیں مجھے منظور ہے"...... کیپٹن شکیل نے بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اب کیا جرمانہ ڈالوں۔ وہ رکشوں اور ویگنوں کے پیچھے ٹھیک ہی لکھا جاتا ہے کہ اپنا اپنا نصیب"...... عمران نے اسی طرح دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

" میں ناشتہ لے کر آپ کے فلیٹ پر پہنچ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ ایک منٹ۔ میری بات سن لو۔ اب میں اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہوں کہ ہوٹل کے ناشتے کرتا پھروں۔ مس جولیانافٹز واٹر اپنے ہاتھوں سے میرے لئے ناشتہ تیار کر رہی ہے۔ میں ناشتہ کرنے اس کے فلیٹ پر تشریف لے جا رہا ہوں۔ وہ کیا کہتے ہیں اپنا اپنا نصیب"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

" ٹھیک ہے۔ میں بھی وہیں پہنچ رہا ہوں تاکہ آپ کے ساتھ

ناشتے میں شریک ہو سکوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" کیا مطلب۔ تم ڈبل ناشتہ کرو گے یعنی اب امارت کی نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ڈبل ناشتہ، ڈبل لنچ اور ڈبل ڈنر۔ لیکن یہ سوچ لو کہ باقی ساری عمر ہسپتال کے بیڈ پر ہی گزرے گی"۔ عمران نے کہا۔

" میں نے شریک ہونے کا کہا ہے عمران صاحب۔ ڈبل ناشتے کی بات نہیں کی"...... کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

" شرکت۔ ہاں شرکت تم کر سکتے ہو۔ آخر تم نے میری شادی میں بھی شرکت کرنی ہے ۔ تم اس استحقاق کی بناء پر ناشتے میں تو شرکت کر سکتے ہو"...... عمران نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ شکریہ"...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران رسیور رکھ کر بڑے اطمینان سے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ چائے کا سامان موجود تھا اور ریفریجریٹر میں دودھ کا ڈبہ بھی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے چائے بنائی اور اسے تھرماس میں ڈال کر اس نے تھرماس اور پیالی اٹھائی اور واپس سٹنگ روم میں آکر اس نے تھرماس سے چائے پیالی میں ڈالی اور پھر آج کے آئے ہوئے اخبارات کھول کر دیکھنے شروع کر دیئے ۔ ساتھ ہی وہ چائے بھی گھونٹ گھونٹ پی رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جولیا اور کیپٹن شکیل سے کی جانے والی باتیں بھول گیا ہو اور اب اطمینان سے بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہو۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی نظریں بدستور سامنے موجود اخبار پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

" جولیا بول رہی ہوں ۔ یہ تم نے کیا کہا ہے کیپٹن شکیل کو فون کر کے کہ اس نے سارے ساتھیوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ میرے فلیٹ پر پہنچیں اور تم خود کہاں ہو۔ پہلے تو تم اس طرح ناشتے کا شور مچا رہے تھے جیسے صدیوں سے بھوکے ہو اور جب میں نے ناشتہ بنا لیا ہے تو تم غائب ہو"...... دوسری طرف سے جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ناشتہ، لیکن اب تو ناشتے کا وقت گزر چکا ہے ۔ اب تو لنچ کا وقت قریب ہے اور جہاں تک ناشتے کا تعلق ہے تو ناش سنسکرت زبان میں فنا ہو جانے، ختم ہو جانے کو کہتے ہیں اور فارسی میں ناشتے کا لفظی معنی بھوکا ہوتا ہے اور میں تو ویسے ہی جنم جنم کا بھوکا ہوں"۔ عمران کی زبان ایک بار رواں ہو گئی۔

میں کسی سنسکرت اور فارسی کے مطلب کو نہیں جانتی ۔ سنا تم نے ۔ فوراً یہاں پہنچو ورنہ میں پوری سیکرٹ سروس کو لے کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی اور ہم ایک ہفتے سے پہلے واپس نہیں

جائیں گے"...... دوسری طرف سے جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لباس تبدیل کر کے وہ واپس آیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"آ رہا ہوں۔ ابھی آ رہا ہوں۔ تم نے دھمکی ہی ایسی دی ہے کہ اب مجھے آنا ہی پڑے گا ورنہ ایک ہفتے تک دس مہمانوں کو کھانا کھلانا میرے بس سے باہر ہے"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی اس انداز میں بات شروع کر دی جیسے اسے یقین ہو کہ فون جولیا کا ہے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو اور کسے کہہ رہے ہو"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"ارے آپ، میں سمجھا جولیا کا فون ہے۔ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اور میں نے ناشتہ نہیں کیا تھا۔ میں نے جولیا سے کہا کہ وہ اپنے ہاتھ سے بنا ہوا کھانا کھلائے کیونکہ کسی خاتون کے ہاتھ کا بنا ہوا ناشتہ کئے مدتیں گزر گئی ہیں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"مدتوں پہلے کس خاتون کے ہاتھ کا بنا ہوا ناشتہ کھاتے رہے ہو"...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اماں بی کا۔ یقین کریں اس قدر لذت اماں بی کے ہاتھوں میں ہے کہ اب تک اس لذت کا احساس اسی طرح تروتازہ ہے"۔ عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے جواب دیا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم میرے پاس آ جاتے۔ ہم دونوں مل کر ناشتہ کر لیتے"۔ سرسلطان نے کہا۔

"پھر آپ کا کیا بنتا"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... سرسلطان نے چونک کر کہا۔

"ظاہر ہے آپ کو سرکاری باورچی ملا ہوا ہے جبکہ میں وہاں بیٹھ کر آنٹی کے ہاتھ میں لذت کی تعریفیں کرتا تو یقیناً فوری طور پر باورچی کو رخصت دے دی جاتی اور آنٹی خود لنچ، ڈنر اور ناشتہ بناتیں اور آپ کو بہرحال کھانا بھی پڑتا اور دل پر پتھر رکھ کر تعریفیں بھی کرنا پڑتیں۔ اس لئے کہہ رہا ہوں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم جیسا شیطان شاید ہی دنیا میں پھر پیدا ہو۔ کہاں کی بات کہاں جا ملاتے ہو۔ بہرحال میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ یورپ کے ایک ملک رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے جو میرا اچھا دوست ہے مجھے فون کر کے بتایا کہ ان کے دارالحکومت نجارسٹ کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر ایک فاک لینڈی کو رومانیہ حکومت کی ایک اہم دستاویز چرانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اس آدمی نے بتایا ہے کہ اس کا تعلق کسی خفیہ تنظیم سارج سے ہے اور سارج کا انتہائی اہم مشن پاکیشیا میں مکمل کیا جا رہا ہے اور اسے بھی حکم دیا گیا تھا کہ وہ پاکیشیا پہنچ جائے۔ مزید انکوائری پر اس نے صرف اتنا بتایا

ہے کہ اس نے پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچ کر کاراکاز نامی کلب میں جا کر وکٹر سے ملنا تھا اور وکٹر نے اسے آگے کا کام دینا تھا۔ وہ صرف اتنا ہی بتا سکا پھر تشدد نہ برداشت کرتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ چیف سیکرٹری رومانیہ نے مجھے فون کر کے یہ بات اس لئے بتاتی ہے کہ وہ میرے ذاتی دوست بھی ہیں۔ میں نے انہیں مزید تفصیلات کے حصول کے لئے کہا تو انہوں نے معذرت کر لی کیونکہ سرکاری طور پر وہ ایسی معلومات کسی دوسرے ملک کو نہیں بھجوا سکتے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سارج کون سی تنظیم ہے اور وہ کس مشن پر یہاں کام کر رہی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

" میں تو یہ نام ہی پہلی بار آپ سے سن رہا ہوں۔ بہرحال چیف سیکرٹری یا سیکرٹری خارجہ بڑے ذمہ دار لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی بات کو سچ تسلیم کرتے ہوئے اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس بارے میں معلومات حاصل کریں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" بس اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ اللہ حافظ "...... دوسری طرف سے سر سلطان نے واقعی انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ جولیا کو ناشتہ کے لئے کہا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں۔ خیریت"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے پریشان سے لہجے میں پوچھا۔

" سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اس لئے ناشتہ نہ کر سکا اور غلطی سے جولیا کو فون کر دیا۔ اب جولیا انتظار کر رہی ہے اور ابھی سر سلطان نے فون کر کے مجھے بتایا ہے کہ انہیں رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے جو ان کے دوست ہیں۔ بتایا ہے کہ......" عمران نے سر سلطان کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دوہرا دی۔

" یہ سارج ایجنسی تو کوئی نیا نام ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ میں جولیا کے فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ تم ورلڈ ویژن والوں کو فون کر کے ان سے سارج ایجنسی کے بارے میں معلوم کرو اور جو معلومات ہوں وہ مجھے جولیا کے فون پر بتا دینا"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں اور اگر ان سے معلوم نہ ہو سکا تو میں بالٹانیہ کی چار ورلڈ ایجنسیوں سے بھی معلوم کر لوں گا"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور مڑ کر الماری کھول کر اس میں سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اسے آن کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار

کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" مجھے فلیٹ پر فون کرو۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس الماری میں رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھالیا۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" کہاں سے فون کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

" اپنے ہوٹل کے کمرے سے باس۔ میں بس اب باہر جانے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں کوئی کاراکاز کلب ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" یس باس۔ بڑا مشہور کلب ہے استان روڈ پر"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہاں کے کسی وکٹر کو جانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

" نہیں باس۔ وہاں کا مینجر تو جونی ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ وکٹر کیا کرتا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" مجھے نہیں معلوم۔ صرف اتنی اطلاع ملی ہے کہ کسی خفیہ تنظیم سارج نے اپنے ایجنٹ یہاں پاکیشیا بھجوائے ہوئے ہیں۔ ان کی مدد

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے لئے رومانیہ سے ایک آدمی یہاں آ رہا تھا اسے بتایا گیا تھا کہ وہ کاراکاز کلب کے وکٹر سے ملے اور وہ آدمی جو یہاں آ رہا تھا رومانیہ کے دارالحکومت میں پکڑا گیا اب اس وکٹر کو ٹریس کر کے اس سے اس معاملے کے بارے میں معلوم کرنا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

" یس باس۔ اگر آپ کہیں تو میں جونی سے فون پر پوچھ لوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" نہیں۔ اسے وہاں جا کر ٹریس کرو اور جو بھی ہو اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچاؤ"...... عمران نے کہا۔

" یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" جولیا کے فلیٹ کا فون نمبر معلوم ہے تمہیں"...... عمران نے کہا۔

" یس باس۔ میری فون ڈائری میں درج ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" تم نے مجھے وہاں اطلاع دینی ہے۔ میں اب وہیں جا رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

" یس باس"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رانا ہاؤس"...... رابطہ ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا

تھا۔

" ٹائیگر کو میں نے کہا ہے ایک آدمی کو ٹریس کرنے کے لئے ۔ اگر وہ ٹریس ہو گیا تو وہ اسے رانا ہاؤس لے آئے گا۔ اسے بلیک روم میں کرسی پر جکڑ دینا۔ ٹائیگر مجھے اطلاع دے گا لیکن میرے آنے تک ٹائیگر کو روک لینا"...... عمران نے کہا۔

" یس باس"...... جوزف نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ گیلری میں آکر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ٹیکسی ریواز کلب کی عالیشان عمارت کے مین گیٹ کے سامنے رکی تو سیڑھیوں سے نیچے کھڑے باوردی دربان نے تیزی سے آگے بڑھ کر ٹیکسی کا عقبی دروازہ کھولا اور سلانیا نیچے اتر آئی۔ وہ ٹیکسی ڈرائیور کو کرائے کے ساتھ ساتھ بھاری ٹپ بھی اترنے سے پہلے دے چکی تھی اس لئے اس کے اترتے ہی ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ باوردی دربان نے اسے سلام کیا اور پھر دو سیڑھیاں چڑھ کر اس نے شیشے کا دروازہ کھولا اور ساتھ ہی احتراماً جھک گیا۔ سلانیا نے ایک نوٹ اس کے ہاتھ پر رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ گئی۔ ہال کافی بڑا اور انتہائی دیدہ زیب اور خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ ہال میں موجود افراد کی تعداد کافی تھی جن میں عورتیں بھی

تھیں اور مرد بھی۔ لیکن وہ سب اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتے تھے ۔ سرگوشیوں میں باتیں ہو رہی تھیں اور ویٹرس وہاں سروس کر رہی تھیں۔ سلانیا کو رائٹ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیا آئے دو روز ہو گئے تھے ۔یہاں پہنچ کر بظاہر سلانیا رائٹ سے علیحدہ ہو گئی تھی لیکن وہ سب ایک ہی ہوٹل ہلٹن میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے ۔ سلانیا نے ہوٹل میں علیحدہ کمرہ لیا تھا جبکہ ساتھ والا کمرہ رائٹ کا تھا۔ رائٹ کے ساتھ فلپ اور جانسن کے کمرے اسی منزل پر ہی تھے لیکن وہ ہٹ کر تھے ۔فائل کے مطابق ڈاکٹر اعظم ہر اتوار کی شام کو ریواز کلب آتا تھا اور تقریباً تمام رات وہیں رہتا تھا۔ فائل میں سلانیا نے ڈاکٹر اعظم کی تصویر بھی دیکھ لی تھی۔ چنانچہ اس نے جانسن کو یہ تصویر دکھا کر ریواز کلب بھجوا دیا تھا کہ جب ڈاکٹر اعظم وہاں پہنچے تو وہ اسے فون پر اطلاع کر دے کیونکہ سلانیا اس وقت وہاں جانا چاہتی تھی جب ڈاکٹر اعظم وہاں موجود ہو۔ فائل کے مطابق ڈاکٹر اعظم کو عورت کی جو فگر پسند تھی اس بارے میں سلانیا اچھی طرح جانتی تھی کہ ایسے نفسیاتی مریضوں کو کس طرح پاگل بنایا جا سکتا ہے ۔ اس لئے وہ اس وقت وہاں جانا چاہتی تھی جب ڈاکٹر اعظم پہلے سے وہاں موجود ہو۔ مشن کے سلسلے میں رائٹ سے اس کی تفصیلی بات چیت ہو چکی تھی۔ رائٹ نے اپنے مشن کی تکمیل کے لئے بھاگ دوڑ شروع کر دی تھی لیکن وہ اس وقت یہ مشن مکمل کرنا چاہتا تھا۔ جب سلانیا پہلے اپنا مشن مکمل کر لیتی۔ گرین پرل اوپن جزیرہ تھا۔ اس کا صرف

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایک مخصوص حصہ نیوی کی تحویل میں تھا اور وہاں عام لوگوں کا داخلہ بند تھا ورنہ باقی پورے جزیرے میں کہیں بھی کوئی آ جا سکتا تھا اور رائٹ دو روز میں دو بار اپنے ساتھی فلپ کے ساتھ وہاں چکر لگا آیا تھا اور اس کے مطابق وہ کافی آسانی سے اپنا مشن مکمل کر سکتا تھا کیونکہ اس کے پاس ہر قسم کی چیکنگ کرنے والی اور حفاظتی مشینری کو زیرو کرنے والی جدید ترین خصوصی مشین موجود تھی جو ایک کیمرے کے انداز میں بنائی گئی تھی۔ سلانیا کو بھی یقین تھا کہ وہ ڈاکٹر اعظم کو شیشے میں اتار کر جلد ہی اپنا مشن مکمل کر لے گی۔ اس لئے وہ پوری طرح تیار ہو کر ریواز کلب آئی تھی۔ اس کے جسم پر انتہائی چست لباس تھا اور ہال میں داخل ہو کر وہ اس طرح رک گئی جیسے ہال کا جائزہ لے رہی ہو اور پھر ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ڈاکٹر اعظم پر اس کی نظریں پڑیں تو وہ بے اختیار مسکراتی ہوئی آگے بڑھی ۔ وہ کیٹ واک کے انداز میں اٹھلاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ ابھی اس نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اس نے چیک کر لیا کہ ڈاکٹر اعظم کی نظریں اس پر اس طرح چپکی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس کے ساتھ چپک جاتا ہے ۔ہال میں موجود کئی اور نوجوانوں کی نظریں بھی اس پر چپکی ہوئی تھیں لیکن سلانیا سیدھی ڈاکٹر اعظم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جب وہ قریب پہنچی تو بے اختیار رک گئی اور اس نے اس انداز میں ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہی ہو کہ کس کے ساتھ بیٹھے ۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور

ڈاکٹر اعظم کی طرف مڑ گئی۔

" پلیز۔ کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں آپ کے ساتھ "۔ سلانیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر ڈاکٹر اعظم بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ، ہلکے نیلے رنگ کی شرٹ اور سفید پھولوں والی نیلی ٹائی باندھ رکھی تھی۔ اس کے بالوں میں سفیدی کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔ چہرے پر سنہرے فریم کی نفیس عینک تھی لیکن اس کا سلانیا کو دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے بچہ دکان میں پڑی ہوئی اپنی پسندیدہ ٹافی کو دیکھتا ہے۔

" وائی ناٹ پلیز"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ سلانیا پر مر چکا ہے اور پھر آہستہ آہستہ باتیں شروع ہوئیں تو سلانیا نے اسے بتایا کہ وہ سیاح ہے اور ایشیاء کی سیاحت پر نکلی ہے اور ہوٹل ہلٹن میں رہائش پذیر ہے۔ ویسے وہ یورپ میں شیئر بزنس کرتی ہے جس سے اسے انتہائی معقول آمدنی ہو جاتی ہے۔ سیاحت اس کا شوق ہے اور وہ اکثر سیاحت پر ہی رہتی ہے۔ اس کے دو کاروباری مینجرز اس کا بزنس سنبھالتے ہیں اور ان سے اس کا رابطہ فون پر رہتا ہے اور یہاں ریواز کلب میں وہ ڈنر کے لئے آئی تھی اور ڈاکٹر اعظم نے اسے بتایا کہ وہ سائنس دان ہے اور نیوی کے ساتھ منسلک ہے لیکن وہ بہت کم نیوی کی لیبارٹری میں جاتا ہے ورنہ اس نے اپنی رہائش گاہ میں ہی اپنی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔

" پھر تو آپ سے صرف قسم قسم کی گیسوں، ریز اور مشینوں کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بارے میں ہی گفتگو ہو سکتی ہے جبکہ معاف کیجئے مجھے رومانس پسند ہے۔ آپ واقعی میری آئیڈیل شخصیت ہیں۔ آپ کا یہ خوبصورت ہیئر سٹائل، مردانہ وجاہت، آپ کا مخصوص ڈریس سب کچھ میرے لئے آئیڈیل ہے اور مجھے بہت کم آئیڈیل نظر آتے ہیں لیکن اب میری بدقسمتی کہ آپ سائنس دان ہیں"...... سلانیا نے اپنے مخصوص لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی تعریف کا شکریہ۔ لیکن سائنس دان ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں انسان ہی نہیں رہا اور آپ جیسی خوبصورت فگر انسان تو انسان، حیوانوں کو بھی پسند ہو گی"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سلانیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ پھر انہوں نے ڈنر بھی ڈائننگ ہال میں جا کر اکٹھے کیا اور ڈنر کے بعد وہ شراب پینے کے لئے لابی میں آ کر بیٹھ گئے۔

"آپ کب تک یہاں ہیں"...... ڈاکٹر اعظم نے پوچھا۔

" جب تک آپ کہیں۔ میں رہنے کے لئے تیار ہوں کیونکہ میں آپ سے حقیقتاً متاثر ہوئی ہوں"...... سلانیا نے بڑے محبت بھرے انداز میں کہا تو ڈاکٹر اعظم کا چہرہ مسرت سے تمتما اٹھا۔

" میں اس لئے پوچھ رہا تھا کہ اب آپ کے ساتھ ملاقات آئندہ سنڈے کو ہی ہو سکتی ہے "...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سلانیا بے اختیار چونک پڑی۔

" وہ کیوں۔ ایک ہفتے بعد۔ کیا آپ ملک سے باہر جا رہے

ہیں"....... سلانیا نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ بات نہیں۔ میں ان دونوں انتہائی اہم اور پیچیدہ فارمولے پر کام کر رہا ہوں۔ جس کے لئے مجھے مکمل یکسوئی چاہئے۔ اس لئے میں صرف سنڈے کو یہاں آسکتا ہوں"....... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

" ظاہر ہے آپ سائنس دان ہیں تو آپ یہ کام کسی لیبارٹری میں ہی جا کر کرتے ہوں گے اور ویسے بھی وہاں آپ پورا ہفتہ چوبیس گھنٹے تو کام نہیں کر سکتے۔ آپ آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ اس دوران کچھ وقت آپ گھومنے پھرنے ملنے ملانے کے لئے نہیں نکال سکتے"۔ سلانیا نے بڑے مان کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا۔

" میں نے پہلے بتایا ہے کہ میں نے اپنی رہائش گاہ میں بھی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ میں وہیں کام کرتا ہوں۔ بہت تھوڑا وقت آرام کرتا ہوں۔ اس لئے میں گھر سے نکل ہی نہیں سکتا"....... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

" اوہ۔ پھر تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں آجایا کروں گی آپ سے ملنے۔ وہاں آپ کی رہائش گاہ پر"....... سلانیا نے خاص انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہی تو مسئلہ ہے۔ میری رہائش گاہ میں کوئی غیر آدمی کسی صورت داخل ہی نہیں ہو سکتا اور یہ انتظام حکومت کی طرف ہے۔ انہوں نے وہاں انتہائی حساس آلات نصب کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے"....... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سلانیا بے اختیار چونک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پڑی۔ اس کے ذہن میں پہلی بار یہ بات آئی تھی کہ ڈاکٹر اعظم بے حد ہوشیار اور محتاط آدمی ہے۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک ہفتہ مجھ سے نہیں گزارہ جا سکتا۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم یہیں سے ہی علیحدہ ہو جائیں"....... سلانیا نے اس بار قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

" ارے ارے ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ درمیان میں تمہارے لئے وقت نکال سکوں"....... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

" اوکے۔ اگر تمہیں فرصت مل جائے تو ہلٹن ہوٹل آجانا۔ کمرہ نمبر دو سو بارہ"....... سلانیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

" لگتا ہے تم ناراض ہو گئی ہو"....... ڈاکٹر اعظم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ بہرحال پھر ملیں گے۔ فی الحال گڈ بائی"....... سلانیا نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ ڈاکٹر اعظم وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہلٹن ہوٹل پہنچ گئی۔ رائٹ کمرے میں موجود تھا۔

" کیا ہوا۔ کوئی بات بنی"....... رائٹ نے اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

" یہ آدمی انتہائی ہوشیار اور محتاط ہے۔ اس کے ساتھ کچھ اور کرنا

پڑے گا"....... سلانیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر ڈاکٹر اعظم سے ہونے والی ملاقات اور گفتگو دوہرا دی۔

" وہ اہم سائنس دان ہے۔اس لئے پہلی ملاقات میں کسی غیر ملکی کو اپنی رہائش گاہ پر نہیں لے جا سکتا۔لیکن اگر تم اسے درست طور پر ٹریٹ کرو تو پھر وہ تمہیں ساتھ لے جانے کے لئے مجبور ہو جائے گا"....... رائٹ نے کہا۔

" لیکن اس میں تو بہت وقت لگ جائے گا۔کیا ہم ویسے اس کی رہائش گاہ میں داخل نہیں ہو سکتے ۔ہم نے بڑی بڑی لیبارٹریوں کی کبھی پرواہ نہیں کی۔اس کی رہائش گاہ پر ان لیبارٹریوں سے زیادہ انتظامات تو نہیں ہوں گے "....... سلانیا نے کہا۔

" مسئلہ وہ نہیں ہے جو تم سوچ رہی ہو۔اصل بات یہ ہے کہ یہ مشن ڈبل ہے اور ایک دوسرے سے اس طرح جڑا ہوا ہے کہ ہماری تھوڑی سی جلد بازی سے مشن ناکام ہو سکتا ہے "....... رائٹ نے کہا۔

" وہ کیسے "....... سلانیا نے چونک کر کہا۔

" اگر ہم نے اس کی کوٹھی میں داخل ہو کر اسے ہلاک کر دیا اور اس کی لیبارٹری تباہ کر دی تو لامحالہ حکومت اور اعلیٰ حکام چونک پڑیں گے اور فوری طور پر وہ نیوی سپیشل ورکشاپ کے فول پروف انتظامات کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس پورے جزیرے کو ہی ممنوعہ قرار دے دیں اس کے علاوہ باس نے کہا تھا کہ اگرچہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مین گروپ یہاں موجود نہیں ہے ۔ لیکن دوسرا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گروپ ہو سکتا ہے ۔یقیناً ان تک اطلاع پہنچ گی اور وہ حرکت میں آ جائیں گے ۔اس طرح ہم بے بس ہو کر پھنس جائیں گے ۔ہمیں اس انداز میں کام کرنا ہے کہ دونوں طرف بیک وقت یا کم از کم ایک ہی دن کام ہو۔ پھر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ جہاں سارج ایجنسی اپنے ایجنٹوں کو معاشی طور پر شہنشاہ بنا دیتی ہے وہاں ناکامی کی صورت میں اس ایجنٹ اور اس کے ساتھیوں کو ہر قیمت پر مرنا پڑتا ہے ۔سارج ایجنسی میں ناکامی کی کوئی معافی نہیں ہے ۔ اس لئے کسی کام میں جلدی نہ کرو۔ بے حد سوچ سمجھ کر کرو"....... رائٹ نے اسے بزرگانہ انداز میں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جب تک میں کامیاب نہ ہوں گی۔تم بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے "....... سلانیا نے کہا۔

" نہیں، وہاں پہنچنا اور وہاں مشن مکمل کرنا آسان نہیں ہے ۔ہم اپنی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ اس سپیشل ورکشاپ میں کوئی چور راستہ نکال لیں۔دو روز کی کوششوں کے بعد اب ہم کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔اس کے بعد جیسے ہی تم اطلاع دو گی کہ تم ڈاکٹر اعظم کے ساتھ اس کی کوٹھی میں جا رہی ہو۔ہم بھی اس چور راستے سے ورکشاپ میں داخل ہو جائیں گے اور پھر بیک وقت دونوں کام ہو جائیں گے "....... رائٹ نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ میں اس ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ میں جانے کی کوشش جاری رکھوں لیکن اس نے تو کہا ہے کہ وہ اب

آئندہ اتوار کو آئے گا۔ پورے ایک ہفتہ بعد اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ ایک ہفتے بعد بھی میری بات مان جائے ۔ مجھے خود یہ آدمی کوئی نفسیاتی مریض لگتا ہے ۔ اب اگر دس بارہ ہفتے اس نے لگا دیئے تو پھر کیا ہو گا"...... سلانیا نے کہا۔

" اسے تم نے بتایا ہے کہ تم کس ہوٹل میں رہ رہی ہو" ۔ رائٹ نے پوچھا۔

" ہاں ۔ میں نے بتایا ہے بلکہ میں نے اپنا روم نمبر بھی بتا دیا ہے"...... سلانیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا فون نمبر لیا ہے تم نے"...... رائٹ نے کہا۔

" میں نے اس سے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ لیبارٹری میں وہ چونکہ ہر وقت انتہائی حساس اور پیچیدہ کام میں مصروف رہتا ہے اس لئے وہ درمیان میں فون نہیں سن سکتا۔ البتہ ضرورت پڑنے پر کسی کو فون کرنے کے لئے اس نے ون سائیڈ فون لگوایا ہوا ہے یعنی وہ خود تو فون کر سکتا ہے لیکن اس کے فون پر باہر سے کوئی کال نہیں آ سکتی"...... سلانیا نے جواب دیا۔

" واقعی یہ ڈاکٹر اعظم انتہائی تیز اور شاطر آدمی ہے ۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کے پاس فون نہ ہو لیکن اس نے تمہیں نمبر نہ بتانے لئے بڑا خوبصورت جواز بنایا ہے"...... رائٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔یہی بات میں کر رہی تھی کہ وہ میری جسمانی فگر سے بے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

حد متاثر ہے ۔ اس کے چہرے کے تاثرات اور اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی مخصوص چمک بتا رہی ہے کہ وہ مجھ پر مرمٹا ہے ۔ لیکن اس کے باوجود وہ ذہنی طور پر بے پناہ شاطر آدمی ہے"...... سلانیا نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ وہ جلد ہی تمہیں خود فون کرے گا۔ بہرحال ایک ہفتہ دیکھ لیتے ہیں اور اس دوران ہم بھی نیوی ورکشاپ میں جانے کا مکمل انتظام کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد اگر اس ڈاکٹر اعظم نے پلو نہ پکڑایا تو پھر اس بارے میں کچھ اور سوچیں گے"...... رائٹ نے کہا اور سلانیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے جولیا کے فلیٹ پر پہنچ کر کال بیل بجائی تو ڈور فون سے کٹک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

" کون ہے باہر"...... جولیا کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

" وہی جسے دل کے اندر ہونا چاہئے تھا"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے کٹک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی خاموش چھا گئی اور اس کے ساتھ ہی دروازے کھلا ۔ دروازے پر جولیا موجود تھی۔ وہ اس طرح سپاٹ نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی جسے سرے سے اس کی واقف ہی نہ ہو۔

" تم باز نہیں آسکتے ۔ تم نے پھر وہی بکواس شروع کر دی ہے ۔ آؤ اندر"...... جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

" واہ ۔ اب تو خود دل کے اندر آنے کی دعوت دے رہی ہو۔ واہ اسے کہتے ہیں خوش قسمتی"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

والا تھا لیکن جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور عمران کے اندر آنے پر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر عمران کے ساتھ وہ خاصے بڑے ڈرائینگ روم میں آگئی۔

" بیٹھو۔ میں تمہارے لئے ناشتہ لے آتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور تیزی سے کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس سے پہلے کہ جولیا کچن سے باہر آتی۔ کال بیل کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

" میں دروازہ کھولنے جا رہا ہوں"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ کیپٹن شکیل آیا ہو گا لیکن جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کیپٹن شکیل کے ساتھ صفدر، تنویر اور صالحہ بھی کھڑی تھی۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ لوگوں کو رات کو نیند نہیں آئی تھی کہ اتنی صبح اٹھ کر یہاں پہنچ گئے"..... عمران نے کہا۔

" یہ آپ کو صبح لگ رہی ہے عمران صاحب"...... صفدر نے عمران کے ایک طرف ہٹنے پر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے باقی ساتھی بھی اندر آگئے ۔

" جب تک میں ناشتہ نہ کر لوں تب تک صبح ہی رہے گی"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر دروازہ بند کرکے وہ ان کے ساتھ ڈرائینگ روم میں آگیا۔ اسی لمحے جولیا کچن سے باہر آگئی۔ اس کے

چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

" تم سب۔ کیا مطلب "...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

" میں تو تمہاری مدد کرنے آئی ہوں "...... صالحہ نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" ہماری فکر نہ کرو۔ ہم تو اب کل صبح ہی ناشتہ کریں گے البتہ عمران صاحب کو ناشتہ کرتے دیکھنے آئے ہیں "...... صفدر نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک بار پھر کال بیل بج اٹھی۔

" میں دیکھتا ہوں "...... صفدر نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ صالحہ اور جولیا کچن میں چلی گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد فور سٹارز ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے۔

" ارے واہ۔ یہ تو پوری بارات آ گئی ہے۔ ماشاء اللہ۔ اس کا مطلب ہے کہ صفدر نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے "...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" صفدر نے صرف وہ خطبہ نکاح یاد کیا ہے جس سے صرف صالحہ سے نکاح ہو سکے "...... خاور نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" تمہارا مطلب ہے کہ اپنا نکاح صفدر خود پڑھے گا "...... عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا جیسے کوئی ناممکن بات ہو گئی ہو لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا صفدر یا کوئی اور جواب دیتا۔ جولیا ٹرالی دھکیلتی ہوئی کچن سے باہر آ گئی۔ اس کے پیچھے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صالحہ بھی ٹرالی دھکیلتی ہوئی آ رہی تھی۔ جولیا کی ٹرالی پر ناشتے کا سامان تھا جبکہ صالحہ کی ٹرالی پر چائے کے برتن تھے۔

" یہ کس خوشی میں آپ سب یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ صبح آپ سب ناشتہ کر کے تو گئے ہیں "...... جولیا نے ناشتے کا سامان عمران کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

" ہمیں تو کیپٹن شکیل نے بلایا ہے کہ آپ عمران صاحب کو اپنے ہاتھ سے پکا ہوا ناشتہ کرا رہی ہیں اور اس منظر کو دیکھنے کے لئے سب کو یہاں موجود ہونا چاہئے "...... خاور نے کہا۔

" کیوں۔ کیا یہ کوئی کرامت ہے یا کوئی شعبدہ ہے "...... جولیا نے کہا۔

" اگر آپ ناراض ہو رہی ہیں تو ہم واپس چلے جاتے ہیں "۔ خاور نے کہا۔

" ارے خاور۔ تم کب سے اس قدر زود رنج ہو گئے ہو۔ انجوائے کرو انجوائے "...... صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" یہ سب اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں مس جولیا کہ عمران صاحب نے ناشتہ کرنا ہے اور ایسے مواقع بار بار نہیں آتے "...... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس بار سب ہنس پڑے جبکہ عمران آنکھیں پھاڑے مسلسل میز پر پڑے ہوئے ناشتے کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ابھی ناشتے میں سے کوئی ہاتھی گھوڑا نکل آئے گا۔

" یہ ناشتہ ہے۔ کیا مطلب۔ کیا یہ واقعی ناشتہ ہی ہے "۔ اچانک

عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں تو اور ناشتہ کیسا ہوتا ہے "...... جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یا اللہ تیرا شکر ہے کہ سب ساتھی یہاں گواہی دینے کے لئے موجود ہے ۔ یہ چار مکھن لگے ہوئے توس، دو ابلے ہوئے انڈے اور ایک کپ چائے ۔ یہ ناشتہ ہے "...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے سب اس کی تائید کریں گے ۔

" تو اور کیا ناشتہ ہوتا ہے عمران صاحب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے قیمہ بھرے پراٹھوں کا بنڈل، خالص مکھن کا پیڑا دس بارہ انڈوں کا آملیٹ، شہد کی ایک بوتل، لسی کا ایک بڑا جگ، دو چار کلو بھنی ہوئی کلیجی، خالص گھی سے تڑتڑاتے ہوئے پراٹھے ...... " عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" بس بس عمران صاحب۔ اتنا ہی کافی ہے ۔ پرانے دور کے پہلوان تو سنا تھا کہ ایسا ناشتہ کرتے ہیں ۔ لیکن موجودہ دور میں ایسے ناشتے کے بعد انسان سیدھا ہسپتال ہی جائے گا"...... صفدر نے عمران کی بات درمیان سے کاٹتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے ۔

" یہ ناشتہ مس جولیا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور یقیناً یہ بے حد لذیذ ہو گا"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" لذت تو بس ایک ہی خاتون کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے ۔ جیسے وہ ہمارے ایک شاعر نے کہا ہے کہ عام لوگوں کو عیش کا کچھ حصہ اس لئے دیا گیا ہے کہ تجمل حسین خان کے عیش کو نظر نہ لگے ۔ کیونکہ عیش تو بنا ہی تجمل حسین خان کے لئے ہے ۔ اسی طرح کھانے میں لذت تو صرف ایک خاتون کے ہاتھوں میں ہی دی گئی ہے ۔ باقی جن خواتین کو بھی اس کا کوئی حصہ ملا ہے وہ صرف اس خاتون کو نظر سے بچانے کے لئے ہے "...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

" کون ہے وہ خاتون جس کے ہاتھ کی لذت تمہیں بھولتی ہی نہیں"...... جولیا نے انتہائی غصیلے اور بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اماں بی ۔ واہ ۔ واہ کیا لذت ہے ان کے ہاتھوں میں۔ تم کھاؤ تو اپنی انگلیاں بھی ساتھ ہی کاٹ کر کھا جاؤ"...... عمران نے فوراً کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب وہ اس کی تردید کرنے کی جرأت ہی نہ کر سکتی تھی۔ باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

" ایکسٹو"...... دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی ۔

" یس باس"...... جولیا کا لہجہ مزید مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیا عمران یہاں موجود ہے"...... چیف نے پوچھا۔

"یس باس۔ پوری سیکرٹ سروس ہی یہاں موجود ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"کیوں"...... چیف نے چونک کر پوچھا۔

"ویسے ہی باس"...... جولیا نے مختصر سا جواب دیا۔

"رسیور عمران کو دو"...... چیف نے کہا تو جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے رسیور لے کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سارج کے بارے میں کسی ایجنسی کو کچھ معلوم نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے پہلے سے یہی اندازہ تھا چیف۔ یہ سارج یقیناً کوئی نئی تنظیم بنائی گئی ہے۔ بہرحال اب اسے تلاش تو کرنا ہی ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے میں نے کال کیا ہے کہ تم نے جلد از جلد اس معاملے کو ٹریس کرنا ہے۔ اس میں تاخیر کسی بڑے نقصان کا باعث بھی بن سکتی ہے"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ ویسے بغیر ناشتے کے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ ارے"۔ عمران بات کرتے کرتے رک گیا کیونکہ دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تھا اور مجبوراً عمران کو بات روک کر رسیور واپس کریڈل پر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

رکھنا پڑا۔

"کمال ہے۔ لوگ اب بھوکے کی بات تک نہیں سنتے۔ کیا بے درد اور بے رحم زمانہ آگیا ہے"...... عمران نے بڑے غمزدہ سے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ کوئی کیس شروع ہو گیا ہے"...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کہاں شروع ہوا ہے۔ تمہیں تو فارغ بیٹھنے کے باوجود تنخواہیں اور الاؤنسز ملتے رہتے ہیں اور مجھے ایک چھوٹا سا چیک وصول کرنے کے لئے نجانے کیا کیا کرنا پڑتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم پہلے ناشتہ کرو ورنہ میں اسے ہٹا لیتی ہوں۔ یہ ضائع ہو رہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اتنے سارے آدمیوں میں بیٹھ کر میں ناشتہ کیسے کر سکتا ہوں۔ سنا ہے ندیدوں کی نظر لگ جاتی ہے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہم آنکھیں بند کر لیتے ہیں عمران صاحب"...... اس بار صدیقی نے کہا۔

"سنا ہے آنکھیں بند ہوں تو منہ کھل جاتے ہیں۔ اس لئے تم آنکھیں بند نہ کرو۔ میں ہی چڑیا جیسا یہ ناشتہ کر لیتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناشتہ

کرنا شروع کر دیا کیونکہ اسے واقعی ناشتے کی بے حد طلب ہو رہی تھی۔ ناشتے کے بعد سب کو چائے پیش کی گئی۔

" عمران صاحب۔ سارج نام کی تنظیم کے بارے میں گذشتہ دنوں میں نے ایک تحقیقی رپورٹ پڑھی تھی"...... اچانک خاور نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" تحقیقی رپورٹ۔ کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" ایک بین الاقوامی ادارے کے تحت ایک میگزین شائع ہوتا ہے " کرائم ٹوڈے " وہ میگزین میں باقاعدہ منگواتا ہوں اور پڑھتا ہوں۔ اس میگزین میں تحقیقی رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ اس کی ایک رپورٹ میں سارج کا نام آیا تھا اور جہاں تک مجھے یاد ہے۔ یہ لکھا گیا تھا کہ سارج یہودیوں اور ایکریمیوں کی مشترکہ تنظیم ہے جس کا مقصد ایکریمیوں اور یہودیوں کے دشمنوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ ان دشمنوں میں اعلیٰ ترین حکام سے لے کر سائنس دان، صحافی اور ایسے تمام لوگ شامل ہیں جو ایکریمیا یا یہودیوں کے خلاف نظریات رکھتے ہیں"...... خاور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" کس کا مضمون ہے یہ"...... عمران نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

" مجھے یاد نہیں۔ ویسے آپ کہیں تو میں یہ رسالہ آپ کے فلیٹ پر پہنچا دوں"...... خاور نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ہاں ضرور"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ چیف کو اس بارے میں کیسے علم ہوا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" سر سلطان کو رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے بتایا ہے کہ رومانیہ کے ایئرپورٹ پر ایک آدمی پکڑا گیا ہے۔ اس نے پوچھ گچھ کے دوران بتایا ہے کہ وہ پاکیشیا جا رہا ہے کیونکہ وہاں سارج کے ایجنٹ ایک اہم مشن پر کام کر رہے ہیں اور اس نے وہاں جا کر ان کی مدد کرنی ہے۔ اس کے ساتھ وہ صرف اتنا بتا سکا کہ اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچ کر کاراکاز کلب میں وکٹر سے ملاقات کرے۔ پھر وہ تشدد کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ رومانیہ کے چیف سیکرٹری سر سلطان کے ذاتی دوست ہیں۔ اس لئے انہوں نے ذاتی طور پر سر سلطان کو آگاہ کیا۔ سر سلطان نے مجھ سے بات کی تو میں نے چیف کو رپورٹ دی اور چیف سے کہا کہ وہ اپنے وسیع وسائل کی مدد سے معلوم کریں کہ یہ سارج کون سی تنظیم ہے اور کہاں پائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ٹائیگر کے ذمے بھی لگایا کہ وہ کاراکاز کلب سے وکٹر کو ٹریس کرے اور پھر اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دے تاکہ اس سے معلوم کیا جا سکے کہ یہاں سارج کون سا مشن مکمل کرنا چاہتی ہے"...... عمران نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"جولیا بول رہی ہوں"....... جولیا نے کہا۔

"میں ٹائیگر بول رہا ہوں مس صاحبہ۔یہاں باس عمران ہوں گے"....... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کرو بات"....... جولیا نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"....... عمران نے رسیور لے کر کہا۔ چونکہ جولیا نے پہلے ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر رکھا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی ٹائیگر کی آواز بھی سب کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"باس۔ کاراکاز کلب میں کوئی وکٹر نہیں ہے اور نہ ہی رہا ہے۔ میں نے اچھی طرح معلوم کر لیا ہے"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ کسی کا کوڈ نام ہے۔ بہرحال تم معلوم کرو کہ اس کلب میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کا تعلق یہودیوں یا ایکریمیا سے ہو"....... عمران نے کہا۔

"ایکریمیا سے تو کلب کے مالک اور جنرل مینجر جونی کا بڑا گہرا تعلق ہے باس۔ ایکریمیا سے اس کے رابطے رہتے ہیں لیکن مجھے ذاتی طور پر یہ معلوم ہے کہ وہ کسی غیر ملکی تنظیم یا ایجنٹس یا ایسے کسی مشن میں شامل نہیں ہو سکتا"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ اسے صرف رابطہ بنایا گیا ہو"....... عمران نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہا۔

"یس باس۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے میں انکوائری کرتا ہوں"....... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تم میرے ساتھ چلو خاور اور مجھے وہ رسالہ دو تاکہ اس کی مدد سے کوئی سراغ لگایا جا سکے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ادھر ادھر ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں اور وہ لوگ ملک کے خلاف کوئی خطرناک مشن مکمل کر لیں"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا آپ ہمیں اس مشن میں شامل کریں گے"....... صفدر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"تمہاری شمولیت کا فیصلہ تو تمہارا باس ہی کر سکتا ہے۔ میں تو اسے رپورٹ دے سکتا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے طور پر کام کریں"....... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن تم کیا کرو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہ کچھ کوششیں تو کریں گے۔ فارغ تو ویسے ہی ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ خاور کو ساتھ لئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔

" تمہیں یقین ہے کہ تم کاراکاز کلب میں وکٹر کا سراغ لگا لو گے جبکہ ٹائیگر جیسا آدمی اس کا سراغ نہیں لگا سکا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ٹائیگر نے عمران صاحب کو بتایا تھا کہ کاراکاز کلب کا مالک اور جنرل مینجر جونی اس کا دوست ہے اور لامحالہ ٹائیگر اس سے ملنے وہاں جاتا رہتا ہو گا اس لئے کلب کے تمام عملے کو اس کا بخوبی علم ہو گا اور ایسی صورتحال میں کلب کا کوئی ملازم ٹائیگر کو کوئی اطلاع نہیں دے سکتا۔ ورنہ انہیں علم ہے کہ یہ بات جنرل مینجر تک پہنچ سکتی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے اور ان سے اس کی نوکری کے ساتھ ساتھ اس کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے کیونکہ ایسے معاملات میں کسی کو کوئی معافی نہیں دی جاتی"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن تمہیں اور مجھے دیکھ کر تو وہ ہر بات سے ہی صاف مکر جائیں گے کیونکہ ہمارے قدوقامت انہیں مشکوک کر دیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جو کچھ بتایا گیا ہے اس کے مطابق لامحالہ رومانیہ سے آنے والے آدمی نے کاؤنٹر پر پہنچ کر اپنا نام بتانا تھا۔ اس لئے کاؤنٹر پر موجود انچارجوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔ یہ عام سی بات ہے اور بھاری رقم دے کر آسانی سے یہ معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" اوہ۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ تم باری باری ان سب سے معلومات حاصل کرو گے۔ یہ تو بہت طویل پراسیس ہو جائے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

" ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس پرواز سے وہ آدمی پاکیشیا آ رہا تھا۔ اس پرواز کے یہاں پاکیشیا پہنچنے کا علم ہو جائے تو ہم اس وقت ڈیوٹی پر موجود آدمی کو فکس کر سکتے ہیں کیونکہ لامحالہ اس آدمی نے بہت سے آدمیوں کو تو اپنا نام نہیں بتانا تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی۔ میں نے اس بارے میں عمران صاحب سے بات کی ہے ۔ انہوں نے بتایا ہے کہ رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے فون پر ذاتی طور پر سر سلطان کو یہ بات بتائی ہے ۔ اس لئے مزید تفصیل معلوم نہیں ہو سکتی"...... صفدر نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار کاراکاز کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑی اور پھر پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

" یہاں کلب میں ہیڈ ویٹر کون ہے "...... صفدر نے نیچے اتر کر پارکنگ بوائے سے پارکنگ کارڈ لیتے ہوئے پوچھا۔

" ہیڈویٹر یا چیف ہیڈویٹر۔ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ "...... پارکنگ بوائے نے چونک کر پوچھا۔

" یہاں چیف ہیڈ ویٹر بھی ہوتا ہے "...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جی ہاں۔ وہ ہر شفٹ کے ویٹرز کا انچارج ہوتا ہے جبکہ ہیڈویٹر اپنی شفٹ کا انچارج ہوتا ہے "...... پارکنگ بوائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" چیف ہیڈویٹر کا نام بتا دو"...... صفدر نے جیب سے ایک درمیانی مالیت کا نوٹ نکال کر پارکنگ بوائے کو دیتے ہوئے کہا۔

" ان کا نام جیکی ہے جناب۔ وہ اس کلب کے سب سے پرانے ویٹر ہیں۔ ویسے آج کل وہ چھٹی پر ہیں"...... پارکنگ بوائے نے نوٹ کو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تیزی سے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ ہم نے ان سے ملنا ہے ۔ ہم بھی ایک کلب بنانا چاہتے ہیں اور ایسے لوگوں کا مشورہ بڑا قیمتی ہوتا ہے ۔ کیا تم اس کی رہائش گاہ کا پتہ بتا سکتے ہو"...... صفدر نے جیب سے اسی مالیت کا ایک اور نوٹ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ وہ میرے ہمسائے ہیں۔ درس روڈ پر بابو محلہ ہے ۔ اس میں سنہری مسجد ہے اس گلی میں رہتے ہیں۔ آپ وہاں کسی سے بھی پوچھ لیں"...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

" اوکے ۔ شکریہ"...... صفدر نے کہا اور کارڈ واپس دے کر وہ دوبارہ کار میں بیٹھ گئے اور چند لمحوں بعد ان کی کار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

" تم اس سے کاؤنٹر انچارجوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ اسے وکٹر کے بارے میں بھی علم ہو گا۔ ایسے لوگ ہر معاملے کے بارے میں جانتے ہیں"...... صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر بابو محلے پہنچ کر صفدر نے کار ایک کھلی جگہ پر پارک کی اور نیچے اتر کر اسے لاک کر کے وہ دونوں سنہری مسجد کے بارے میں پوچھ کر پیدل آگے بڑھتے رہے ۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ایک درمیانے سائز کے پختہ مکان کے سامنے موجود تھے ۔ جیکی اس مکان میں رہائش پذیر تھا۔

صفدر نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

" جی۔جی جناب"....... نوجوان شاید صفدر اور کیپٹن شکیل کے قدوقامت دیکھ کر گھبرا سا گیا تھا۔

" ہمارا تعلق بزنس سے ہے ۔ہم ایک کلب کھولنا چاہتے ہیں۔جس کے لئے جیکی سے ضروری مشورہ لینے آئے ہیں"....... صفدر نے انتہائی نرم اور دوستانہ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا تو نوجوان کے پریشان چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

" جی اچھا۔میں بیٹھک کا دروازہ کھولتا ہوں"....... نوجوان نے کہا اور واپس اندر چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد سائیڈ پر موجود ایک دروازہ کھلا اور نوجوان دروازے سے باہر آ گیا۔

" آجائیں"....... نوجوان نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اس طرف چل پڑے ۔بیٹھک زیادہ بڑی نہیں تھی البتہ اس میں ایک پرانا صوفہ اور دو کرسیاں اور درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی۔

صفدر اور کیپٹن شکیل صوفے پر بیٹھ گئے ۔اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے گھریلو لباس پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔اس کو دیکھتے ہی صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہی سمجھ گئے کہ یہی چیف ویٹر جیکی ہے۔

" میرا نام جیکی ہے جناب"....... آنے والے نے سلام کرتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر اس سے نہ صرف مصافحہ کیا بلکہ اپنے نام بھی بتائے جبکہ وہ نوجوان جیکی کے اندر داخل ہوتے ہی اندرونی دروازے میں غائب ہو گیا تھا۔

"آپ کاراکاز کلب میں چیف ہیڈ ویٹر ہیں"....... صفدر نے کہا۔

" جی ہاں۔مگر آپ صاحبان کون ہیں اور کس لئے تشریف لائے ہیں"....... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔اس کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی کی جھلک تھی۔

" ہمارا تعلق ایک پرائیویٹ تنظیم سے ہے ۔ہمیں ایک آدمی وکٹر کی تلاش ہے جس کا تعلق کاراکاز کلب سے ہے "....... صفدر نے جیب سے بڑی مالیت کے چند نوٹ نکال کر اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔جیکی کی نظریں نوٹوں پر اس طرح جم گئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

" وکٹر۔کون وکٹر۔کلب میں تو کسی ملازم کا نام وکٹر نہیں ہے"....... جیکی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

" وکٹر ویسے تو عام سا نام ہے مسٹر جیکی اور اس شہر میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں وکٹر ضرور موجود ہوں گے لیکن شاید یہ کوڈ نام ہے ہمیں اصل نام چاہئے ۔اگر آپ بتا دیں تو یہ نوٹ بھی آپ کو مل سکتے ہیں اور آپ کا نام بھی سامنے نہیں آئے گا"....... صفدر نے کہا۔

" کوڈ۔کیا مطلب۔کیا آپ کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے"۔جیکی

نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمیں کیا ضرورت تھی آپ کو رقم دینے کی۔ ہم آپ کو ویسے ہی اٹھا کر لے جاتے اور پھر آپ خود ہی سب کچھ بتا دیتے۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں۔ ہمارے ایک آدمی نے رومانیہ سے یہاں آنا تھا۔ اس نے کاراکاز کلب پہنچ کر کاؤنٹر پر وکٹر کا نام لینا تھا تو اسے اس کے مطلوبہ آدمی تک پہنچا دیا جاتا۔ لیکن وہ آدمی نہ یہاں پہنچا ہے اور نہ ہی رومانیہ میں اس کا پتہ چل رہا ہے۔ اس لئے ہمیں یہ ٹاسک ملا ہے کہ ہم اس وکٹر کو ٹریس کریں تاکہ اس سے اصل صورتحال کا علم ہو سکے "...... صفدر نے کہا۔

" رومانیہ سے آنا تھا۔ کس وقت"...... جیکی نے چونک کر پوچھا۔

" وقت کا ہمیں علم نہیں ہے "...... صفدر نے جواب دیا۔

" جناب۔ میں غریب آدمی ہوں۔ اس لئے کیا آپ مجھ پر مہربانی نہیں کر سکتے "...... اچانک جیکی نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

" ہم نے آپ کو کچھ کہا تو نہیں ہے۔ صرف چند معلومات لینی ہیں۔ آپ بے شک انکار کر دیں۔ ہم واپس چلے جائیں گے لیکن آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ آپ کا نام کسی صورت سامنے نہیں آئے گا"...... صفدر نے کہا۔

" کیا آپ حلف دیتے ہیں کہ میرا نام سامنے نہیں آئے گا"۔ جیکی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے کہا۔

" ہاں "...... صفدر نے کہا۔

" تو جو کچھ میں جانتا ہوں وہ بتا دیتا ہوں۔ اب یہ فیصلہ آپ کر لیں کہ اس سے آپ کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں"...... جیکی نے کہا۔

" ہاں۔ تم بتا دو"...... صفدر نے کہا۔

" جناب۔ صبح سے دوپہر تک استقبالیہ پر ایک صاحب زاہد حمید ہیں۔ ان کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ زاہد حمید صاحب یہاں آنے سے پہلے یورپ کے کسی ملک کے کسی ہوٹل میں طویل عرصہ کام کر چکے ہیں اور اب بھی وہاں سے ان کے فون آتے رہتے ہیں اور کئی بار یورپ کے لوگ بھی ان سے ملنے آتے رہتے ہیں اور وہ خود بھی دو تین ماہ بعد ضرور یورپ کا چکر لگاتے ہیں اور جہاں تک میرا خیال ہے رومانیہ یورپ کا ہی ملک ہے "...... جیکی نے کہا۔

" ہاں۔ تمہارا خیال درست ہے۔ لیکن یورپ میں تو کئی ممالک شامل ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" میں نے کئی بار اس کے منہ سے رومانیہ کا نام بھی سنا ہے"۔ جیکی نے کہا۔ اسی لمحے اندرونی دروازہ کھلا اور وہی نوجوان ہاتھ میں مشروبات کی دو بوتلیں اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے ایک ایک بوتل صفدر اور کیپٹن شکیل کو دی اور پھر واپس چلا گیا۔

" اس وقت تو زاہد حمید ڈیوٹی پر ہوں گے "...... صفدر نے کلائی

پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

" ان کے بھائی بیمار ہیں۔ انہوں نے ایک ہفتے کی چھٹی لے رکھی ہے "...... جیکی نے جواب دیا۔

" ان کی رہائش کہاں ہے "...... صفدر نے پوچھا۔

" جی وہ اپنے بھائی کے ساتھ نیوی آفیسرز کالونی میں رہتے ہیں۔ غیر شادی شدہ ہیں "...... جیکی نے کہا۔

" ان کا بھائی نیوی میں ہے "...... صفدر نے پوچھا۔

" جی ہاں۔ لیکن مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے البتہ ان کے بھائی گرین پرل جزیرے پر نیوی کی کسی ورکشاپ میں کام کرتے ہیں۔ وہاں آفیسر ہیں۔ ان کے بھائی کا نام ارباب حمید ہے۔ وہ دو تین بار یہاں کلب میں بھی زاہد حمید سے ملنے آئے تھے "...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ یہ رقم آپ کی ہو گئی "...... صفدر نے سامنے رکھے ہوئے نوٹ اٹھا کر جیکی کو دیتے ہوئے کہا۔

" شکریہ جناب۔ لیکن خیال رکھیں۔ میرا نام کسی سطح پر بھی سامنے نہیں آنا چاہئے ورنہ مجھے نوکری سے بھی جواب مل سکتا ہے "...... جیکی نے نوٹ لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" ان کی رہائش گاہ کا فون نمبر معلوم ہے آپ کو "...... صفدر نے کہا۔

" نہیں جناب "...... جیکی نے جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" اوکے۔ اب ہم چلتے ہیں۔ آپ نے بھی ہمارے بارے میں اور ہمیں دی گئی معلومات کے بارے میں زبان بند رکھنی ہے "۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی کیپٹن شکیل اور جیکی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" بالکل جناب۔ میں تو خود آپ سے درخواست کر رہا ہوں۔ پھر میں خود کیوں بتاؤں گا "...... جیکی نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل ایک بار پھر اس سے مصافحہ کر کے بیٹھک سے باہر آئے اور تیزی سے اس طرف کو بڑھتے چلے گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

" میرا خیال ہے کہ ہم درست سراغ پر چل رہے ہیں "۔ کیپٹن شکیل نے کچھ فاصلے پر آنے کے بعد کہا۔

" ہاں۔ اس حد تک کہ وکٹر کا کوڈ نام لینے والا رومانیہ سے آ رہا تھا اور زاہد حمید کا تعلق بھی شاید رومانیہ سے رہا ہے "...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس زاہد حمید کو یقیناً اس بارے میں تفصیل کا علم ہو گا "۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں۔ دیکھو کیا رزلٹ نکلتا ہے "...... صفدر نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کار تک پہنچ گئے۔ پھر انہوں نے کار کا رخ بندرگاہ کی طرف موڑ دیا جہاں نیوی آفیسرز کالونی واقع تھی۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو کرسی پر بیٹھی ہوئی سلانیا بے اختیار چونک پڑی لیکن دوسرے لمحے جب رائٹ کمرے میں داخل ہوا تو سلانیا کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"آؤ۔ کوئی خاص بات"...... سلانیا نے اٹھ کر رائٹ کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے اس سائنس دان کا کوئی فون بھی آیا ہے یا نہیں"۔ رائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلانیا کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"دو روز ہو گئے ہیں انتظار کرتے ہوئے۔ ابھی تک تو نہیں آیا"...... سلانیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چیف نے تو بتایا تھا کہ وہ خصوصی فگر کا دیوانہ ہے لیکن شاید رپورٹ غلط ہے"...... رائٹ نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"نہیں۔ رپورٹ درست ہے۔ جس والہانہ انداز میں وہ مجھے دیکھتا رہا ہے اور جس طرح اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔ اس سے وہ واقعی میری جیسی فگر کا دیوانہ ہے اور میں نے بھی اسے خصوصی طور پر ٹریٹ کیا ہے لیکن اس کے باوجود نجانے کیا بات ہے کہ اس نے دو روز سے رابطہ نہیں کیا"...... سلانیا نے کہا۔

"ویسے نفسیاتی مریض تو اپنی پسندیدہ فگر کو دیکھنے کے بعد اسے حاصل کرنے کے لئے طوفانوں سے ٹکرا جاتے ہیں اور اس آدمی نے دو روز ہو گئے ہیں۔ مڑ کر بھی نہیں پوچھا"...... رائٹ نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن یہ شخص حد درجہ محتاط آدمی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری نگرانی کرا رہا ہو تاکہ اپنی پوری تسلی کر سکے"...... سلانیا نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے خاص طور پر اس کا خیال رکھا ہے لیکن ایسا نہیں ہے"...... رائٹ نے جواب دیا۔

"پھر تو آئندہ اتوار کا انتظار کرنا پڑے گا"...... سلانیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب ایسا ممکن نہیں رہا"...... رائٹ نے کہا تو سلانیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا ممکن نہیں رہا۔ کیا مطلب"...... سلانیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گرین پرل میں ہم نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ اب اس سلسلے

میں مزید انتظار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کسی بھی وقت کوئی گڑبڑ ہو سکتی ہے ۔اس لئے اب مشن جلد از جلد مکمل کرنا ہے "...... رائٹ نے جواب دیا۔

" اتنی جلدی کیسے یہ اہم کام مکمل ہو گیا۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں"۔ سلانیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ کوئی گڑبڑ نہیں ہے ۔ میں نے ہر طرح چیک کر لیا ہے"...... رائٹ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" پھر بھی مجھے بتاؤ تو سہی ۔ اتنی جلدی یہ سب کیسے ہو گیا ہے"۔ سلانیا نے کہا۔

"ہاں ۔ تمہیں بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ تم ہماری ساتھی ہو۔ میں نے گرین پرل کا جائزہ لینے کے بعد چیف کو فون کر کے بتایا کہ یہاں کسی مقامی لیکن بااختیار آدمی کو ساتھ ملائے بغیر مشن کسی صورت مکمل نہیں ہو سکتا اور اگر ہم نے اپنے طور پر اس کے لئے کوشش کی تو طویل عرصہ لگ جائے گا۔ اس لئے یہاں اگر کوئی ایسا بااعتماد آدمی ہے جو اس سلسلے میں کام کر سکے تو ہمیں آگاہ کیا جائے ۔ جس پر چیف نے بتایا کہ ایک آدمی رومانیہ میں موجود ہے ۔ جس کے یہاں گرین پرل کے ایک نیوی آفیسر سے تعلقات ہیں ۔ وہ اسے یہاں بھیج رہے ہیں ۔ وہ ایسے آدمی کا فوری انتظام کرا دے گا۔ جس پر میں مطمئن ہو گیا لیکن پھر چیف کا فون آیا کہ اس آدمی کو رومانیہ کے سرکاری ایجنٹوں نے ایک اور کیس کے سلسلے میں رومانیہ ایئرپورٹ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ پاکیشیا جانے والی فلائٹ پر سوار ہونے ہی والا تھا۔ اس لئے اب ایسا ہے کہ میں یہاں کے ایک مقامی کلب کاراکاز میں صبح کے وقت جا کر کاؤنٹر پر موجود آدمی سے وکٹر کا نام لوں گا تو وہ آدمی اس سلسلے میں میری مدد کرے گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس آدمی نے مجھے کلب کی لابی میں بٹھا دیا اور انتظار کرنے کے لئے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ میرے پاس آیا۔ اس کا نام زاہد حمید تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے کلب سے ایک ہفتہ کی چھٹی لے لی ہے اور وہ مجھے اپنے بھائی سے ملانے لے جائے گا جو نیوی کا ایک آفیسر ہے اور گرین پرل پر ڈیوٹی دے رہا ہے ۔ چنانچہ میں زاہد حمید کے ساتھ بندرگاہ پر موجود نیوی آفیسرز کالونی کی ایک کوٹھی میں گیا۔ وہاں اس زاہد حمید کا بڑا بھائی موجود تھا۔ اس سے بات چیت ہوئی اور یہ معلوم کر کے مجھے بے حد اطمینان ہوا کہ وہ گرین پرل پر سپیشل ورکشاپ میں سکیورٹی انچارج ہے اس نے بھاری معاوضہ طلب کیا۔ چنانچہ میں نے اسے گارنیٹڈ چیک دے دیا۔ اس سے میری تفصیلی بات ہوئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ مجھے میرے دو ساتھیوں سمیت خاموشی سے ایک خفیہ راستے سے لیبارٹری میں پہنچا دے گا اور ہم نے وہاں جو کام بھی کرنا ہے ہم کر لیں گے تو ہم اسی خفیہ راستے سے واپس اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور وہ ہمیں خاموشی سے گرین پرل سے واپس دارالحکومت بھجوا دے گا۔ اس سے تفصیلی پروگرام طے ہو گیا ہے ۔ ہم نے کل رات بارہ

بجے یہ کام مکمل کر دینا ہے ۔اس لئے میں نے کہا ہے کہ اب مزید وقت نہیں رہا"...... رائٹ نے پوری تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

" تمہاری بات درست ہے لیکن اب اس ڈاکٹر اعظم کا کیا کیا جائے ۔ تم ہی کوئی مشورہ دو۔اس کی موت بھی تو مشن کا ایک حصہ ہے ۔اگر وہ زندہ رہا تو مشن تو ادھورا رہ جائے گا"...... سلانیا نے کہا۔

" اب یہی ہو سکتا ہے کہ کل رات زبردستی اس کی رہائش گاہ میں داخل ہو کر اس کا خاتمہ کیا جائے ۔ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے "...... رائٹ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سلانیا، رائٹ کی بات کا جواب دیتی۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سلانیا نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔

" یس "...... سلانیا نے کہا۔

" ہوٹل فون سروس سے بول رہی ہوں میڈم۔آپ کی کال ہے کوئی صاحب ڈاکٹر اعظم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... فون سروس کی آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو سلانیا ڈاکٹر اعظم کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑی ۔

" کراؤ بات"...... سلانیا نے جواب دیا اور ساتھ ہی فون پیس پر موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو۔ ڈاکٹر اعظم بول رہا ہوں"......چند لمحوں بعد ایک مردانہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

آواز سنائی دی ۔لاؤڈر کا بٹن پریس کرنے کی وجہ سے ساتھ بیٹھے ہوئے رائٹ نے بھی آواز سن لی اور وہ بھی ڈاکٹر اعظم کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔

" سلانیا بول رہی ہوں۔ شکر ہے آپ کو فون کرنے کا خیال تو آیا"...... سلانیا نے بڑے لاڈ بھرے لیکن روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔

" ارے ارے ۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے مس سلانیا۔ دو روز تک میرا ایک ایک لمحہ تمہارے تصور میں ہی گزرا ہے ۔ لیکن انتہائی ضروری کام کی وجہ سے میں تمہیں فون نہ کر سکتا تھا۔اب وہ کام نمٹ گیا ہے تو میں نے پہلی فرصت میں تمہیں فون کیا ہے "...... دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" آپ کے بغیر میرا کیا حال ہوا ہے ۔ یہ تو آپ نے پوچھا ہی نہیں۔ نجانے آپ میں کیا کشش ہے کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے میرا آئیڈیل کہیں گم ہو گیا ہے "...... سلانیا نے مخصوص لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی حال میرا ہے مس سلانیا۔مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ میری زندگی میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لڑکیاں آئی ہیں لیکن آپ جیسی آئیڈیل فگر کی مالک کوئی عورت پہلے مجھے دکھائی ہی نہیں دی ۔آپ کی بھرپور فگر نے مجھے واقعی آپ کا دیوانہ کر دیا ہے اور پھر آپ نے میرے جذبات کی جس طرح قدر کی ہے اس نے بھی

مجھے بے حد خوشی بخشی ہے ۔میں آپ کو لینے کے لئے ڈرائیور بھیج رہا ہوں۔ ڈرائیور کا نام ساجن ہے ۔آپ اس کے ساتھ آجائیں اور سنڈے تک میرے پاس رہیں۔ پھر سنڈے کو اکٹھے باہر جا کر پورا دن گزاریں گے ۔ یقین کریں آپ کو میرے پاس رہ کر جو خوشی حاصل ہو گی وہ ناقابل بیان ہے ۔میں آپ کا انتہائی شدت سے منتظر ہوں"...... ڈاکٹر اعظم کی جذبات سے بھیگی ہوئی آواز سنائی دی۔

" میں تو خود آپ سے ملنے کے لئے تڑپ رہی ہوں۔ بہر حال میں آپ کے ڈرائیور کا انتظار کروں گی"...... سلانیا نے اسی طرح مخصوص لہجے میں کہا۔

" اوکے ۔ساجن جلد تم تک پہنچ جائے گا"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سلانیا نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے تمتما اٹھا تھا۔ آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

" کمال ہو گیا سلانیا۔ ہم بیٹھے پریشان ہو رہے تھے کہ قدرت نے خود ہی مسئلہ حل کر دیا"...... رائٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارا یہ مشن کامیاب رہے گا"۔ سلانیا نے کہا۔

" تو پھر یہ بات طے ہو گئی کہ یہ مشن کل رات بارہ بجے سے صبح چار بجے تک مکمل کیا جائے گا۔ تم نے بھی اسی وقت ڈاکٹر کے خاتمے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے ساتھ ساتھ وہاں موجود اس کا فارمولا بھی جلانا ہے اور اگر اس نے کمپیوٹر میں فارمولا محفوظ کیا ہوا ہو تو اس کمپیوٹر کو بھی تباہ کر دینا ہے"...... رائٹ نے کہا۔

" تم بے فکر رہو۔ میں اس کی پوری لیبارٹری کو تہس نہس کر دوں گی۔ ایک بار مجھے وہاں پہنچنے تو دو"...... سلانیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تم اس کی ڈیمانڈ پوری کر دینا تاکہ وہ ہر لحاظ سے مطمئن رہے"...... رائٹ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا۔ میں اسے ہر لحاظ سے اس قدر مطمئن کر دوں گی کہ وہ خود بخود میرے سامنے کھل جائے گا"...... سلانیا نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔پرسوں صبح تم نے واپس یہاں پہنچ جانا ہے ۔ میں نے معلوم کرایا ہے ۔ صبح آٹھ بجے ایک فلائٹ یہاں سے رومانیہ جاتی ہے ۔اس میں بکنگ کرا لی جائے گی"...... رائٹ نے کہا اور سلانیا کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ٹائیگر نے کار رونالڈ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر موڑی اور پھر وہ اسے ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں خاصا رش تھا لیکن بہرحال اتنی جگہ خالی موجود تھی کہ ٹائیگر اپنی کار باآسانی پارک کر سکتا تھا۔ وہ رونالڈ کلب تقریباً روزانہ ہی اسی وقت آتا تھا اس لئے کلب کے عملے کے ساتھ ساتھ پارکنگ بوائے بھی اس سے بخوبی واقف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ٹائیگر جیسے ہی کار سے نیچے اترا۔ پارکنگ بوائے نے قریب آکر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"کیسے ہو اسلم"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر۔ بالکل اوکے "...... پارکنگ بوائے نے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پارکنگ کارڈ ٹائیگر کے ہاتھ میں دے کر اس نے دوسرا کارڈ کار کی ونڈ سکرین کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایک وائپر میں پھنسایا اور سلام کرتا ہوا ایک اور آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کارڈ کوٹ کی جیب میں ڈالا اور مڑ کر کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ رونالڈ کلب غیر ملکیوں کا پسندیدہ کلب تھا کیونکہ اس کلب میں غیر ملکیوں کو ہر وہ سہولت مل جاتی تھی جس کے وہ اپنے اپنے ملکوں میں عادی تھے۔ پھر اس کلب کا ماحول اس قدر پر سکون تھا کہ یہاں کسی کو معمولی سا خوف بھی محسوس نہ ہوتا تھا۔ غیر ملکیوں کے علاوہ شہر کے پوش طبقے کا بھی یہ پسندیدہ کلب تھا۔ اس لئے امراء طبقے سے تعلق رکھنے والے نوجوان مرد اور عورتیں یہاں تقریباً ہر وقت ہی بھرے رہتے تھے۔ رونالڈ کلب کا اسسٹنٹ مینجر روبرٹ اطالوی تھا۔ لیکن اسے پاکیشیا آئے ہوئے اتنا طویل عرصہ گزر گیا تھا کہ اب روبرٹ صرف اپنے رنگ و روپ سے ہی اطالوی لگتا تھا۔ ورنہ وہ بڑی روانی سے اور ایسے اچھے لہجے میں مقامی زبانیں بول اور سمجھ لیتا تھا کہ کسی طرح بھی شک نہ ہو سکتا تھا کہ یہ شخص مقامی نہیں ہے بلکہ اطالوی ہے۔ روبرٹ نے کلب میں فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے طور پر انڈرورلڈ کی خبریں حاصل کرنے کے لئے ایک منظم تنظیم بھی بنا رکھی تھی جس کا نام اس نے برڈز رکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر سے اس کی خاصی گہری دوستی تھی اور ٹائیگر کو بھی اکثر اس سے اپنے مطلب کی قیمتی معلومات مل جاتی تھیں۔ اس لئے ٹائیگر تقریباً روزانہ وقت نکال کر یہاں آتا اور روبرٹ سے مل کر واپس جایا کرتا تھا البتہ آج ٹائیگر

روبرٹ سے خصوصی طور پر ملنے آیا تھا کیونکہ عمران نے اس کے ذمے کام لگایا تھا کہ کاراکاز کلب میں کسی وکٹر نام کے آدمی کو تلاش کیا جائے یا ایسا آدمی جس کا کوڈ نام وکٹر ہو لیکن ٹائیگر کو ناکامی ہوئی تھی اور اس نے عمران کو ناکامی کی رپورٹ بھی دے دی تھی لیکن اپنے طور پر وہ ابھی تک اس وکٹر کے کھوج میں لگا ہوا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے خاصی بھاگ دوڑ بھی کی تھی لیکن کوئی ٹھوس بات معلوم نہ ہو سکی تھی۔ مین گیٹ سے ہال میں داخل ہو کر وہ تیزی سے سائیڈ گیلری کی طرف بڑھ گیا جہاں روبرٹ کا آفس تھا۔ روبرٹ کے آفس کے باہر موجود دربان نے اسے سلام کیا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور ٹائیگر آفس میں داخل ہوا۔ روبرٹ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اس لئے اس نے ٹائیگر کی آمد پر صرف اثبات میں سر ہلایا اور ٹائیگر میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"خوش آمدید ٹائیگر۔ تم جب بھی آتے ہو مجھے بے حد مسرت ہوتی ہے"...... روبرٹ نے فون کا رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور جب جاتا ہوں پھر کیا ہوتا ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو روبرٹ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"پھر دوبارہ ملنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے"...... روبرٹ نے خوبصورت جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے اس جواب پر ٹائیگر بھی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بے اختیار ہنس پڑا۔ روبرٹ نے انٹرکام پر ٹائیگر کے لئے ایپل جوس کا آرڈر دے دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر کا پسندیدہ ڈرنک یہی ہے۔

"آج مجھے لگ رہا ہے کہ تم ذہنی طور پر الجھے ہوئے ہو۔ کوئی خاص بات"...... روبرٹ نے کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اب تو تم قیافہ شناس بنتے جا رہے ہو"...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا میرا اندازہ غلط ہے"...... روبرٹ نے کہا۔

"نہیں۔ درست ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے میں ایپل جوس کا بڑا گلاس رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے سلام کیا اور پھر وہ گلاس ٹائیگر کے سامنے رکھ کر وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا الجھن ہے"...... روبرٹ نے کہا۔

"کاراکاز کلب میں کسی وکٹر کی تلاش ہے لیکن وہاں دور دور تک کسی وکٹر کا نشان تک نہیں ہے"...... ٹائیگر نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"وکٹر کی تلاش۔ کیا مطلب۔ یہ تو عام سا نام ہے اور انڈر ورلڈ میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ضرور وکٹر نام کے افراد ہوں گے"...... روبرٹ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رومانیہ سے ایک آدمی نے پاکیشیا پہنچ کر کاراکاز کلب میں پہنچنا

تھا اور کاؤنٹر پر وکٹر کا نام لینا تھا اور پھر اس کے مطلوبہ آدمی تک اسے پہنچایا جاتا۔ لیکن وہ آدمی یہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیا گیا"۔ ٹائیگر نے بتایا اور پھر اسے مزید تفصیل بھی بتا دی۔

" اس آدمی نے کس وقت کاراکاز کلب پہنچنا تھا"...... کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد روبرٹ نے کہا۔

" یہ تو معلوم نہیں ہو سکتا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" ظاہر ہے اسے کوئی مخصوص وقت ہی دیا گیا ہو گا کیونکہ کلب کی استقبالیہ میں تین شفٹوں میں کام ہوتا ہے۔ ہر شفٹ میں پہلے سے مختلف آدمی موجود ہوتے ہیں۔ اب ایسا کوڈ تینوں کو تو نہیں بتایا جا سکتا"...... روبرٹ نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے"...... ٹائیگر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" تم نے رومانیہ کا نام لیا ہے۔ تمہارے اس کام میں کوئی رومانیہ کی لڑکی تو ملوث نہیں ہے"...... روبرٹ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" رومانیہ کی لڑکی کہاں سے اس معاملے میں داخل ہو گئی۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ رومانیہ سے ایک آدمی نے کاراکاز کلب کے کاؤنٹر پر پہنچ کر وکٹر کا لفظ استعمال کرنا تھا"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" دراصل مجھے اس لئے خیال آ گیا تھا کہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ریواز کلب میں معروف سائنس دان ڈاکٹر اعظم کی ملاقات ایک رومانیہ نژاد لڑکی سے ہوئی اور ڈاکٹر اعظم جس والہانہ انداز میں اس لڑکی پر فریفتہ ہوتا نظر آ رہا تھا اس نے میرے آدمی کو چونکا دیا۔ پھر ان کے درمیان ہونے والی گفتگو ٹیپ کی گئی تو اس سے پتہ چلا کہ لڑکی نے پوری کوشش کی کہ ڈاکٹر اعظم اسے اپنی رہائش گاہ پر لے جائے لیکن ڈاکٹر اعظم کسی وجہ سے ایسا نہ کر رہا تھا اور پھر یہ لڑکی مایوسی کے عالم میں چلی گئی"...... روبرٹ نے کہا۔

" اس میں ایسی کون سی بات ہے کہ تمہارے آدمی نے انہیں چیک کیا اور پھر تمہیں رپورٹ دی"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو روبرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

" بظاہر یہ عام سی بات ہے۔ ہوٹلوں میں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اس میں ایک فریق سائنس دان تھا اور دوسرا فریق ایک غیر ملکی لڑکی۔ اس لئے کسی بھی وقت یہ اطلاع قیمتی بن سکتی ہے۔ مجھے بعض اوقات ایسی اطلاعات سے اتنی بڑی رقومات مل جاتی ہیں کہ تم یقین ہی نہ کرو گے۔ تم نے رومانیہ کا نام لیا تو مجھے یہ اطلاع یاد آ گئی۔ اس لئے میں نے تم سے پوچھا تھا"...... روبرٹ نے کہا۔

" نہیں۔ ہمارا کوئی تعلق اس سائنس دان سے ہے اور نہ اس لڑکی سے۔ ہمیں تو وکٹر کا معمہ حل کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوکے۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... روبرٹ نے کہا اور اس نے رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو

روبرٹ نے رسیور اٹھالیا۔

" یس۔ روبرٹ بول رہا ہوں"...... روبرٹ نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کی جانے والی بات سنتا رہا۔ اس کے چہرے کے رنگ ساتھ ساتھ بدل رہے تھے۔

" معلوم کرو کہ کہیں وہ رومانیہ نژاد لڑکی تو اس ہلاکت میں ملوث نہیں ہے اور پھر مجھے رپورٹ دو"...... روبرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر ہاتھ اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن ٹائیگر اس کے منہ سے رومانیہ نژاد لڑکی اور ہلاکت کے الفاظ سن کر چونک پڑا تھا۔

" گرونو سے بات کراؤ۔ میں روبرٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد روبرٹ نے کہا۔

" گرونو۔ میں روبرٹ بول رہا ہوں۔ تمہارے کاراکاز کلب میں کوئی وکٹر نام کا آدمی موجود ہے"...... روبرٹ نے کہا۔

" نہیں ہے۔ لیکن رومانیہ سے ایک آدمی نے آکر تمہارے کلب کے استقبالیہ پر وکٹر کا نام لینا تھا اور اسے کسی اہم آدمی سے ملوایا جانا تھا لیکن وہ آدمی رومانیہ سے یہاں آنے سے پہلے ہی وہیں رومانیہ میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ نام کسی آدمی کا اصل نام نہیں بلکہ بطور کوڈ استعمال کیا جانا تھا۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ یہ کس کا کوڈ نام ہو سکتا ہے"...... روبرٹ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" اوکے۔ جلد از جلد معلوم کر کے مجھے رپورٹ دینا"...... روبرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" گرونو بہت تیز آدمی ہے۔ وہ جلد ہی اصل بات کا سراغ لگا لے گا اور جیسے ہی مجھے رپورٹ ملی میں تمہیں فون کر دوں گا"...... روبرٹ نے رسیور رکھ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" شکریہ۔ لیکن اس رومانیہ نژاد لڑکی کے بارے میں کیا خبر دی گئی تھی تمہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اس سائنس دان ڈاکٹر اعظم کو اس کی رہائش گاہ میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میرے آدمی نے اس قتل کے بارے میں رپورٹ دی تھی"...... روبرٹ نے کہا۔

" کب کی بات ہے یہ۔ کہاں رہتا تھا یہ سائنس دان"۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

" جب تمہارا اس سے تعلق ہی نہیں ہے تو چھوڑو اس چکر کو۔ دارالحکومت میں روزانہ درجنوں افراد ہلاک ہوتے رہتے ہیں"۔ روبرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ یہ عام آدمی نہیں ہے سائنس دان ہے اور بہرحال اس کا غیر ملکی لڑکی سے رابطہ رہا ہے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی بڑا معاملہ ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو روبرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"پہلے تو تم اس اطلاع پر حیرت کا اظہار کر رہے تھے۔ اب خود ہی اس کو اہم قرار دے رہے ہو"...... روبرٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس وقت صرف ملاقات کی بات تھی۔ ہلاکت کی بات سامنے نہ آئی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر تمہارے لئے یہ کام کی اطلاع ہے تو ایک لاکھ روپے اس کا معاوضہ ہوگا"...... روبرٹ نے کہا۔

"صرف ایک لاکھ روپے ۔ میرا خیال تھا کہ تم دس لاکھ روپے سے کم کی بات نہیں کروگے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور روبرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"روبرٹ بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ کہاں ہے"۔ روبرٹ نے کہا۔

"اوکے"...... روبرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ گرین ٹاؤن میں ہے۔ کوٹھی نمبر ایک سو ایک اور آج صبح ہی ان کی ہلاکت کا علم ہوا ہے"...... روبرٹ نے کہا۔

"اوکے ۔ بے حد شکریہ۔ اصل کام وکٹر والا ہے ۔ اس بارے میں تمہیں کوئی اطلاع ملے تو مجھے فوراً بتانا"...... ٹائیگر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو روبرٹ نے اثبات میں سرہلا دیا اور ٹائیگر سرہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار گرین ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو اس نے ڈاکٹر اعظم کا نام پہلے کبھی نہ سنا تھا لیکن بہرحال یہ بات اسے اس معاملے میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دلچسپی لینے پر مجبور کر رہی تھی کہ ڈاکٹر اعظم سائنس دان تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ گرین ٹاؤن کی اس کوٹھی تک پہنچ گیا جو ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ تھی لیکن وہاں پولیس موجود تھی۔ ٹائیگر نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر ڈیش بورڈ کھول کر اس نے اس میں رکھا ہوا ایک لفافہ نکال کر اس میں سے ایک وزیٹنگ کارڈ اور ایک شناختی کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور باقی لفافہ دوبارہ اس نے ڈیش بورڈ میں رکھا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ کوٹھی کے پھاٹک کے باہر پولیس کی گاڑیاں موجود تھیں جبکہ ایک پولیس کار بھی ایک سائیڈ پر کھڑی تھی۔ دو مسلح سپاہی گیٹ پر بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے ۔ ٹائیگر ان کی طرف بڑھا تو وہ دونوں اس طرح چوکنا اور مستعد ہو گئے جیسے انہوں نے کسی دشمن کو دیکھ لیا ہو۔

"رک جاؤ"...... ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا۔

"تمہارا کوئی آفیسر موجود ہے یہاں ۔ میں روزنامہ پاکیشیا کا چیف کرائم رپورٹر ہوں"...... ٹائیگر نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ سپاہی کوئی جواب دیتا۔ کوٹھی کے چھوٹے پھاٹک سے ایک پولیس آفیسر جو انسپکٹر رینک کا تھا، باہر آگیا۔

"انسپکٹر عثمان سے بات کر لو"...... سپاہی نے باہر آنے والے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے"...... انسپکٹر عثمان نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

" میرا نام رضوان ہے اور میں روزنامہ پاکیشیا کا چیف کرائم رپورٹر ہوں"...... ٹائیگر نے آگے بڑھ کر جیب سے شناختی کارڈ نکال کر انسپکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی"...... انسپکٹر عثمان نے کارڈ لے کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں ابھی حال ہی میں گریٹ لینڈ سے آیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے ۔ فرمایئے آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ویسے آپ کو یہاں کے بارے میں کس نے اطلاع دی ہے"۔ انسپکٹر عثمان نے کارڈ واپس کرتے ہوئے کہا۔

" ہم کرائم رپورٹروں کی ناک پولیس سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے اس لئے اس بات کو چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ ڈاکٹر اعظم سائنس دان کب ہلاک ہوئے ہیں اور آپ کی ابتدائی تفتیش کیا کہتی ہے"۔ ٹائیگر نے کارڈ لے کر اسے واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" پریس کو باقاعدہ بریفنگ دی جائے گی۔ لیکن تمام ابتدائی کارروائیاں مکمل ہونے کے بعد"...... انسپکٹر عثمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" وہ تو مجھے معلوم ہے کہ آپ نے کیا بریفنگ دینی ہے ۔آپ کی دی ہوئی بریفنگ چھاپتے ہوئے ہماری عمر گزر گئی ہے ۔ مجال ہے جو ایک لفظ بھی تبدیل ہو جائے۔ بہرحال میں نے تو سرسری اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ابتدائی معلومات کی بات کی ہے ۔اگر آپ تعاون نہیں کریں گے تو مجھے آپ کے ایس پی عادل فیروز صاحب کو فون کرنا پڑے گا۔ وہ میرے انکل ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو انسپکٹر عثمان بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ۔ پھر تو آپ اپنے ہی آدمی ہوئے ۔ آیئے میرے ساتھ "۔ انسپکٹر عثمان کا رویہ یکلخت بدل گیا تھا اور ٹائیگر اس کے ساتھ چلتا ہوا کوٹھی میں داخل ہوا تو وہاں کافی پولیس والے موجود تھے۔

" اس کوٹھی میں ڈاکٹر اعظم کی رہائش تھی۔ انہوں نے نیچے بڑے تہہ خانے میں اپنی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔ وہ غیر شادی شدہ آدمی تھے ۔ گرین پرل نامی جزیرے میں نیوی کی خصوصی ورکشاپ میں بھی ہفتے میں دو روز کے لئے جاتے تھے ۔ کوٹھی میں سیکورٹی کے دو مسلح آدمی، ایک ڈرائیور، ایک باورچی اور ایک ملازم ان کے ساتھ رہتا تھا۔ اس لئے پولیس کو یہاں سے چھ لاشیں ملی ہیں۔ ڈاکٹر کی لاش ان کی لیبارٹری میں پڑی ہوئی تھی۔ انہیں سینے میں گولی ماری گئی تھی جو عین دل میں لگی اور ان کی فوراً موت واقع ہو گئی لیکن ڈاکٹر مرحوم کی آنکھوں میں انتہائی حیرت کا تاثر جیسے منجمد نظر آ رہا تھا جیسے وہ گولی مارنے والے کو اچھی طرح جانتے ہوں اور انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ بھی انہیں گولی مار سکتا ہے ۔ باورچی کی لاش کچن میں پڑی پائی گئی جبکہ ملازم کی لاش ایک کمرے میں اور ڈرائیور اور سیکورٹی والوں کی لاشیں گیٹ کے ساتھ والے سیکورٹی روم میں پڑی

ملی ہیں۔ سب کو گولیاں ماری گئی ہیں"...... انسپکٹر عثمان نے باقاعدہ تقریر کے انداز میں کہا۔

"پولیس کو کس نے اطلاع دی تھی اور کب"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ساتھ والی کوٹھی کا چوکیدار کئی روز سے چھٹی پر گیا ہوا تھا۔ وہ آج دوپہر کو واپس آیا تو اس نے اس کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھلا ہوا دیکھا تو وہ چونک پڑا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کوٹھی کا پھاٹک ہر وقت بند رکھا جاتا ہے۔ اس نے اندر جھانکا تو اسے کمرے کے دروازے پر لاشیں پڑی نظر آئیں۔ اس نے اندر آکر دیکھا اور پھر اس نے اپنی کوٹھی کے مالک کو جا کر بتایا۔ مالک نے بھی آکر چیکنگ کی اور پھر پولیس کو اطلاع کر دی"...... انسپکٹر عثمان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی اندازہ ہے کہ یہ قتل کس نے کئے ہوں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بعد ہی کچھ کہا جا سکتا ہے"...... انسپکٹر عثمان نے جواب دیا۔

"کیا میں ڈاکٹر صاحب کی لیبارٹری دیکھ سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہاں کیا دیکھیں گے۔ وہاں ان کا کمپیوٹر تباہ کر دیا گیا ہے باقی جو بڑے آلات تھے انہیں بھی گولیاں مار کر ختم کر دیا گیا ہے"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

انسپکٹر عثمان نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ پھر کیا دیکھنا ہے۔ بہرحال شکریہ۔ آپ نے تعاون کیا ہے پھر ملاقات ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا اور انسپکٹر عثمان سے ہاتھ ملا کر وہ واپس پھاٹک سے باہر آگیا اور پھر اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ کار تک پہنچا ہی تھا کہ سڑک کی دوسری طرف موجود کوٹھی سے ایک ادھیڑ عمر آدمی نکل کر تیزی سے اس کی طرف آنے لگا۔

"ایک منٹ جناب"...... اس آنے والے نے کہا تو ٹائیگر ٹھٹھک کر رک گیا اور غور سے اس آنے والے کو دیکھنے لگا۔ آنے والا ادھیڑ عمر آدمی تھا اور لباس سے وہ کوٹھی کے مالک کی بجائے کوئی ملازم ہی لگ رہا تھا۔

"سلام صاحب۔ کیا آپ کا تعلق پولیس سے ہے"...... اس آدمی نے قریب آکر سلام کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میرا تعلق اخبار سے ہے۔ کیوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر آپ پولیس کو میرے بارے میں نہ بتائیں تو میں آپ کو اس معاملے میں ایک اہم بات بتا سکتا ہوں"...... اس آدمی نے کہا۔

"کون سی بات"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"میرا نام کمال ہے اور میں سامنے والی کوٹھی میں ملازم ہوں۔ ہاؤس کیپر سمجھ لیں۔ مجھے دمہ کی شکایت ہے اس لئے تازہ ہوا کھانے کے لئے میں صبح سویرے لان میں آجاتا ہوں۔ اس سے میرے پھیپھڑوں کو سکون ملتا ہے۔ یہ میرا روز کا معمول ہے۔ آج صبح میں

نے لان میں آکر زور زور سے سانس لینے شروع کئے تو مجھے سامنے والی کوٹھی کا بھاری پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی۔ میں بڑا حیران ہوا کیونکہ اتنی صبح پہلے کبھی یہ پھاٹک نہیں کھلا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھولا تو میں نے دیکھا کہ سامنے والی کوٹھی جو ڈاکٹر اعظم کی ہے، کے پھاٹک سے ان کی کار باہر نکل رہی تھی۔ پھر کار مڑ کر رک گئی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کار میں سے ایک غیر ملکی لڑکی نیچے اتری اور اس نے پھاٹک کو اندر سے بند کیا اور پھر چھوٹا پھاٹک کھول کر باہر آئی اور دوڑ کر کار میں سوار ہو گئی اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ میں سمجھ گیا کہ لڑکی کو ڈاکٹر صاحب نے بلایا ہو گا اور اب صبح کسی کے جاگنے سے پہلے اسے واپس بھیجا جا رہا ہے۔ میں نے پھاٹک بند کیا اور اندر چلا گیا۔ پھر پولیس آئی تو پتہ چلا کہ یہاں خوفناک واردات ہوئی ہے"...... اس آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ تم بتا رہے ہو۔ یہ تو بے حد اہم ہے۔ تمہیں پولیس کو سب کچھ بتانا چاہئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ہمارا مالک پولیس کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ اگر میں نے پولیس کو بیان دیا تو پولیس بار بار کوٹھی پر آئے گی اور مالک مجھے نوکری سے ہی نکال دے گا۔ پھر میں دمے کا مریض ہوں۔ مجھے کسی نے نوکری تک نہیں دینی"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"لیکن تم نے مجھے کیوں بتایا ہے۔ میں پولیس کو تمہارا نام لے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کر نہیں بتا سکتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جناب۔ آپ پولیس انسپکٹر کے ساتھ کوٹھی کے اندر گئے۔ میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ آپ کا تعلق پولیس سے تو نہیں کیونکہ میرا ضمیر مجھے پریشان کر رہا تھا کہ میں یہ بات کسی نہ کسی کو بتاؤں لیکن میں براہ راست پولیس کو نہ بتا سکتا تھا۔ اب بھی اگر آپ نے میرا نام پولیس کو بتایا تو میں اپنی زندگی اور نوکری بچانے کے لئے صاف مکر جاؤں گا۔ آپ کو اس لئے بتا دیا کہ آپ اپنے طور پر کسی اور کا نام لے کر پولیس کو بتا دیں تا کہ قاتل پکڑے جا سکیں"...... کمال نے کہا۔

"اس لڑکی کو تم نے دیکھا ہے۔ اس کا قد وقامت اور حلیہ کیا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"لڑکی غیر ملکی تھی۔ شاید یورپین تھی"...... کمال نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اس کا قد وقامت اور حلیہ بھی سرسری سا بتا دیا۔

"کیا وہ لڑکی کار میں اکیلی تھی یا کوئی دوسرا بھی اس کے ساتھ موجود تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ وہ کار میں اکیلی تھی اور یہ بھی بتا دوں صاحب کہ ایسی خوبصورت پرشباب لڑکیاں میں نے بہت کم دیکھی ہیں"۔ کمال نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"کار کی کیا تفصیل ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا تو کمال نے کار کی نہ صرف تفصیل بتا دی بلکہ اس کار جسٹریشن نمبر بھی بتا دیا کیونکہ وہ تقریباً روزانہ ہی اسے آتے جاتے دیکھتا رہتا تھا۔

" اوکے ۔ تمہارا شکریہ۔ میں اپنے طور پر پولیس کو رپورٹ کر دوں گا۔ تم پر کوئی بات نہیں آئے گی"...... ٹائیگر نے کہا تو کمال نے خوش ہو کر اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر ٹائیگر نے کار سٹارٹ کی اور اسے واپس موڑا اور اس کالونی کی بیرونی سڑک کی طرف چل پڑا۔ کچھ فاصلے پر ایک پبلک فون بوتھ پر اس کی نظریں پڑیں تو اسے ایک خیال آیا اور اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر وہ فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے جیب میں موجود فون کارڈ نکال کر اسے فون پیس کے مخصوص خانے میں ڈال کر دبایا تو فون پیس کے اوپر والے حصے میں سبز رنگ کا بلب جل اٹھا تو ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رونالڈ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" روبرٹ سے بات کراؤ۔ ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ روبرٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد روبرٹ کی آواز سنائی دی۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں روبرٹ۔ ایک کار کی تفصیل نوٹ کرو اور اپنی تنظیم برڈز کے ذمے لگا دو کہ وہ اسے شہر میں تلاش کرے ۔ میں تمہیں اس کا معقول معاوضہ دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" ٹھیک ہے ۔ بتاؤ تفصیل"...... روبرٹ نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے وہ تفصیل بتا دی جو اسے کمال نے بتائی تھی۔

" اوکے ۔ تمہیں کہاں رپورٹ دوں"...... روبرٹ نے کہا۔

" کتنی دیر لگ جائے گی اسے تلاش کرنے میں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" کیا کہا جا سکتا ہے ۔ یہ کام جلد بھی ہو سکتا ہے اور دیر بھی لگ سکتی ہے"...... روبرٹ نے کہا۔

" اوکے ۔ میں ریڈلائن کلب میں ہوں گا مجھے وہاں فون کر دینا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوکے "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور اپنا کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر فون بوتھ سے نکل کر وہ کار میں بیٹھا اور اب اس نے کار کا رخ ریڈلائن کلب کی طرف کر دیا۔ ریڈلائن کلب تک پہنچتے پہنچتے اسے ایک گھنٹہ لگ گیا اور وہ جیسے ہی کلب میں داخل ہوا۔ استقبالیہ پر موجود نوجوان اس سے مخاطب ہوا۔

" مسٹر ٹائیگر ۔ آپ کا فون"...... استقبالیہ پر کھڑے نوجوان نے کہا تو ٹائیگر اس کی طرف مڑ گیا۔ وہ چونکہ زیادہ تر اسی کلب میں بیٹھتا تھا۔ اس لئے یہاں کے سب لوگ اسے بہت اچھی طرح سے جانتے تھے۔

"ہیلو۔ کون بول رہا ہے"...... ٹائیگر نے استقبالیہ کلرک کے ہاتھ میں موجود رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"روبرٹ بول رہا ہوں ٹائیگر"...... دوسری طرف سے روبرٹ کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا اتنی جلدی معلوم ہو گیا ہے یا کوئی اور بات ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تمہاری مطلوبہ کار ہوٹل ہلٹن کی پارکنگ میں موجود ہے اور میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ اس کار میں ایک یورپی لڑکی ہوٹل میں صبح کے وقت آئی تھی"...... روبرٹ نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تمہاری تنظیم برڈز واقعی بے حد تیز، مستعد اور فعال ہے۔ گڈ شو"...... ٹائیگر نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... روبرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھا اور الٹے پیروں واپس کلب سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل ہلٹن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لڑکی جو صبح سویرے ڈاکٹر اعظم کی کوٹھی سے نکلی تھی وہ وہاں سے سیدھی ہوٹل ہلٹن پہنچی ہے۔ ٹائیگر اس بارے میں سوچتا ہوا ہوٹل ہلٹن کی پارکنگ میں داخل ہوا۔ پھر اس نے نیچے اتر کر کار لاک کی۔ اسی لمحے اس کی نظریں سب سے آگے والی قطار میں کھڑی اس کار پر جم گئیں جس کا رجسٹریشن نمبر اور باقی تفصیلات وہی تھیں جو کمال نے ٹائیگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کو بتائی تھیں۔

"سر کارڈ"...... ٹائیگر کے کانوں میں آواز پڑی تو وہ چونک کر مڑا۔ پارکنگ بوائے اس کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے پارکنگ کارڈ ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ سامنے جو اگلی قطار میں نیلے رنگ کی کار کھڑی ہے۔ کیا یہ تمہاری موجودگی میں آئی تھی"...... ٹائیگر نے کارڈ لیتے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کون سی کار۔ آپ کا مطلب ہے ڈاکٹر اعظم صاحب کی کار۔ ہاں جناب، میری اس وقت ڈیوٹی شروع ہوئی ہی تھی"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکالا اور اس نوجوان کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ تمہارا انعام۔ تم واقعی سمجھدار نوجوان ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"شکریہ سر۔ آپ بھی قدردان ہیں سر"...... نوجوان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹائیگر سے نوٹ لے کر اس نے جلدی سے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"کیا اس کار میں ڈاکٹر صاحب آئے تھے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ مس سلانیا اس کار میں آئی تھیں"...... نوجوان نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"مس سلانیا۔ وہ کون ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یورپی ہیں۔ اپنے تین ساتھیوں سمیت ہلٹن میں پانچ چھ روز سے رہ رہی ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں معلوم نہ تھا لیکن اس کار سے باہر نکلتے ہوئے ان کے ہاتھ میں موجود فائل سے کاغذ گر گیا تھا جن کا انہیں علم نہ ہوا اور وہ ہوٹل میں چلی گئیں۔ کاغذ اپنے انداز سے بے حد اہم لگتا تھا اور یہاں ویسے بھی کام نہیں تھا۔ اس لئے میں یہ کاغذ لے کر استقبالیہ پر گیا اور وہاں سے میں نے اس مس صاحبہ کا حلیہ بتا کر انہیں کاغذ دیا تو استقبالیہ والوں نے بتایا کہ ان کا نام سلانیا ہے اور انہوں نے کمرہ نمبر بھی بتا دیا اور مجھے کہا کہ میں خود جا کر انہیں کاغذ دے دوں۔ اس طرح شاید وہ مجھے کوئی انعام بھی دے دیں۔ میں وہاں گیا ان کے کمرے کی کال بیل دی تو ایک یورپی مرد نے دروازہ کھولا۔ میں نے دیکھا کہ اندر مس صاحبہ کے ساتھ دو یورپی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اس آدمی کو وہ کاغذ دیا تو اس نے بڑے سخت انداز میں مجھ سے کاغذ لے کر دروازہ بند کر دیا۔ جیسے میں نے کاغذ دے کر غلطی کی ہو۔ میں نے جا کر استقبالیہ والوں کو بتایا تو انہوں نے بتایا کہ ان کے تین ساتھی ہیں اور ان کے کمرے اکٹھے ہیں۔ وہ شاید کسی اہم گفتگو میں مصروف ہوں گے۔ اس لئے انہوں نے مجھے لفٹ نہیں کرائی ورنہ تو وہ سب بے حد اچھے لوگ ہیں۔ بہرحال میں واپس آ گیا"...... نوجوان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"کمرہ نمبر کیا ہے جہاں تم گئے تھے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"دو سو بارہ جناب"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک آنے والی گاڑی کی طرف بھاگ گیا جو ابھی ابھی پارکنگ میں داخل ہوئی تھی۔ ٹائیگر ہوٹل میں جا کر سیدھا دوسری منزل پر گیا لیکن جب وہ کمرہ نمبر دو سو بارہ کے سامنے پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ کمرے کا دروازہ لاکڈ تھا اور سائیڈ پلیٹ پر جس پر مسافر کا نام لکھا ہوتا ہے وہ بھی خالی تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ سلانیا کمرہ چھوڑ کر جا چکی ہے۔ ٹائیگر واپس نیچے آیا اور پھر استقبالیہ سے اسے معلوم ہوا کہ سلانیا اور اس کے ساتھی رائٹ، فلپ اور جانسن دس بجے کمرے چھوڑ کر ہوٹل کی گاڑی میں ایئرپورٹ گئے ہیں تو ٹائیگر ہوٹل سے سیدھا ایئرپورٹ پہنچ گیا اور وہاں تھوڑی سی انکوائری پر اسے معلوم ہو گیا کہ سلانیا اور اس کے تین ساتھی بارہ بجے کی فلائٹ پر رومانیہ چلے گئے ہیں تو ٹائیگر نے سوچا کہ چونکہ مقتول بہرحال سائنس دان تھا اور اسے قتل کرنے والی لڑکی یورپی ہے اور پارکنگ بوائے کے مطابق اس کے پاس فائل تھی جس میں سے کاغذ گر گیا تھا تو اس معاملے میں مزید انکوائری ضرور کی جانی چاہئے۔ شاید سلانیا ڈاکٹر اعظم کو ہلاک کر کے کسی اہم فارمولے کی فائل لے گئی ہو۔ چنانچہ اس نے اس بارے میں عمران کو اطلاع دینے کا فیصلہ کر لیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سائنسی کتاب تھی اور وہ اسے پڑھنے میں ہمہ تن مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا لیکن اس کی نظریں کتاب پر ہی جمی رہیں۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ تم فوری طور پر سرداور کو کال کرو۔ وہ تم سے کوئی ضروری اور اہم بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ساتھ ہی کتاب بھی بند کر کے میز پر رکھ دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"سرداور کو تو میرے فلیٹ کا فون نمبر معلوم ہے۔ پھر انہوں نے کیوں سرسلطان کو فون کر کے مجھ سے رابطہ کرنے کے لئے کہا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی کیونکہ یہ نمبر ان کا ذاتی خصوصی نمبر تھا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"یہ بذبان خود سے کیا مطلب ہوا"...... سرداور نے کہا۔

"جیسے بقلم خود لکھا جاتا ہے اسی طرح بذبان خود بولا جاتا ہے۔ لیکن آپ بتائیں کہ آپ نے بذات خود مجھے فون کرنے کی بجائے بذریعہ سرسلطان کیوں رابطہ کیا ہے۔ آپ کے پاس تو میرا نمبر موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے تو انہیں نہیں کہا کہ تم مجھے فون کرو۔ میں نے تو انہیں ایک سائنس دان کے قتل کے بارے میں رپورٹ دی ہے اور ان سے درخواست کی ہے کہ وہ وزارت داخلہ سے کہہ کر اس قتل کی اعلیٰ پیمانے پر انکوائری کرائیں"...... سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کون تھا یہ سائنس دان اور کیسے ہلاک ہوا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔ ویسے وہ سرسلطان کی دانشمندی پر حیران رہ گیا

تھا کہ انہوں نے کس طرح بلواسطہ طور پر اسے اس قتل کے بارے میں آگاہ کرنے کا سوچا تھا۔

" سائنس دان کا نام ڈاکٹر اعظم تھا۔ اس کی رہائش گاہ گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں تھی۔ اس نے اپنی رہائش گاہ میں ہی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ ہفتے میں دو روز گرین پرل جزیرے پر جہاں نیوی کا اڈہ اور ورکشاپ ہے اس میں ایک سپیشل ورکشاپ جسے لیبارٹری کا درجہ دیا گیا تھا کام کرتا تھا۔ ڈاکٹر اعظم نے ایسی چپ ایجاد کی تھی جسے اگر اٹیمک سب میرین میں نصب کر دیا جائے تو سمندری پانی میں موجود مخصوص کیمیکلز کی وجہ سے سب میرین کسی بھی آلے پر چیک نہیں کی جا سکتی۔ یہ انتہائی اہم ایجاد تھی لیکن ابھی اس کی رینج کو وسیع کیا جا رہا تھا۔ پھر رپورٹ ملی کہ ڈاکٹر اعظم اور ان کے ملازمین کو ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی ہے اور خاص طور پر اس کمپیوٹر کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا جس میں انہوں نے اس آلے کے بارے میں تفصیلات فیڈ کی تھیں اور اسی رات نیوی کی اس سپیشل ورکشاپ کو بھی نامعلوم افراد نے مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے"۔ سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن ہمیں تو کسی نے اطلاع تک نہیں دی حالانکہ یہ انتہائی اہم واردات ہے"...... عمران نے کہا۔

" وہاں جزیرے پر نیوی انٹیلی جنس تحقیقات کر رہی ہے اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

یہاں پولیس۔ ویسے ہمیں ان واقعات پر افسوس تو بے حد ہے لیکن اس آلے کا مکمل فارمولا میرے پاس محفوظ ہے۔ میں نے اس سلسلے میں سخت احکامات دیئے ہوئے ہیں کہ سرکاری یا غیر سرکاری کسی لیبارٹری میں اگر حکومت سے منظور شدہ کسی فارمولے پر کام ہو رہا ہے تو اس سلسلے میں تفصیلات سے ہمیں ساتھ ساتھ آگاہ رکھا جائے اس لئے اس کا بنیادی فارمولا میری تحویل میں موجود ہے۔ اس کی مدد سے اسے دوبارہ بنوایا اور اس پر مزید کام کرایا جا سکتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ سائنس دان کے قاتل گرفتار کئے جائیں۔ اس لئے میں نے سر سلطان سے کہا تھا کہ وہ وزارت داخلہ کو خصوصی ہدایات جاری کر دیں تاکہ وہ اس کیس پر محنت کریں"...... سرداور نے کہا۔

" لیکن سرداور۔ کیا آپ کو یہ خیال نہیں آیا کہ یہ سب کچھ ایک منظم پلاننگ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ آپ نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق ایک ہی رات دونوں وارداتیں بیک وقت کی گئی ہیں۔ ادھر ڈاکٹر اعظم کو ہلاک کیا گیا ادھر سپیشل ورکشاپ تباہ کی گئی ہے۔ یقیناً وہ لوگ اصل فارمولا یا اصل آلہ بھی لے گئے ہوں گے۔ آپ مجھے اطلاع دیتے"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ اصل آلہ سپیشل ورکشاپ میں موجود ہے البتہ اسے تباہ کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر اعظم کے کمپیوٹر میں فیڈ تفصیلات موجود تھیں لیکن اس کمپیوٹر کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ ہاں اگر ہماری تحویل میں بنیادی فارمولا نہ ہوتا تو پھر ہمارے لئے یہ ناقابل تلافی

نقصان تھا۔ اب بھی ڈاکٹر اعظم جیسے قابل سائنس دان کی ہلاکت ہمارے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ لیکن ہونی پر تو کسی کا بس نہیں چلتا"...... سرداور نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بتا دیا۔ اب میں بھی اس معاملے کو دیکھوں گا۔ اللہ حافظ "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ بیٹھا اس معاملے پر غور کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو ایک اہم معاملے پر آپ سے تفصیلی بات کرنی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" کس سلسلے میں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

" ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم کی ہلاکت کے سلسلے میں"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" تمہیں اس بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس۔ فون پر اتنی تفصیل سے بات نہیں ہو سکتی"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوکے۔ آ جاؤ فوراً"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سلیمان چونکہ اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران ان دنوں فلیٹ پر اکیلا رہتا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" کون ہے "...... عمران نے عادت کے مطابق دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

" ٹائیگر باس"...... باہر سے ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا اور ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔ ٹائیگر سلام کرتا ہوا اندر داخل ہوا تو عمران نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں ہی سٹنگ روم میں آ گئے۔

" ہاں۔ اب بتاؤ کہ تمہیں اس بارے میں کیا معلوم ہے"۔ عمران نے کہا۔

" باس۔ آپ کی بات سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ اس معاملے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ تمہارا فون آنے سے تھوڑی دیر پہلے مجھے اس بارے میں سرداور نے اطلاع دی ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اسے وکٹر کی تلاش کے سلسلے میں رونالڈ کلب کے روبرٹ سے ملنے سے لے کر ایئرپورٹ جا کر سلانیا اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں حاصل ہونے والی معلومات تک سب تفصیل بتا دی۔ عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

"تو ڈاکٹر اعظم اور اس کے پانچ ملازموں کو اس لڑکی سلانیا نے ہلاک کیا ہے حالانکہ ان ملازموں میں مسلح اور تربیت یافتہ افراد شامل تھے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو وہ عام لڑکی نہیں ہو سکتی۔ وہ یقیناً تربیت یافتہ ایجنٹ ہو گی۔ عام لڑکی ایک آدمی کے سینے میں گولی تو اتار سکتی ہے لیکن اس انداز میں قتل عام نہیں کر سکتی کہ اسے خراش تک نہ آئے۔ تم نے ہوٹل سے ان کا ریکارڈ حاصل کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ مجھے صرف تجسس تھا۔ اس لئے میں نے اس سلسلے میں کام کیا ہے۔ مجھے اس کی اہمیت کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا اور نہ اب تک ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اسے سرداور سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ اوہ پھر تو آپ کا اندازہ درست ہے۔ یہ سب کچھ باقاعدہ پلاننگ کے تحت ہوا ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

"کون آسکتا ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بیٹھیں۔ میں دیکھتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو صفدر کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹائیگر سے بات کر رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر اور کیپٹن شکیل سٹنگ روم میں داخل ہوئے تو عمران نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔

"ٹائیگر۔ اب کچن کی ڈیوٹی بھی تمہیں دینا ہو گی۔ وہاں چائے بنانے کا تمام سامان موجود ہے اور کنوارے آدمی کو انڈے کا آملیٹ اور چائے بنانے کا فن تو بہرحال آتا ہی ہے۔ چائے بنا کر لاؤ"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر سمیت سب ہنس پڑے اور پھر ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

"آج سپر ایجنٹ اور پاور ایجنٹ دونوں نے اکٹھے ہی میرے فلیٹ پر دھاوا بول دیا ہے۔ اللہ خیر ہی کرے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ پاکیشیائی بین الاقوامی سرحدی حدود میں ایک جزیرہ ہے گرین پرل۔ کیا آپ وہاں گئے ہیں کبھی"...... صفدر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے وہاں کی نیوی کی سپیشل ورکشاپ کی تباہی کے بارے میں بتانے آئے ہو"...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا۔ میں نے کوئی غلط بات کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ دراصل راستے میں ہم سوچتے رہے ہیں کہ آپ ہماری بات سن کر حیران رہ جائیں گے کیونکہ اس کا آپ کو یقیناً

علم نہ ہو گا لیکن آپ کو تو یہاں بیٹھے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے مجھے کہیں سے اطلاع ملتی ہے تو مجھے معلوم ہوتا ہے۔ اب مجھے الہام تو ہونے سے رہا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سرداور سے ہونے والی بات چیت کے متعلق بتا دیا۔

"ڈاکٹر اعظم کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ"۔ صفدر نے کہا۔

"اس بارے میں مجھے بتانے ٹائیگر آیا تھا"...... عمران نے کہا اور پھر ٹائیگر نے جو کچھ بتایا تھا وہ اس نے مختصر طور پر دوہرا دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر چائے کا فلاسک، پیالیاں اور چینی دان وغیرہ ٹرے میں رکھے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ٹرے کو سائیڈ میز پر رکھا اور پھر چائے سرو کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"شکریہ ٹائیگر۔ تمہیں ہماری وجہ سے زحمت ہوئی"...... صفدر نے ٹائیگر سے کہا۔

"یہ تو میرے لئے اعزاز ہے صفدر صاحب۔ آپ سب تو میرے آئیڈیل ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ارے۔ ارے۔ بس لیڈیز کو آئیڈیل نہ بنانا ورنہ صفدر اور تنویر دونوں تمہیں آئیڈیل بنا دیں گے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ ہم نے وکٹر کا سراغ لگانے کی مہم کا آغاز کیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے"...... صفدر نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چیف ویٹر کے گھر میں ملاقات کرنے سے لے کر نیوی آفیسرز کالونی پہنچنے تک کی تفصیل بتا دی۔

"پھر کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ نیوی آفیسرز کالونی میں ہم نے اس زاہد حمید کے بھائی ارباب حمید کی رہائش گاہ تلاش کر لی لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ارباب حمید تو گرین پرل گیا ہوا ہے۔ البتہ زاہد حمید وہاں موجود تھا۔ ہم نے زاہد حمید کو گھیر لیا اور پھر اس نے زبان کھول دی کہ اس نے ایک رومانیہ نژاد ایجنٹ رائٹ اور اس کے دو ساتھیوں کو اپنے بھائی سے ملوایا اور بھائی نے بھاری رقم لے کر انہیں نیوی کی سپیشل ورکشاپ میں داخل ہونے کا نہ صرف خفیہ راستہ بتایا بلکہ وہ انہیں اندر داخل ہونے میں مدد دینے کے لئے ان کے ساتھ بھی گیا ہے اور اس کام کے عوض انہیں بیس لاکھ ڈالر ملیں گے۔ جس پر ہم نے اسے بے ہوش کر دیا اور پھر وہاں سے نکل کر ہم گرین پرل پہنچ گئے۔ لیکن وہاں پہنچ کر ہمیں پتہ چلا کہ وہاں افراتفری پھیلی ہوئی ہے اور نیوی انٹیلی جنس نے پورے جزیرے کا کنٹرول سنبھال لیا ہے اور وہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رات کو کسی نے سپیشل ورکشاپ میں گھس کر وہاں موجود چار افراد کو ہلاک کر دیا اور ورکشاپ کی تمام مشینری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور زاہد حمید کے بھائی جو سیکورٹی آفیسر تھا، کی بھی لاش وہیں سے ملی

ہے ۔ اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا جس پر ہم سمجھ گئے کہ یہ کام رائٹ اور اس کے ساتھیوں کا ہے ۔ چنانچہ ہم واپس بندرگاہ پہنچے اور وہاں سے سیدھے ہلٹن ہوٹل گئے لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ رائٹ اور اس کے ساتھی ہوٹل چھوڑ کر ایئرپورٹ گئے ہیں ۔ ہم بھی ایئرپورٹ گئے تو وہاں سے پتہ چلا کہ وہ بارہ بجے والی فلائٹ پر سوار ہو کر رومانیہ جا چکے ہیں ۔ چنانچہ وہاں سے ان کے کاغذات کی نقول حاصل کیں اور وہیں ہمیں پہلی بار پتہ چلا کہ ان کے ساتھ ایک لڑکی سلانیا بھی گئی ہے ۔ یہ تو اب آپ نے بتایا ہے کہ سلانیا نے ڈاکٹر اعظم کے خلاف کارروائی کی ہے" ۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" وہ کاغذات کہاں ہیں"...... عمران نے کہا تو صفدر نے کوٹ کی جیب میں سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور پھر انہیں کھول کر غور سے دیکھنے لگا۔ اس میں سلانیا، رائٹ، فلپ اور جانسن کے کاغذات تھے اور ان کی تصاویر بھی ان کاغذات پر چسپاں تھیں۔ عمران نے ان کے پتے غور سے دیکھے اور پھر کاغذات میز پر رکھ دیئے ۔

" بہرحال یہ بات تو طے ہے کہ سلانیا، رائٹ اور ان کے دو ساتھی یہ سب کسی تنظیم سے متعلق ہیں اور یہاں باقاعدہ مشن پر آئے تھے اور یہ وہی مشن تھا جس کے بارے میں رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے سر سلطان کو بتایا تھا۔ تم لوگوں نے واقعی کام کیا ہے ۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تم دونوں اور ٹائیگر ان تک پہنچ گئے لیکن تمہیں دیر ہو گئی اور یہ لوگ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے لیکن میں یہ کاغذات چیف کو بھجوا دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ چیف انہیں بہرحال تلاش کرا لے گا۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ ان کا تعلق کس تنظیم سے ہے اور یہ آپریشن انہوں نے کیوں کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ آپ فوری طور پر ان کے خلاف کام نہیں کرنا چاہتے"...... صفدر نے کہا۔

" میری سرداور سے بات ہوئی ہے ۔ جس فارمولے کو ختم کرنے کا مشن یہ لوگ لے کر آئے تھے اس کا بنیادی فارمولا پہلے ہی سرداور کی تحویل میں ہے ۔ اس لئے ان کے مشن کامیاب ہو جانے کے باوجود سوائے اس نقصان کے کہ ایک قابل سائنس دان ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے اور نیوی ورکشاپ کے لوگ بھی ہلاک کئے گئے ہیں لیکن وہ پاکیشیا کو اس فارمولے سے محروم کر دینے میں کامیاب نہیں ہوئے ۔ اس لئے ان کے پیچھے فوری بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے "...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل اور ٹائیگر تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

پالینڈ کی ایک محل نما کوٹھی کے ایک کمرے میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا خوشرو نوجوان کرسی پر بیٹھا سامنے موجود ٹی وی پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ اس کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔ چہرے مہرے سے وہ کسی ایکشن فلم کا ہیرو دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے سنہرے گھنگھریالے بال اس کے شانوں تک آ رہے تھے۔ یہ مارک تھا۔ سارج ایجنسی کا چیف آپریشنل ایجنٹ۔ وہ دنیا کی بڑی بڑی ایجنسیوں میں کام کر چکا تھا اور اسے ناقابل تسخیر ایجنٹ سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ مارشل آرٹ میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ بہترین نشانہ باز بھی تھا۔ اس نے اپنا ایک علیحدہ سیکشن بنایا ہوا تھا جس میں ایک لڑکی مانی بھی شامل تھی جو اس کی پرسنل سیکرٹری، فون سیکرٹری ہونے کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ساتھ ساتھ گرل فرینڈ بھی تھی۔ مانی بے حد سمارٹ ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی خوبصورت بھی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے بھی مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ لے رکھی تھی اور اس کا نشانہ بھی بہترین تھا۔ وہ نڈر، بے خوف اور دلیر ہونے کے ساتھ ساتھ حالات کا بہترین انداز میں تجزیہ کرنے میں بھی طاق تھی۔ یہی وجہ تھی کہ مارک ہر اہم مشن میں اسے اپنے ساتھ ضرور رکھتا تھا۔ ویسے تو مانی ہر وقت مارک کے ساتھ ہی رہتی تھی لیکن گذشتہ کئی دنوں سے وہ اپنے آبائی قصبے گئی ہوئی تھی جہاں اس کی بوڑھی ماں رہتی تھی اور جس کی بیماری اب آخری سٹیج پر تھی۔ مارک کے پاس بھی ان دنوں کوئی کام نہ تھا۔ اس لئے اس نے مانی کو جانے کی اجازت دے دی تھی لیکن اب وہ حقیقتاً اسے بے حد مس کر رہا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ کس طرح اس سے رابطہ کر کے اسے واپس بلائے کہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"مارک بول رہا ہوں"...... مارک نے ٹی وی پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"کراس زیرو"...... دوسری طرف سے ایک مشینی سی آواز سنائی دی تو مارک بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس کے ایک خفیہ خانے سے ایک باکس نکالا اور پھر الماری بند کر کے اس

نے باکس کو اپنے سامنے میز پر رکھ کر اس کا ڈھکن کھول کر اندر موجود ایک بٹن پریس کیا تو باکس کے کھلے ہوئے حصے پر سرخ رنگ کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ان لہروں کا رنگ نیلا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی سیٹی کی آواز باکس میں سے سنائی دینے لگی۔ مارک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ان لہروں کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر میں اسے دیکھا جا رہا ہو گا اور اس کا مکمل تجزیہ ہو رہا ہو گا۔ چند لمحوں بعد لہروں کا رنگ ایک بار پھر بدل گیا۔ اب سبز رنگ کی لہریں باکس کے اوپر والے حصے میں مسلسل چمک رہی تھیں۔

"مارک بول رہا ہوں"...... مارک نے لہروں کا رنگ سبز ہوتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کالنگ یو"...... ایک مشینی آواز باکس میں سے سنائی دی۔

"میں ہیڈ کوارٹر سے بات کرنے کے لئے تیار ہوں"...... مارک نے کہا۔

"نمبر نوٹ کرو"...... اس مشینی آواز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طویل نمبر بتانا شروع کر دیا۔

"اوکے"...... مارک نے کہا تو لہریں نکلنا بند ہو گئیں تو مارک نے باکس کو بند کر دیا اور پھر اسے اٹھا کر وہ ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کے خفیہ خانے میں باکس کو دوبارہ رکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹی وی وہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پہلے ہی بند کر چکا تھا۔ اس نے کرسی پر بیٹھتے ہی رسیور اٹھایا اور وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو اسے بتائے گئے تھے۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مشینی آواز سنائی دی۔

"مارک بول رہا ہوں۔ کوڈ ڈبل ون"...... مارک نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے وہی مشینی آواز سنائی دی اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"مارک۔ ہیڈ کوارٹر سے فلٹن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ دوستانہ تھا۔

"فرمایئے۔ اس بار تو بڑے عرصے کے بعد آپ نے مارک کو یاد کیا ہے"...... مارک نے بھی قدرے بے تکلفانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم سپیشل ایجنٹ ہو۔ اس لئے سپیشل مشنز پر ہی تمہیں مامور کیا جا سکتا ہے"...... دوسری طرف سے اسی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یہ تو ہیڈ کوارٹر کی قدر شناسی ہے۔ بہرحال حکم فرمائیں"۔ مارک نے کہا۔

"پاکیشیا میں سارج ایجنسی نے ایک مشن مکمل کیا ہے۔ اس مشن کے تحت اٹیمک سب میرین کو خفیہ رکھنے والے ایک آلے اور اس کو ایجاد کرنے والے سائنس دان کو اور وہ جس لیبارٹری میں کام

کرتا تھا اس لیبارٹری سمیت سب کو ختم اور تباہ کر دیا گیا ہے۔ ہمیں فارمولا نہیں چاہیئے تھا کیونکہ اس فارمولے پر اسرائیل میں کام مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اس لئے سائنس دان کو ہلاک اور فارمولے سمیت لیبارٹری کو تباہ کر دیا گیا ہے لیکن اب ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس آلے کا بنیادی فارمولا ایک سائنس دان سرداور کی تحویل میں ہے اور وہ اس فارمولے پر کسی اور لیبارٹری میں کام کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ بنیادی فارمولا ہم اس سائنس دان کی تحویل سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اس سائنس دان کا نام جیسے میں نے بتایا ہے سرداور ہے اور وہ پاکیشیا کا سب سے سینئر سائنس دان ہے اور ریڈ لیبارٹری کا انچارج ہے۔ باقی کام تمہیں کرنا ہو گا"...... فلٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"فارمولے کا کیا نام ہے"...... مارک نے پوچھا۔

"ایس ایم ون فارمولے کا تعلق اٹیمک آبدوزوں سے ہے۔ تمہیں فائل مل جائے گی جس میں تمام تفصیل درج ہے۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ اس مشن کے سلسلے میں کوئی بھنک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کانوں میں نہ پڑے ورنہ وہ اسرائیل کے خلاف بھی کام کر سکتے ہیں"...... فلٹن نے کہا۔

"آپ فائل بھیج دیں۔ میں جس قدر جلد ممکن ہو سکا پاکیشیا پہنچ کر مشن مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور وہ بھی آپ کی ہدایات کے مطابق"...... مارک نے جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"فائل میں پاکیشیا کے ایک خصوصی گروپ کے بارے میں بھی تفصیل موجود ہو گی جس کا وہاں کی سائنسی لیبارٹریوں سے گہرا تعلق ہے۔ یہ گروپ اس مشن کے سلسلے میں تمہاری بھرپور معاونت کرے گا۔ اسے ہدایات بھیج دی جائیں گی لیکن مشن تم نے انتہائی تیز رفتاری سے اور ہر طرح سے بے داغ انداز میں مکمل کرنا ہے"۔ فلٹن نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا باس۔ آپ کی توقع سے بڑھ کر بہتر کام ہو گا۔ یہ میرا وعدہ ہے"...... مارک نے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے چند بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیگر ہیڈ کوارٹر کی طرف سے نیا مشن سونپا گیا ہے۔ تم مانی اور دوسرے ساتھیوں کو الرٹ کر دو اور ہیڈ کوارٹر سے ایک فائل بھیجی جا رہی ہے اس لئے فائل رسیور کو آن کر دو۔ جیسے ہی فائل رسیو ہو اسے میرے پاس بھجوا دو"...... مارک نے کہا۔

"یس باس۔ کیا میڈم مانی کو صرف الرٹ کرنا ہے یا اسے کال کر کے آپ کے آفس بھجوانا ہے"...... جیگر نے کہا۔

"نہیں۔ اسے میرے پاس بھجوا دو تاکہ اس سے مشن کے بارے

میں ڈسکشن ہو سکے ۔ لیکن فائل کے بعد پہلے نہیں“....... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” اوکے باس“....... جیگر نے جواب دیا تو مارک نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا اور پھر میز پر موجود شراب کی بوتل اٹھا لی لیکن دوسرے لمحے اس نے بوتل واپس رکھ دی اور میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس نے اس میں موجود ایک فائل باہر نکالی اور اسے کھول کر اس میں موجود کاغذات کو الٹنے پلٹنے لگا۔ اس فائل میں دنیا کے تمام ملکوں کے تفصیلی نقشے موجود تھے ۔ جلد ہی اسے پاکیشیا کا نقشہ مل گیا اور پھر اس نقشے کو فائل سے نکال کر اس نے فائل واپس دراز میں رکھی اور نقشے کو میز پر پھیلا کر وہ اس پر جھک گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

” بیٹھو“....... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

” کیا بات ہے آج آپ بے حد سنجیدہ نظر آ رہے ہیں“....... بلیک زیرو نے کہا۔

” کہتے ہیں سنجیدہ آدمی کو روزی بڑی وسعت سے ملتی ہے جبکہ مسخرے اکثر بھوکے مرتے ہیں“....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

” سنجیدگی کا روزی سے کیا تعلق عمران صاحب“....... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” پروفیسر صاحبان کو دیکھو کس قدر سنجیدہ ہوتے ہیں۔ اپنی

شادی کے روز بھی منہ بسورے بیٹھے نظر آتے ہیں اور اسی لئے انہیں بڑی بھاری تنخواہیں ملتی ہیں جبکہ سرکس کا جوکر سب سے کم تنخواہ لیتا ہے"...... عمران نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

" وہ تنخواہیں تو ان کے علم کی وجہ سے ملتی ہیں۔ سنجیدگی کی وجہ سے تو نہیں ملتیں"...... بلیک زیرو بھی باقاعدہ دلیل پر اتر آیا تھا۔

" مجھے تو اتنی ڈگریاں رکھنے کے باوجود ایک بڑا چیک آج تک نہیں ملا۔ اگر معاوضے علم کی بناء پر ملا کرتے تو مجھے بھی لازماً بڑا چیک ملتا۔ لیکن ملتا کیا ہے چڑیا کی چونچ میں دانہ یا اونٹ کے منہ میں زیرہ۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ اب سنجیدہ ہو کر دیکھا جائے ۔ شاید کہ بہار آ جائے"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" اگر آپ اسی طرح سنجیدہ رہے تو جو ملتا ہے اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے وہ کیوں"...... عمران نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیونکہ آپ کو سنجیدہ دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ آپ بیمار ہیں اور بیمار آدمی کو مشن پر نہیں بھیجا جاتا۔ ہسپتال بھیجا جاتا ہے ۔ جس سے آمدن کی بجائے الٹا خرچ ہوتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ارے میری توبہ۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ اتنا سنجیدہ ہو جاؤں گا کہ ایک ہی بڑے چیک سے سارے بکھیڑے ختم ہو جائیں گے مگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تم نے تو الٹا لٹیا ہی ڈبو دی ہے ۔ تمہارے دونوں کان کیوں اوپر نیچے ہو گئے ہیں"...... بات کرتے کرتے عمران نے یکلخت انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوپر نیچے ۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے کانوں کو ٹٹولتے ہوئے کہا۔

" بس بس۔ اسی طرح کان پکڑے رہو تاکہ میں سنجیدہ نہ ہو سکوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

" آپ نے اپنے کان پکڑنے کی بجائے الٹا میرے کان پکڑوا دیئے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرے تو دونوں کان ایک ہی سیدھ میں ہیں۔ میں نے ایک روز باقاعدہ ناپے تھے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ نے کیوں ناپے تھے ۔ کیا آپ کو کوئی شک پڑ گیا تھا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ میں جب بھی دھوپ کا چشمہ لگاتا تھا وہ ٹیڑھا ہو جاتا تھا۔ میں بڑا پریشان ہوا کہ شاید ایک کان نیچے اتر آیا ہے اور دوسرا اوپر چڑھ گیا ہے ۔ لیکن ناپنے سے دونوں کان برابر تھے ۔ پھر میں نے چشمے کو چیک کیا تو چشمہ بذات خود ٹیڑھا تھا"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات

ہوتی۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سلطان بول رہا ہوں۔ عمران موجود ہے یہاں"...... سر سلطان کی متوحش سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" میں علی عمران بول رہا ہوں سر سلطان۔ یہ آپ کے لہجے میں پریشانی کیوں ہے"...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

" سرداور ہسپتال میں ہیں۔ ان کی حالت بے حد خراب ہے۔ انہیں گولیاں ماری گئی ہیں"...... سر سلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ کب۔ کیسے"...... عمران نے اس بار خود متوحش سے لہجے میں کہا۔

" وہ اپنی رہائش گاہ پر تھے کہ صبح ان کے ایک اسسٹنٹ نے انہیں فون کیا لیکن کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا تو وہ اسسٹنٹ جسے سرداور سے انتہائی ضروری کام تھا خود ان کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ وہاں ان کے سیکورٹی گارڈ اور ملازموں کی لاشیں پڑی تھیں۔ سرداور ایک کمرے میں انتہائی زخمی حالت میں فرش پر پڑے تھے۔ ان پر خاصا تشدد کیا گیا تھا اور انہیں گولیاں ماری گئی تھیں لیکن وہ ابھی زندہ تھے۔ چنانچہ ان کے اسسٹنٹ نے فوری ہائی رینک آفیسرز ہسپتال فون کر کے ایمبولینس اور ڈاکٹرز منگوائے اور پھر ڈاکٹر نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ابتدائی ٹریٹمنٹ وہیں ان کی رہائش گاہ پر دی اور پھر انہیں ہسپتال پہنچایا جہاں ان کا چار گھنٹوں تک آپریشن ہوتا رہا۔ لیکن ابھی تک ان کی حالت پوری طرح خطرے سے باہر نہیں ہے۔ مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے اطلاع ملی ہے تو میں سیدھا ہسپتال گیا اور وہاں انہیں دیکھ کر اب واپس آیا ہوں۔ پولیس ان کی رہائش گاہ پر کام کر رہی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک یورپی آدمی کی لاش بھی وہاں سے ملی ہے۔ وہ شاید سیکورٹی گارڈ کے ہاتھوں ہلاک ہوا ہے۔ اس کی جیب سے جو پرس نکلا ہے اس کے اندر موجود کاغذات کی رو سے اس کا نام رابرٹ ہے اور وہ پالینڈ کا رہائشی ہے اور ہاں۔ پولیس نے بتایا ہے کہ سرداور کی رہائش گاہ میں ان کے آفس کی ایک دیوار میں موجود خفیہ سیف بھی کھلا ہوا ملا ہے۔ اس سیف میں فائلیں اور کاغذات موجود ہیں۔ نجانے وہاں سے کیا نکالا گیا ہے۔ اب سرداور ہوش میں آئیں گے تو معلوم ہو گا"...... سر سلطان نے تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ ہمیں پتہ ہی نہیں چلا اور سرداور پر قیامت گزر گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں زندگی اور صحت دے۔ میں ہسپتال پہنچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" ڈاکٹروں کے مطابق ابھی چند گھنٹوں تک انہیں ہوش نہیں آ سکتا کیونکہ ڈاکٹروں نے انہیں خود طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے ہیں۔ اس لئے تم ہسپتال کی بجائے ان کی رہائش گاہ پر پہنچو۔ وہاں

پولیس انسپکٹر رحمت علی انچارج ہے ۔ پولیس کے بڑے بڑے افسران بھی وہاں پہنچے ہوئے ہوں گے ۔ میں نے انسپکٹر کو تمہارے بارے میں بتا دیا ہے ۔ اس لئے تمہیں وہاں تمام ضروری سہولیات ملیں گی"۔ سر سلطان نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں پہلے رہائش گاہ پر جاتا ہوں۔ پھر وہاں سے ہسپتال جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" تم نے پوچھا تھا کہ میں سنجیدہ کیوں ہوں تو آج صبح سے نجانے کیوں مسکرانے کو بھی دل نہیں چاہتا تھا۔ اب سمجھ میں آئی ہے یہ بات کہ مجھ پر سنجیدگی کا دورہ کیوں پڑا ہوا تھا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور تقریباً دوڑتا ہوا باہر برآمدے میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کے خفیہ راستے سے نکل کر تیزی سے سرداور کی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں کیونکہ سرداور پر اس انداز میں حملہ آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ سرداور کی رہائش گاہ پر پہنچا تو وہاں باہر اور اندر پولیس ہی پولیس نظر آ رہی تھی۔ عمران نے کار روکی اور نیچے اتر کر وہ آگے بڑھا۔

" جی صاحب"...... ایک پولیس کے سپاہی نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" انسپکٹر رحمت علی کہاں ہے "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" وہ آئی جی اور ایس پی صاحب کے ساتھ اندر ہیں"...... سپاہی نے جواب دیا۔

" جاؤ جا کر اسے کہو کہ علی عمران آیا ہے ۔ میرے بارے میں اسے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے فون کیا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو سپاہی بے اختیار چونک پڑا۔

" یس سر۔ آپ آئیے سر۔ انہوں نے ہمیں پہلے ہی آپ کے بارے میں بتا دیا تھا"...... سپاہی نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران کو ساتھ لئے کوٹھی میں داخل ہوا تو برآمدے میں ہی آئی جی اور ایس پی پولیس موجود تھے ۔ ان کے ساتھ مؤدبانہ انداز میں ایک انسپکٹر بھی موجود تھا۔ سپاہی نے سیلوٹ کرتے ہوئے اسے عمران کے بارے میں بتایا تو انسپکٹر نے آئی جی اور ایس پی کو عمران کے بارے میں بتایا۔

" اوہ ۔ اوہ تو آپ ہیں علی عمران صاحب۔ جو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں"...... آئی جی نے بے اختیار آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" وہ ۔ وہ آپ ذرا مجھ سے دور رہیں ۔ اماں بی کا کہنا ہے کہ پولیس سے جتنا دور رہا جائے آدمی اتنا ہی عافیت میں رہتا ہے اور میرا نام علی عمران صاحب نہیں بلکہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"...... عمران نے الٹا دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو ایس پی اور انسپکٹر دونوں کے چہرے عمران کی بات سن کر غصے سے سرخ

ہو گئے جبکہ آئی جی کے چہرے پر خجالت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" ارے ۔آپ تو ناراض ہو گئے ۔ اماں بی کہتی ہیں پولیس کی دوستی بھی اچھی نہیں اور ناراضگی بھی اچھی نہیں ہوتی۔اس لئے پلیز آپ ناراض بھی نہ ہوں۔صرف اتنا بتا دیں کہ وہ یورپی آدمی جو مارا گیا ہے اس کی لاش کہاں ہے"...... عمران نے کہا تو آئی جی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" انسپکٹر۔انہیں لاش دکھاؤ"...... آئی جی نے غصیلے لہجے میں انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ارے ۔ارے ۔یہ انسپکٹر ہے یا کسی مردہ خانے کا انچارج کہ دوسروں کو لاشیں دکھاتا رہتا ہے ۔ویسے آئی جی صاحب میں نے اپنی زندگی میں بڑی بڑی لاشیں دیکھی ہیں لیکن مجھے آج تک ان سے خوف نہیں آیا کیونکہ جس طرح پولیس مجرموں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ۔اسی طرح لاشیں بھی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔آیئے انسپکٹر صاحب۔ آپ مجھے لاش دکھائیں پہلے ہی کافی وقت ضائع ہو گیا ہے"۔عمران نے آخری بات انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہی۔

" یس سر۔آیئے سر"...... انسپکٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔عمران اس کے پیچھے آگے بڑھ گیا۔

" یہ مسخرہ۔نجانے کیوں اس کی اتنی تعریفیں کی جاتی ہیں"۔ عمران کے کانوں میں آئی جی کی ہلکی سی آواز پڑی۔

" یہ سر عبدالرحمان ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا اکلوتا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بیٹا ہے جناب۔اس لئے "...... ایس پی کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچا تو وہاں لاشیں موجود تھیں۔ان پر سفید کپڑے ڈالے گئے تھے ۔انسپکٹر نے ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی لاش کے منہ سے کپڑا ہٹایا۔یہ واقعی یورپی آدمی تھا۔عمران نے جھک کر غور سے اس کے چہرے کو دیکھا اور پھر سیدھا ہو گیا۔

" ٹھیک ہے ۔اس کی جیب سے نکلنے والا سامان کہاں ہے"۔ عمران نے کہا تو انسپکٹر نے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی میز پر موجود پرس اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔عمران نے اس میں سے کاغذات نکالے اور انہیں دیکھنے لگا۔پھر اس نے پرس کو الٹا کر کے جھاڑا تو اچانک ایک کارڈ کا چھوٹا سا کونہ اسے ایک تھوڑی سی پھٹی ہوئی جگہ سے نظر آنے لگا۔یہ پرس کی کوئی خفیہ جیب تھی جو جھاڑنے کی وجہ سے شاید کچھ کھل گئی تھی۔عمران نے چند لمحوں کی کوشش کے بعد اسے کھولا تو اس میں ایک سفید رنگ کا مستطیل شکل کا کارڈ موجود تھا۔عمران نے کارڈ نکال کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھا لیکن کارڈ دونوں اطراف سے سفید اور بے داغ تھا۔اس پر کسی قسم کا نہ کوئی نشان تھا اور نہ ہی کوئی تحریر۔

" آپ سگریٹ پیتے ہیں"...... اچانک عمران نے انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر۔مم ۔مم ۔مگر......" انسپکٹر اس اچانک اور غیر متعلقہ

سوال پر بے اختیار چونک پڑا۔

" میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ پھر آپ کے پاس لائٹر یا ماچس ہو گی وہ مجھے دے دیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یس۔ لائٹر ہے سر"...... انسپکٹر نے جلدی سے جیب سے لائٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" شکریہ"...... عمران نے کہا اور پھر لائٹر جلا کر اس نے اس سفید کارڈ کے نیچے اتنے فاصلے پر رکھا کہ شعلے کی گرمی کارڈ تک پہنچ جائے لیکن کارڈ جلے نہیں۔ انسپکٹر حیرت بھرے انداز میں اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ عمران کی نظریں کارڈ پر جمی ہوئی تھیں اور پھر آہستہ آہستہ کارڈ کے درمیان ایک لفظ ابھرنے لگا۔

" سارج"...... عمران نے اس لفظ کو پڑھتے ہوئے کہا۔

" جی۔ کیا۔ کیا مطلب"...... انسپکٹر نے چونک کر کہا۔

" کچھ نہیں۔ یہ لیجئے اپنا لائٹر، اور یہ پرس بے شک سرکاری تحویل میں ہے لیکن کاغذات اور کارڈ میرے پاس رہے گا"...... عمران نے کہا۔

" یس سر"...... انسپکٹر نے کہا اور لائٹر لے کر جیب میں ڈال لیا۔

" اب آپ مجھے وہ کھلا ہوا سیف دکھا دیں"...... عمران نے کاغذات اور کارڈ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ آیئے سر"...... انسپکٹر نے کہا اور عمران کو لے کر ایک اور کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ یہاں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بیٹھ کر سرداور یقیناً اپنا آفس ورک کرتے ہوں گے۔ وہاں دیوار میں ایک کھلا ہوا سیف صاف نظر آ رہا تھا۔ سیف میں فائلیں ہی فائلیں بھری ہوئی تھیں البتہ ان کی ترتیب خراب ہو رہی تھی۔ چند فائلیں نیچے فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے جھک کر فرش پر پڑی ہوئی فائلیں اٹھا کر واپس سیف میں رکھیں اور سیف بند کر دیا۔

" اس میں انتہائی ضروری اور قیمتی فائلیں ہیں۔ اس لئے اس کو بند کر دینا ضروری ہے"...... عمران نے کہا اور انسپکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب سے عمران نے آئی جی سے مذاق کیا تھا تب سے انسپکٹر کم سے کم بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ مجرموں نے اس سیف سے یقیناً کوئی فائل حاصل کی ہے اور وہ اس فائل کی غرض سے ہی یہاں آئے تھے۔ اب یہ کون سی فائل ہو سکتی ہے۔ یہ تو سرداور ہوش میں آ کر ہی بتا سکیں گے۔ پھر عمران انسپکٹر سمیت واپس باہر آ گیا تو آئی جی اور ایس پی دونوں واپس جا چکے تھے۔ عمران بھی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہائی رینک آفیسرز ہسپتال میں داخل ہو رہی تھی۔ یہاں کا انچارج ڈاکٹر شمسی تھا جو عمران سے بہت اچھی طرح واقف تھا کیونکہ سپیشل ہسپتال میں وہ کافی عرصہ ڈاکٹر صدیقی کے تحت کام کر چکا تھا۔

" اوہ۔ عمران صاحب آپ"...... ڈاکٹر شمسی نے عمران کے آفس میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"شکریہ ڈاکٹر شمسی صاحب۔ سرداور کا کیا حال ہے"...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں۔ ان کی حالت سٹیبل نہیں ہو رہی۔ اصل میں وہ بزرگ آدمی ہیں اور گولیاں ان کے دل میں ماری گئی تھیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا کہ دونوں گولیاں پسلیوں میں اٹک کر رخ بدل گئیں ورنہ تو سرداور دوسری سانس بھی نہ لے سکتے تھے۔ البتہ زیادہ خون بہہ جانے اور زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے گولیوں کا زہر پھیل گیا ہے"...... ڈاکٹر شمسی نے تفصیل سے سرداور کی حالت بتاتے ہوئے کہا اور عمران ان کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ سرداور کا بچنا ڈاکٹر شمسی کے نزدیک محال ہے تو بے اختیار اس کا دل بھر آیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ جاء نماز تو ہو گی یہاں"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے۔ کیوں"...... ڈاکٹر شمسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اماں بی کا حکم ہے کہ جب ایسا موقع آئے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاؤ۔ وہ قادر مطلق ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ وہ مضطرب دل کی پکار سنتا ہے۔ میں بھی دو نفل پڑھ کر سرداور کی زندگی کی دعا کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے قدرے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سچ کہا آپ کی اماں بی نے۔ وہ واقعی قادر مطلق ہے"...... ڈاکٹر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

شمسی نے کہا اور عمران کو سائیڈ پر موجود ریٹائرنگ روم میں لے آیا۔ یہاں فرش پر بچھے ہوئے قالین کی سائیڈ میں جاء نماز موجود تھی۔

"شکریہ ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے کہا اور پھر وہ باتھ روم میں وضو کرنے چلا گیا۔ وضو کر کے واپس آ کر اس نے جاء نماز کو قبلہ رخ بچھایا اور دو نفل نماز کی نیت کر کے اس نے نماز پڑھی اور پھر سجدے میں سر رکھ کر اس نے اللہ تعالیٰ سے سرداور کی زندگی کی دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ گڑگڑاتے ہوئے دعائیں مانگتے مانگتے اس کا دل بھر آیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو پانی کی طرح بہنے لگے۔ اسے سرداور کی محبت و شفقت بھری باتیں یاد آنے لگیں اور پھر وہ اور زیادہ گڑگڑا کر ان کی صحت کے لئے دعائیں مانگنے لگ گیا۔ پھر اسے دعائیں مانگتے ہوئے نجانے کتنی دیر ہو گئی تھی۔

"عمران صاحب۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے رحمت کر دی ہے۔ آپ کی عاجزانہ دعائیں اس کی بارگاہ میں قبول کر لی گئی ہیں"...... اچانک عمران کو ڈاکٹر شمسی کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔ اس کی آنکھوں کے پپوٹے سوج گئے تھے۔ چہرے پر آنسوؤں کے نشانات ابھی تک موجود تھے۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کا بے حد شکریہ۔ میں دو نفل شکرانے کے پڑھ لوں"۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر دو نفل شکرانے کی نیت سے پڑھنا شروع کر دیئے۔ نفل پڑھ کر اور اللہ تعالیٰ

کا شکر ادا کر کے وہ اٹھا۔ اس نے جاء نماز تہہ کر کے واپس اس کی جگہ رکھی اور پھر باتھ روم میں جا کر اس نے منہ دھویا اور پھر جوتے پہن کر وہ آفس میں آ گیا۔ ڈاکٹر شمسی کہیں گئے ہوئے تھے۔ ابھی عمران بیٹھا ہی تھا کہ چپڑاسی اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔

" ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں "...... عمران نے پوچھا۔

" وہ ایک مریض کو دیکھنے گئے ہیں۔ انہوں نے حکم دیا تھا کہ آپ کو چائے پیش کی جائے۔ وہ ابھی واپس آ جائیں گے "...... چپڑاسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ چائے پینے کے کچھ دیر بعد ہی ڈاکٹر شمسی واپس آ گئے۔

" اب کیا پوزیشن ہے سرداور کی "...... عمران نے بے چین سے انداز میں پوچھا۔

" ان کی حالت اب خطرے سے باہر ہے لیکن ابھی وہ بے ہوش ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو کل ان سے مل لیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات بھی وہ اسی حالت میں رہیں تاکہ کسی قسم کا رسک باقی نہ رہے "...... ڈاکٹر شمسی نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا کرے البتہ ایک کام آپ نے کرنا ہے کہ ان کی خصوصی حفاظت کرانی ہے۔ کیونکہ حملہ آور اپنی طرف سے انہیں ہلاک کر کے گئے تھے۔ اب اگر انہیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اطلاع مل گئی کہ وہ زندہ بچ گئے ہیں تو وہ یہاں دوبارہ ان پر حملہ بھی کر سکتے ہیں "...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے اس بارے میں بتا دیا۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ اپنی طرف سے ہم ان کی مکمل حفاظت کریں گے "...... ڈاکٹر شمسی نے کہا تو عمران ان سے اجازت لے کر ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک بار پھر دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

ایک ہال کمرے میں ایک مستطیل شکل کی میز کی دونوں سائیڈوں میں دو دو کرسیاں موجود تھیں جبکہ ایک اونچی پشت کی کرسی تیسری سائیڈ پر موجود تھی۔ پانچوں کرسیاں خالی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی جس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے تین آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان تینوں نے بھی نیلے رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے اور ان کی جیبوں پر باقاعدہ سفید رنگ کے کارڈ لگے ہوئے تھے جن پر تیز سرخ رنگ سے ایک سے چار تک نمبر لکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے دو تو میز کی ایک سائیڈ پر اور باقی دو دوسری سائیڈ پر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ یہ چاروں یورپی نژاد تھے اور ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا تو یہ چاروں احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا آگے آیا اور میز کی چھوٹی سائیڈ پر موجود اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ چاروں بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

" خصوصی میٹنگ کا آغاز کیا جاتا ہے اور یہ خصوصی میٹنگ ایک اہم معاملے پر بلائی گئی ہے "...... پانچویں آدمی نے بھاری لہجے میں کہا۔

" یس چیف "...... ان چاروں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

" آپ چاروں پوری دنیا میں سارج کے چیفس ہیں اور آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سارج ایک ایسی خفیہ تنظیم ہے جسے ایکریمیا اور اسرائیل کی بھرپور سرپرستی حاصل ہے اور سارج کے مقاصد بھی پوری دنیا میں یہودیوں اور ایکریمیوں کی مکمل بالادستی ہے۔ اس لئے سارج نے ہر وہ کام کرنا ہے جس سے اس کے مقاصد پورے ہو سکیں اور مجھے خوشی ہے کہ سارج اپنے مقاصد کو پورا کر رہی ہے۔ سارج کو قائم ہوئے چار سال گزر چکے ہیں لیکن ان چار سالوں میں سارج کو خفیہ رکھنے کی کوششیں بھی کامیاب رہی ہیں لیکن اب اس بات کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ سارج دنیا پر اوپن نہ ہو جائے اور اس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے "...... چیف نے بھاری لہجے میں کہا۔

" کیا ہوا ہے چیف۔ ہمیں تفصیل سے آگاہ کیا جائے "...... نمبر

ایک نے بھاری لہجے میں کہا۔

"پوری دنیا چار حصوں میں تقسیم کی گئی ہے اور آپ چاروں ایک ایک حصے کے چیف ہیں۔ براعظم ایشیا چیف نمبر چار کے تحت ہے ۔ نمبر چار نے سارج ہیڈ کوارٹر کے مطابق پاکیشیا میں ایک انتہائی اہم مشن بڑی کامیابی سے مکمل کرایا ہے ۔اس مشن کو ایس ایم ون کا نام دیا گیا ہے ۔ مختصر طور پر یہ کہ پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم نے ایٹمک سب میرین کو تمام آلات سے خفیہ رکھنے کا ایک آلہ ایس ایم ون ایجاد کر لیا۔ ادھر اسرائیلی سائنس دان بھی اسی مقصد کے لئے ایک آلے پر کام کر رہے تھے ۔ پھر اطلاع ملی کہ اسرائیل بھی اس آلے کو مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور پاکیشیا بھی۔ البتہ پاکیشیا کے آلے کی رینج کم ہے ۔اس لئے وہ اس پر مزید کام کر رہے ہیں اگر پاکیشیا اس آلے کی رینج بڑھا لینے میں کامیاب ہو جاتا تو اسرائیل کی یہ ایجاد فضول ہو جاتی کیونکہ پاکیشیا اس ایجاد کو تمام مسلم ممالک تک پہنچا دیتا۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکیشیائی آلے کو تباہ کر دیا جائے اور اس سائنس دان کو بھی ہلاک کر دیا جائے ۔ نمبر چار نے رومانیہ سے ایک گروپ اس مشن کے لئے بھیجا اور یہ گروپ اپنے مشن میں کامیاب واپس لوٹا لیکن پھر اطلاع ملی کہ پاکیشیا کے بڑے سائنس دان سرداور نے اس آلے کا بنیادی فارمولا پہلے سے ہی اپنی تحویل میں رکھا ہوا ہے ۔اس طرح پہلا مشن کامیاب ہونے کے باوجود ناکام ہو گیا تو پالینڈ سے دوسرے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گروپ کو بھیجا گیا۔ یہ چیف آپریشنل گروپ تھا۔ اس گروپ نے بھی کامیابی حاصل کر لی لیکن ان کا ایک آدمی ہلاک ہو گیا اور ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ اس لاش کو اٹھا کر ساتھ لے آتے ۔چنانچہ یہ لاش وہیں مشن سپاٹ پر ہی رہ گئی۔ گروپ لیڈر نے بعد میں اس لاش کی جیب سے کاغذات کے حصول کے لئے کام کیا تو معلوم ہوا کہ اس آدمی کے پرس سے کاغذات پاکیشیا کا مشہور ایجنٹ علی عمران لے گیا ہے اور اس سے زیادہ خطرناک اطلاع یہ ملی ہے کہ اس علی عمران نے پرس کے خفیہ خانے سے سارج کا اصل کارڈ بھی نہ صرف نکال لیا بلکہ اس نے سگریٹ لائٹر کی مدد سے اس پر موجود خفیہ حروف بھی پڑھ لئے ۔ یہ انتہائی خطرناک بات تھی۔ چنانچہ اس گروپ کی طرف سے اطلاع ملنے پر اس گروپ کو فوری طور پر واپس بلا لیا گیا کیونکہ اس گروپ نے نہ صرف پاکیشیا کے انتہائی اہم سائنس دان کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ اس سے ایس ایم ون کا فارمولا بھی حاصل کر کے اسے بھی جلا دیا تھا۔ اس گروپ کا اب وہاں رہنا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا لیکن اس اطلاع نے کہ علی عمران سارج سے واقف ہو گیا ہے ۔ اسرائیل اور ایکریمیا کے حکام میں کھلبلی پیدا کر دی اور پھر اس معاملے پر دونوں ملکوں کی انتہائی اعلیٰ سطحی میٹنگ ہوئی جس میں مجھے بھی شامل کیا گیا۔ وہ سب عمران کی کارکردگی سے خوفزدہ تھے ۔ میں نے انہیں بے حد سمجھایا کہ یہ آدمی ہمارے مقابلے پر کچھ بھی نہیں کر سکتا اور صرف سارج کے نام سے واقف ہونے کا یہ

مطلب نہیں ہے کہ وہ سارج کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے چیفس اور ان کے ہیڈ کوارٹرز سے بھی واقف ہو جائے گا لیکن اعلیٰ حکام بضد تھے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر سارج کے خلاف مقابلے پر اتر آتے ہیں تو یہودیوں اور ایکریمیز کی یہ مشترکہ خفیہ تنظیم ختم بھی ہو سکتی ہے ۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ سارج کے ان دونوں گروپوں کو جنہوں نے پاکیشیا میں مشن مکمل کئے ہیں انہیں ختم کر دیا جائے تاکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے ذریعے سارج کے ہیڈ کوارٹر تک نہ پہنچ سکے ۔ اس فیصلے پر عملدرآمد کے لئے یہ خصوصی میٹنگ کال کی گئی ہے"...... چیف نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو چاروں چیفس کے چہروں پر حیرت اور الجھن نمایاں نظر آنے لگی۔

"چیف۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے ان دونوں گروپس کو جو مشنز میں کامیاب رہے ہیں۔ خود ہی ہلاک کر دوں"...... نمبر چار نے سب سے پہلے بولتے ہوئے کہا۔

"میں خود بھی اس معاملے پر انتہائی بے چینی محسوس کر رہا ہوں لیکن اس کا کوئی ایسا حل ہونا چاہئے جس سے اعلیٰ حکام بھی مطمئن ہو جائیں اور ہم بھی"...... چیف نے کہا۔

"اعلیٰ حکام سے آپ کا مطلب سارج کے بورڈ آف گورنرز سے ہے یا اس کے چیئرمین لارڈ انتھونی سے ہے"...... نمبر تین نے کہا۔

"میرا مطلب لارڈ انتھونی سے تھا۔ وہ انتہائی بااختیار آدمی ہے ۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وہ چاہے تو پوری سارج کو تبدیل کر سکتا ہے ۔ اسرائیل کا صدر اور ایکریمیا کا صدر دونوں لارڈ انتھونی کے زیر اثر ہیں"...... چیف نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے گروپس کو ختم کرنے کی بجائے اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیں"...... نمبر ایک نے کہا۔

"یہ تجویز بھی میں نے پیش کی تھی لیکن لارڈ انتھونی کی وجہ سے بورڈ نے اسے مسترد کر دیا تھا"......چیف نے کہا۔

"ایک صورت ایسی ہے جس سے یہ معاملہ بخوبی نمٹ سکتا ہے"۔ نمبر دو نے کہا تو چیف سمیت سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے ۔

"پیش کرو وہ صورت"......چیف نے کہا۔

"چیف ۔ موجودہ دور میں پلاسٹک سرجری سے چہرے کو مکمل اور مستقل طور پر تبدیل کیا جا سکتا ہے ۔ دونوں گروپس میں سے جو لوگ پاکیشیا گئے تھے ان کے چہروں کو پلاسٹک سرجری سے تبدیل کر دیا جائے اور انہیں ایک سال کی رخصت دے کر دور دراز کے علاقوں میں بھجوا دیا جائے ۔ ان کی شناخت بھی تبدیل کر کے انہیں نئے اصل کاغذات دے دیئے جائیں۔ اس طرح وہ ہلاک ہونے سے بچ جائیں گے اور زیادہ سے زیادہ یہ خطرہ ایک سال تک دور ہو سکتا ہے ۔ ایک سال بعد وہ دوبارہ کام پر واپس آ سکتے ہیں"...... نمبر دو

نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ یہ تجویز واقعی اچھی ہے ۔ مجھے پسند آئی ہے ۔ اس طرح بورڈ آف گورنرز کی بات بھی تسلیم کر لی جائے گی اور ہمارے تجربہ کار لوگ بھی ہلاکت سے بچ جائیں گے ۔ نمبر فور۔ تم اس پر فوری عملدرآمد کراؤ"...... چیف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" یس چیف۔ حکم کی فوری تعمیل ہو گی"...... نمبر چار نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" اب آؤ اس بات پر کہ عمران کو اگر سارج ایجنسی کے بارے میں علم ہو جائے تو وہ زیادہ سے زیادہ سارج ایجنسی کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے"...... چیف نے کہا۔

" باس ۔ سارج ایجنسی پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر بھی نامعلوم ہے ۔ پھر یہ آدمی یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا کر سکتی ہے"...... نمبر ایک نے کہا۔

" میرا خیال ہے چیف کہ ہمیں ازخود عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنا چاہئے ۔ ہمارے پاس ایسے بے شمار گروپ ہیں جو آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں"...... نمبر دو نے کہا۔

" نہیں۔ یہ بات اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں اصولی طور پر طے کر لی گئی ہے کہ سارج ایجنسی کسی صورت بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گی ورنہ ہمارے آدمیوں کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس سارج کے ہیڈ کوارٹر اور بورڈ آف گورنرز تک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پہنچ سکتی ہے"...... چیف نے کہا۔

" باس ۔ ایشیا کا چیف میں ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب بھی کسی مشن پر کام کرتی ہے تو وہ ادھر ادھر نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی بلکہ براہ راست اپنے مشن کو ٹارگٹ بناتی ہے اور ان کا مشن اب سارج ایجنسی نہیں ہو سکتا۔ ان کا مشن ایس ایم فارمولا ہو گا اور وہ اب لامحالہ اسرائیل میں اس فارمولے کو حاصل کریں گے یا اسے ختم کر دیں گے اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بے شمار بار اسرائیل میں کام کیا ہے لیکن اسرائیل کی کوئی بھی ایجنسی ان کا خاتمہ نہیں کر سکی۔ اس لئے ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ ہم اسرائیل کو رپورٹ کر دیں اور خود خاموش ہو کر بیٹھ جائیں"...... نمبر چار نے کہا۔

" یہ اور بھی زیادہ خطرناک بات ہے ۔ اسرائیل تو ہمارا اپنا ملک ہے ۔ ہم کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل کو نقصان پہنچائے اور ہم خاموش بیٹھے رہیں"...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تو پھر ایک ہی صورت ہے چیف کہ اس بار اسرائیل میں ان کا مقابلہ اسرائیلی ایجنسیوں کی بجائے سارج ایجنسی کھل کر کرے"۔ نمبر چار نے کہا۔

" ہاں ۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔ اس بات پر میں لارڈ انتھونی کو قائل کر سکتا ہوں"...... چیف نے کہا۔

" لیکن چیف۔ پھر تو لازماً سارج ایجنسی کو کھل کر سامنے آنا پڑے گا اور پھر کیا سارج ایجنسی کا وجود خطرے میں نہیں پڑ جائے گا"۔ نمبر تین نے کہا۔

" ہم اسرائیل میں کام کرنے والے اپنے گروپ کا نیا نام رکھ لیں گے۔ اس طرح سارج ایجنسی سامنے نہیں آئے گی"...... چیف نے کہا۔

" اسرائیل میرے دائرہ اختیار میں ہے چیف اور میرے پاس ایک ایسا گروپ موجود ہے جس کے تمام ممبرز ریڈ ایجنسی اور بلیک ایجنسی میں کام کر چکے ہیں"...... نمبر دو نے کہا۔

" نہیں۔ وہ بھی لازماً ایکریمنز ہوں گے۔ ہمیں ایسا گروپ بنانا چاہئے جو اسرائیلی ہو اور یہودی ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کمٹڈ اور انتہائی تجربہ کار افراد کی ضرورت ہے"...... نمبر چار نے کہا۔

" ایسا ایک گروپ میرے پاس موجود ہے۔ اس کا انچارج کٹر یہودی ہے۔ اس کا نام کرنل اسمتھ ہے۔ وہ انتہائی تجربہ کار ہے اور اس کا گروپ بھی کٹر یہودیوں اور اسرائیلیوں پر مشتمل ہے لیکن ان کی تربیت ایکریمیا میں ہوئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ کرنل اسمتھ ان کا خاتمہ آسانی سے کر دے گا"...... نمبر تین نے کہا۔

" اوکے۔ پھر ایسا ہے کہ کرنل اسمتھ اور اس کے گروپ کا ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں قائم کر دیا جائے۔ وہاں انہیں ہر قسم کی سہولتیں مہیا کی جائیں اور اسرائیلی پولیس کو ان کے تابع کر دیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جائے"...... چیف نے کہا۔

" لیکن چیف۔ اسرائیلی ایجنسیاں اس کی بھرپور مخالفت کریں گی"...... نمبر ایک نے کہا۔

" ہاں۔ مجھے معلوم ہے لیکن لارڈ انتھونی اگر اسرائیل کے صدر سے بات کرے تو یہ کام بھی آسان ہو جائے گا"...... چیف نے کہا۔

" چیف۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں پورے اسرائیل کی ذمہ داری اٹھانے کی بجائے اپنے آپ کو صرف اس لیبارٹری تک محدود کر لینا چاہئے جہاں ایس ایم ون تیار ہو رہا ہے۔ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اصل ٹارگٹ یہی ہو گا۔ باقی اسرائیل کو اسرائیلی ایجنسیوں پر چھوڑ دینا چاہئے۔ اسی طرح ہم زیادہ آسانی اور سہولت سے اپنا کام کر سکیں گے"...... نمبر ایک نے کہا۔

" لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس عمران کو اس لیبارٹری کے بارے میں علم ہو اور کیا یہ ضروری ہے کہ اسے یہ بھی علم ہو کہ اسرائیل بھی اس آلے پر کام کر رہا ہے"...... چیف نے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے چیف۔ لیکن کہا یہی جاتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حیرت انگیز طور پر ایسے سیکرٹ معلوم کر لیتی ہے"۔ نمبر چار نے کہا۔

" اوکے۔ پھر یہ بات طے ہو گئی کہ ہمارا گروپ اس لیبارٹری کی حفاظت کرے گا اور ان دونوں گروپس کو جو پاکیشیا میں کام کر چکے

ہیں انہیں انڈر گراؤنڈ کر دیا جائے گا"...... چیف نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... سب نے کہا۔

"ڈن"...... چیف نے ایک بار پھر زور سے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی چاروں بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر چیف دروازے کی طرف مڑ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران ڈاکٹر شمسی کے ہمراہ سرداور کے کمرے میں داخل ہوا تو بیڈ پر لیٹے ہوئے سرداور کے چہرے پر بے اختیار ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"السلام و علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میری طرف سے اور پورے پاکیشیا کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت سے ملنے والی نئی زندگی مبارک ہو"...... عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام۔ مجھے ڈاکٹر شمسی نے بتایا ہے کہ تم میری زندگی کے لئے سجدے میں گر کر دعائیں مانگتے رہے ہو۔ یہ تمہاری محبت ہے عمران بیٹے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت کر دی"...... سرداور نے جواب دیا۔

"آپ زیادہ باتیں نہیں کریں گے"...... ڈاکٹر شمسی نے مؤدبانہ

لہجے میں سرداور سے کہا اور پھر مڑ کر واپس چلا گیا۔

" آپ مجھے مختصر طور پر بتائیں کہ کیا ہوا تھا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں اپنے گھر کے آفس میں موجود تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا۔ اچانک میرے آفس کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا یورپی نژاد آدمی ہاتھ میں گن اٹھائے اندر داخل ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ میں سنبھلتا اس نے میرے سر پر مکا مارا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں ایک کرسی پر رسی سے بندھا بیٹھا تھا اور وہی آدمی ہاتھ میں بیلٹ پکڑے کھڑا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ میں بتا دوں کہ ایس ایم ون کا فارمولا کہاں ہے۔ میں نے ایسے کسی فارمولے سے انکار کر دیا تو اس نے انتہائی بے دردی سے اس بیلٹ سے مجھے مارنا شروع کر دیا۔ پھر میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں یہاں ہسپتال میں تھا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ میرے آفس کا خفیہ سیف کھلا ہوا تھا۔ نجانے اسے کیسے پتہ لگ گیا۔ میں نے تو کچھ نہیں بتایا تھا"...... سرداور نے کہا۔

" مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ واردات اسی ایس ایم ون والے فارمولے کی کڑی ہی ہو گا البتہ ایک بات پر مجھے حیرت ہے کہ پولیس نے مجھے بتایا کہ جس کمرے میں آپ بے ہوش پڑے تھے اسی کمرے کے کونے میں کاغذات کی راکھ ملی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے آپ پر تشدد کر کے لاشعوری طور پر آپ سے سیف کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بارے میں معلوم کیا۔ وہاں سے فائل نکالی۔ پھر اسے جلا کر راکھ کر دیا اور پھر آپ کو گولیاں مار کر اور اپنے طور پر ہلاک کر کے وہ نکل گئے"...... عمران نے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا۔ بہرحال شعوری طور پر تو میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا۔ کیونکہ میں مر تو سکتا تھا لیکن پاکیشیا کے مفادات کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا"...... سرداور نے کہا۔

" ایسے ہی ہو گا۔ اب آپ آرام کریں اور مجھے اجازت دیں اور آپ یقین رکھیں آپ کے جسم پر موجود ہر زخم کا حساب لیا جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

" اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب میرا انتقام لینے سے پاکیشیا کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تم ایس ایم ون کا فارمولا لے آؤ تاکہ پاکیشیا کا دفاع مضبوط ہو سکے "...... سرداور نے کہا تو عمران اٹھتے اٹھتے دوبارہ بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کیا مطلب۔ فارمولا تو وہ ساتھ لے کر ہی نہیں گئے اور جو آلہ نیوی کی سپیشل ورکشاپ میں تھا وہ بھی انہوں نے تباہ کر دیا۔ ڈاکٹر اعظم کی لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی۔ ان کے کمپیوٹر میں جو تفصیلات تھیں وہ کمپیوٹر ہی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔ یہاں بھی وہ سیف سے فارمولا نکال کر ساتھ نہیں لے گئے بلکہ انہوں نے اسے جلا دیا۔ پھر میں فارمولا کہاں سے لے آؤں"...... عمران نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

" تو تمہیں اندازہ نہیں ہوا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے"۔ سرداور نے کہا۔

" آپ بتائیں۔ مجھے تو واقعی اندازہ نہیں ہو رہا"...... عمران نے کہا۔

" عمران بیٹے۔ یہ فارمولا دفاع کے لئے انتہائی اہم ہے اور ڈاکٹر اعظم نے ایک میٹنگ میں مجھے بتایا تھا کہ ایک سائنسی کانفرنس کے دوران اسے بتایا گیا تھا کہ اسرائیل کا سائنس دان ڈاکٹر گورمین بھی اسرائیل میں اس فارمولے پر کام کر رہا ہے اور وہ کامیابی کے قریب پہنچ چکا ہے اور جو وارداتیں یہاں ہوئی ہیں ان کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ صرف یہاں کا فارمولا ختم کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کے علاوہ اور کسی کے پاس ایسا فارمولا یا آلہ نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے ڈاکٹر اعظم کو ہلاک کر دیا۔ ان کی لیبارٹری تباہ کر دی۔ نیوی کی سپیشل ورکشاپ تباہ کر دی۔ پھر نجانے کس طرح انہیں اطلاع مل گئی کہ بنیادی فارمولا میری تحویل میں ہے تو انہوں نے یہاں آکر میرے سیف سے فارمولا نکالا اور اسے جلا کر مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔ ان سب حالات سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے تھے"...... سرداور نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ متغیر ہو گیا تھا اور وہ ہانپنے لگ گئے تھے۔

" آپ آرام کریں۔ آپ نے جو تجزیہ کیا ہے اس نے میری آنکھیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کھول دی ہیں۔ اب میں خود ہی ان لوگوں سے نمٹ لوں گا"۔ عمران نے کہا اور سلام کر کے وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے سرداور کو فی امان اللہ کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر آگیا۔ اس کے ذہن میں بھونچال آیا ہوا تھا۔ سرداور نے جس انداز میں تجزیہ کیا تھا اس نے عمران کی آنکھیں کھول دی تھیں۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے غفلت کی ہے۔ یہ تجزیہ اسے خود کرنا چاہئے تھا لیکن پھر وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ چونکہ سرداور کو یہ معلوم تھا کہ اسرائیل میں ڈاکٹر گورمین اس فارمولے پر کام کر رہا ہے اس لئے انہیں ایسا تجزیہ کرنے کا موقع مل گیا۔ اگر اسے یہ بات معلوم ہوتی تو یقیناً وہ بھی اسی انداز میں سوچتا۔ کل وہ ہسپتال سے سرداور سے ملاقات کئے بغیر نکلا تھا اور سیدھا دانش منزل جا کر اس نے اس ہلاک ہونے والے یورپی سے ملنے والے کارڈ کو تفصیل سے چیک کیا تھا۔ گو کارڈ کو گرم کرنے سے سارج کا لفظ اس پر ابھر آیا تھا لیکن اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا لیکن اب سرداور کی باتوں سے یہ بات طے ہو گئی تھی کہ سارج اسرائیلی تنظیم ہے۔ یہی سب کچھ سوچتا ہوا وہ دانش منزل پہنچ گیا۔

" کیا بات ہے عمران صاحب۔ سرداور تو بخیریت ہے نا"۔ بلیک زیرو نے احتراماً اٹھتے ہوئے سلام دعا کے بعد کہا۔

" ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے وہ بخیریت ہیں لیکن انہوں نے ایک ایسا تجزیہ کیا ہے جسے سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میرے ذہن کی بیٹریاں اب مکمل طور پر فیل ہو گئی ہیں"...... عمران نے کہا۔

" کیسا تجزیہ "...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا تو عمران نے سرداور کی بتائی ہوئی پوری تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔اس کا مطلب ہے کہ یہ سارج اسرائیلی تنظیم ہے"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

" ہاں۔لیکن یہ تجزیہ ہمیں کرنا چاہئے تھا۔ایک سائنس دان ایسا تجزیہ کر سکتا ہے۔ہم کیوں نہیں کر سکے "...... عمران نے کہا۔

" اس لئے عمران صاحب کہ اس تجزیہ کے لئے بنیادی معلومات سرداور کے پاس تھیں۔ہمارے پاس نہیں تھیں"...... بلیک زیرو نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" میں نے بھی اسی نتیجے پر پہنچ کر اپنے دل کو ڈھارس دی ہے ۔ چلو شکر ہے کہ تم بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہو۔بہرحال اب ہم نے سارج کو ہر صورت میں ٹریس کرنا ہے ۔ تم وہ سرخ جلد والی ڈائری دو مجھے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس میں سے سرخ کور والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

" لیکن عمران صاحب آپ کو سارج کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اس آلے کو لانے پر کام کرنا چاہئے "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" میں نے دونوں کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ سارج نے سرداور پر ہاتھ اٹھا کر ایسا جرم کیا ہے جس کی پاداش میں اسے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مکمل طور پر ختم ہونا ہے اور رہا وہ آلہ تو اسے تو بہرحال لانا ہی ہے "...... عمران نے ڈائری کے ورق الٹتے ہوئے جواب دیا البتہ اس کی نظریں مسلسل ڈائری پر جمی ہوئی تھیں۔چند لمحوں بعد اس کی نظریں ڈائری کے ایک صفحے پر جم گئیں۔وہ کچھ دیر تک اس صفحے کو دیکھتا رہا۔پھر اس نے اسے میز پر رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" یہاں سے قبرص کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا۔

" ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ کمپیوٹر سے مطلوبہ نمبر معلوم کر کے بتائے گی۔

" ہیلو سر۔کیا آپ لائن پر ہیں"......چند لمحوں بعد فون آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

" یس"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔

" شکریہ"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ڈان کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔لہجہ غیر ملکی تھا۔

"ابو سالم سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ یہاں کوئی ابو سالم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے بڑے خشک لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈان کلب"...... وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ابو سالم موجود نہیں ہیں تو ام سالم سے بات کرا دیں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے عمران صاحب۔ کیا یہ کوئی کوڈ ہے"۔ بلیک زیرو جو خاموش بیٹھا یہ سب کچھ سن رہا تھا سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

"اسرائیلی ایجنٹوں سے بچنے کے لئے انہیں یہ سب کرنا پڑتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل سے ہاتھ اٹھایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیسری بار نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈان کلب"...... وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"آپ کی تسلی ہو گئی ہو تو ابو سالم سے بات کرا دیں"۔ عمران نے کہا۔

"ایک نمبر نوٹ کریں"...... دوسری طرف سے اس بار کہا گیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا گیا۔

"کوڈ بھی بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

"کوئی کوڈ نہیں ہے"...... دوسری طرف سے ایک بار پھر خشک لہجے میں کہا گیا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے خاتون کا بتایا ہوا نمبر رابطہ نمبروں کے بعد پریس کر دیا۔

"ڈان آپٹیکل کارنر"...... اس بار ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ابو سالم سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کوڈ"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"کوئی کوڈ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"شکر ہے تمہاری آواز تو سنی۔ ورنہ تو جو پیچیدہ طریقہ کار تم نے بنا رکھا ہے اچھے بھلے آدمی کا بلڈ پریشر خود بخود ہائی ہو جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کون صاحب بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے خشک لہجے میں کہا گیا۔

"صاحب نہیں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے

کہا۔

" اوہ۔اوہ۔ عمران صاحب۔آپ ناراض نہ ہوں۔یہاں اسرائیلی ہر طرف ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہیں اس لئے مجبوراً یہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ میں شرمندہ ہوں کہ آپ کو بوریت کا شکار ہونا پڑا"۔اس بار دوسری طرف سے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" تم بو کی بجائے خوشبو لگایا کرو تاکہ اسرائیلی اسے سونگھ ہی نہ سکیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ابو سالم کافی دیر تک کھلکھلا کر ہنستا رہا۔

"آپ کی یہی باتیں یاد رہتی ہیں اور جب ہم کسی محفل میں انہیں دوہراتے ہیں تو یقین کریں عمران صاحب انتہائی تناؤ کا شکار ذہن بھی پھول کی طرح کھل اٹھتا ہے"...... ابو سالم نے ہنستے ہوئے کہا۔

" یہ تم سب کی محبت ہے کہ اپنی محفلوں میں مجھے یاد کر لیتے ہو اور مجھے یہ بھی احساس ہے کہ تمہارا وقت بے حد قیمتی ہوتا ہے۔ اس لئے تمہیں یہ بتا دوں کہ میں نے تمہیں کال کیوں کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" حکم کریں عمران صاحب۔آپ کی خدمت کر کے مجھے دلی خوشی ہو گی"...... ابو سالم نے کہا۔

" اسرائیل میں ایک سائنس دان ہے ڈاکٹر گورمین۔ اس کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ وہ اس وقت اسرائیل کی کس لیبارٹری میں کام کر رہا ہے اور اس لیبارٹری کے بارے میں جو معلومات بھی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مل سکیں۔ دوسرا یہ کہ اسرائیل نے کوئی نئی لیکن انتہائی خفیہ تنظیم قائم کی ہے جس کا نام سارج ایجنسی ہے۔ اس بارے میں جو معلومات مل سکیں"...... عمران نے کہا۔

" یہ معلومات آپ کو کب تک چاہئیں"...... ابو سالم نے کہا۔

" جس قدر جلد سے جلد ممکن ہو سکیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ دو روز بعد اسی وقت فون کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کوئی شارٹ کٹ فون نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ابو سالم بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ اسی نمبر پر فون کریں۔ کوڈ وائر کنگ ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ تھینک یو اینڈ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" آپ اس تنظیم کے بارے میں معلومات فراہم کرنے والی تنظیموں سے معلوم کر لیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" کل یہاں بیٹھا یہی کام تو کرتا رہا ہوں لیکن کسی نے یہ نام ہی نہیں سنا ہوا"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو کیا ابو سالم معلوم کر لے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ ان کا نیٹ ورک پورے اسرائیل میں مکڑی کے جالے کی

طرح پھیلا ہوا ہے۔ یہ کہیں نہ کہیں سے سراغ لگا لیں گے"۔ عمران نے جواب دیا۔

" یہ تو ضروری نہیں ہے کہ دونوں پارٹیاں ہی اسرائیل میں ہوں۔ اب اسرائیل دانستہ اپنی تنظیموں کو اسرائیل سے باہر رکھتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر آپ کا کیا پروگرام ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" پھر دیکھنا پڑے گا کہ ترجیح کسے دی جائے "...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنل اسمتھ چھریرے بدن اور چوڑے چہرے کا مالک تھا۔ اس کے انداز میں پھرتی اور چوڑی پیشانی اس کی ذہانت کی دلیل تھی۔ وہ اس وقت اسرائیل کے جنوب مشرق میں واقع ایک علاقے بابین کے مرکزی شہر تمالا کی ایک عمارت کے آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ عمارت ایک منزلہ تھی اور اس میں چار کمرے اور دو بڑے ہال تھے۔ عمارت کے باہر سپیئر پارٹس کا بزنس کرنے والی فرم کا جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا۔ یہ اس فرم کا ویئر ہاؤس تھا لیکن اب سارج ایجنسی کے تحت تھا اور کرنل اسمتھ اپنے دس ساتھیوں سمیت اس کا انچارج تھا۔ عمارت کی عقبی سائیڈ پر خاصا بڑا کمپاؤنڈ تھا جس میں ایک گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اس ہیلی کاپٹر پر ایسے نشانات تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر فوج کے تحت ہے۔ کرنل اسمتھ ایک فائل پر جھکا ہوا تھا جبکہ

سائیڈ پر چار موٹی موٹی فائلیں پڑی ہوئی تھیں۔ کرنل اسمتھ اس فائل کے مطالعہ میں اس قدر غرق تھا کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز بھی سنائی نہ دی تھی۔

" کیا پڑھا جا رہا ہے سر"...... ایک آواز اس کے کانوں میں پڑی تو کرنل اسمتھ بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر براؤن رنگ کا سوٹ تھا۔ چہرے مہرے اور انداز کے لحاظ سے وہ کوئی کھلنڈرا نوجوان نظر آتا تھا۔

" آؤ میجر کاوس۔ بیٹھو میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"...... کرنل اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے موجود فائل بند کر دی۔

" کیا آپ نے پانچوں فائلیں پڑھ لی ہیں"...... میجر کاوس نے کہا۔

" ہاں تقریباً۔ کیوں"...... کرنل اسمتھ نے چونک کر پوچھا۔

" میں نے بھی انہیں پڑھا ہے اور میں انہیں پڑھ کر حقیقتاً بے حد حیران ہوا ہوں۔ ان فائلوں کے مطابق تو عمران اور اس کے ساتھی مافوق الفطرت طاقتیں دکھائی دیتی ہیں اور ہر بار وہی کامیاب ہو کر واپس گئے ہیں۔ یہاں کی تمام چھوٹی بڑی ایجنسیاں باوجود سر توڑ کوششوں کے کامیاب نہیں ہو سکیں"...... میجر کاوس نے کہا۔

" یہ سب کام چور، نااہل اور نکمے لوگ ہیں۔ اپنی نااہلی چھپانے کے لئے دوسروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں"...... کرنل اسمتھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" نہیں سر۔ ایسی بھی بات نہیں ہے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے پوری دنیا واقف ہے۔ یہ لوگ اس قدر تیز رفتاری اور ذہانت سے کام کرتے ہیں کہ اچھے بھلے ایجنٹ ان کے مقابلے میں مار کھا جاتے ہیں۔ میں نے ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی اور بلیک ایجنسی کے سرٹاپ ایجنٹوں کو ان کی کارکردگی سے خوف کھاتے ہوئے دیکھا ہے"...... میجر کاوس نے کہا۔

" ایسی کارکردگی کوئی بھی ایجنٹ اپنے ملک میں دکھا سکتا ہے۔ دوسرے ملک میں نہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں اسرائیل میں سوائے فلسطینیوں کے اور کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتی۔ اس لئے لامحالہ وہ تیز رفتاری سے کام کرتے ہوں گے تاکہ جلد از جلد مشن مکمل کر لیں جبکہ یہاں کی ایجنسیوں اور خاص طور پر کرنل ڈیوڈ یہ سب نکمے اور نااہل لوگ ہیں۔ تم دیکھنا کہ اس بار سارج ایجنسی کے مقابلے میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے"...... کرنل اسمتھ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بشرطیکہ وہ یہاں آئے"...... میجر کاوس نے کہا۔

" ہاں۔ اس معاملے میں ہمارے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے لیکن میری چیف سے بات ہو چکی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ایک گروپ کو پاکیشیا میں اس کام پر تعینات کیا ہوا ہے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے کہیں بھی روانہ ہوا تو یہ گروپ اس کے ساتھ ساتھ چلے گا اور اطلاعات ملتی رہیں گی۔ پھر جیسے ہی انہوں نے

اسرائیل کا رخ کیا ہمیں اطلاع مل جائے گی"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

" وہ تو مل جائے گی سر۔ لیکن اسرائیل تو کافی وسیع رقبے کا ملک ہے ۔ ہم تو اس کے جنوب مشرق میں ایک تقریباً ویران علاقے میں ہیں۔ اگر وہ تل ابیب یا کسی اور علاقے میں گھومتے رہے تو ہمیں کیسے معلوم ہو گا اور ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو گا"...... میجر کاؤس نے تقریر کرنے کے سے انداز میں کہا۔

" ہمارا مشن محدود ہے ۔ ہم نے صرف یہاں موجود لیبارٹری الیون سکس کی حفاظت کرنی ہے اور خاص طور پر اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر گورمین کی۔ اگر وہ یہاں آئے تو لازماً ان کی موت ہی انہیں یہاں لے آئے گی۔ ویسے میں نے تو چیف سے کہا تھا کہ وہ ہمیں اجازت دیں تو ہم پاکیشیا جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیتے ہیں لیکن چیف نے سختی سے منع کر دیا کیونکہ چیف نہیں چاہتا کہ سارج ایجنسی اور چیف کے بارے میں انہیں پتہ چلے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یہاں کے بارے میں آپ نے ان کا کیا انتظام کیا ہے سر"۔ میجر کاؤس نے کہا۔

" بابین میں داخلے کے صرف دو راستے ہیں۔ ایک سڑک کے راستے جو کروش سے بابین جاتی ہے ۔ دوسرا ٹرین کے راستے ۔ یہ بھی کروش سے اس علاقے میں داخل ہوتی ہے ۔ باقی تمام علاقہ انتہائی خوفناک صحرا پر مشتمل ہے اور اس راستے سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے تو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

یہاں پہنچا جا سکتا ہے ویسے نہیں۔ اس لئے کروش کے آخری اسٹیشن پر اور پھر بابین کے پہلے اسٹیشن سے لے کر یہاں تمالا تک ہمارے آدمی موجود ہیں جو کسی بھی اجنبی گروپ کے بارے میں جو ادھر آ رہا ہو گا رپورٹ کریں گے ۔ یہی انتظام سڑک کے ذریعے آنے والوں کے بارے میں کیا گیا ہے ۔ انہیں تو تصور بھی نہیں ہو گا کہ ہم نے اس قدر وسیع علاقے میں ان کی چیکنگ کا انتظام کر رکھا ہے"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

" تمالا میں سیاح تو آتے رہتے ہیں۔ خاص طور پر ایکریمین سیاح۔ کیونکہ تمالا میں قدیم ترین دور کے آثار موجود ہیں اور وہ بھی یقیناً سیاحوں کے روپ میں ہی آئیں گے ۔ پھر......" میجر کاؤس نے کہا۔

"یہاں آنے والے ہر سیاح کو باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہے ۔ جب تک وہ واپس نہیں چلا جاتا۔ اس کی مشینی نگرانی ہوتی ہے ۔ اس کی کالیں ٹیپ کی جاتی ہیں۔ اس لئے ہر سیاح جب تک بابین میں موجود رہتا ہے ہماری نگرانی میں رہتا ہے اور ایسا اس لئے ممکن ہو سکا ہے کہ یہاں سیاحوں کی تعداد سینکڑوں یا ہزاروں میں نہیں ہوتی"۔ کرنل اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور میجر کاؤس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" سر۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے بہترین انتظامات کر دیئے ہیں۔ اس سے بہتر انتظامات نہیں ہو سکتے ۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ لیبارٹری جس کی حفاظت ہم کر رہے ہیں اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں"۔

میجر کاوس نے کہا تو کرنل اسمتھ نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اس نے میجر کاوس کی طرف بڑھا دی۔

" یہ میں نے تمہارے لئے منگوا کر رکھی ہے کیونکہ لیبارٹری کی سیکورٹی کے لئے مجھے تم پر اور تمہارے سیکشن پر مکمل اعتماد ہے۔ تم اس لیبارٹری کی سیکورٹی سنبھال لو تاکہ میں ہر طرف سے مطمئن ہو کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا شکار کر سکوں"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

" ہم آپ کے اعتماد پر ہر لحاظ سے پورا اتریں گے سر۔ لیکن ہمیں وہاں جا کر کس سے رابطہ کرنا ہو گا"...... میجر کاوس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیبارٹری انچارج ڈاکٹر گورمین کو آپ کے بارے میں بریف کر دیا گیا ہے۔ وہاں پہلے سے موجود سیکورٹی کو تا اطلاع ثانی واپس بھجوا دیا گیا ہے۔ آپ اپنے سیکشن سمیت فوری طور پر وہاں پہنچیں۔ ڈاکٹر گورمین سے رابطہ کریں اور سیکورٹی ونگ سنبھال لیں اور پھر مجھے فون کر کے بتا دیں"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" اوکے۔ تھینک یو سر"...... میجر کاوس نے اٹھ کر فوجی انداز میں سیلوٹ مارتے ہوئے کہا اور پھر فائل اٹھائے وہ کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور کرنل اسمتھ کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اسے میجر کاوس کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ بلیک زیرو اس کی فرمائش پر چائے بنانے کے لئے کچن میں گیا ہوا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ابو سالم کو دو روز بعد فون کر رہا تھا۔ ابو سالم نے جو نیا کوڈ بتایا تھا اسے دوہرانے کے بعد اسے ہولڈ کرنے کا کہا گیا۔

" ہیلو۔ ابو سالم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ابو سالم کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

" آپ کی ڈگریاں سن کر ایسا رعب پڑتا ہے کہ زبان لڑکھڑانے لگتی ہے"...... دوسری طرف سے ابو سالم نے ہنستے ہوئے کہا۔

" زبان کی لڑکھڑاہٹ کی تو خیر ہے ابو سالم۔ البتہ قدم نہیں لڑکھڑانے چاہئیں"...... عمران نے کہا تو ابو سالم اس بار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" میں نے دو روز بڑے شدید انتظار میں گزارے ہیں۔ نجانے یہ عاشق لوگ کس طرح شب وصال کا انتظار کرتے کرتے زندگی گزار دیتے ہیں"...... عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

" مجھے احساس ہے عمران صاحب کہ آپ کو دو روز کا وقت دینا آپ کے ساتھ زیادتی ہے لیکن مجبوری یہ تھی کہ جو کچھ آپ نے پوچھا تھا وہ ہماری تنظیم کی روٹین میں نہیں آتا تھا۔ اس کے لئے مجھے خصوصی ہدایات جاری کرنا پڑی تھیں"...... ابو سالم نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" پھر کوئی مثبت نتیجہ بھی نکلا ہے یا مزید انتظار کرنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ ڈاکٹر گورمین کے بارے میں تو حتمی معلومات مل گئی ہیں۔ ڈاکٹر گورمین اسرائیل کے جنوب مشرقی علاقے بابین کے مرکزی شہر تمالا میں ایک خفیہ لیبارٹری کا انچارج ہے۔ اس لیبارٹری کا کوڈ نام الیون سکس ہے۔ اس لیبارٹری کے اوپر کھلونے بنانے والی ایک چھوٹی سی فیکٹری ہے جس کے نیچے لیبارٹری ہے"۔ ابو سالم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" ایسی تفصیلی رپورٹ آپ کو کیسے مل گئی"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ تمالا میں بھی ہمارا سیٹ اپ موجود ہے جو وہاں ہر قسم کی سرگرمیوں کو چیک کرتا رہتا ہے اور ڈاکٹر گورمین تو تمالا کے کلبوں میں آزادانہ آتا جاتا رہتا ہے۔ یہ بات وہاں مستقل رہنے والوں سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ البتہ یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ ڈاکٹر گورمین گذشتہ ایک ہفتے سے لیبارٹری تک محدود ہو گیا ہے۔ اس لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج رچرڈ تھا جو ہمارے آدمی کا دوست تھا۔ رچرڈ اپنے ساتھیوں سمیت واپس تل ابیب چلا گیا ہے۔ اس نے میرے آدمی کو بتایا ہے کہ لیبارٹری اور خصوصاً ڈاکٹر گورمین کو غیر ملکی ایجنٹوں سے خطرہ لاحق ہے۔ اس لئے حکومت نے لیبارٹری کی سیکورٹی کسی ٹاپ ایجنسی کے سپرد کر دی ہے اور اس سلسلے میں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ تمالا کی ایک عمارت میں دس اجنبی افراد نظر آ رہے ہیں اور ایک فوجی گن شپ ہیلی کاپٹر بھی وہاں موجود ہے۔ ان کے بارے میں وہاں کوئی نہیں جانتا البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ ان کا انچارج کرنل اسمتھ نامی شخص ہے اور ان کے آدمی پورے تمالا میں آنے والے سیاحوں کی خصوصی نگرانی کر رہے ہیں"...... ابو سالم نے کہا۔

" ان کا تعلق کس ایجنسی سے ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" یہ کسی کو معلوم نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ کسی سے ملتے جلتے نہیں ہیں۔ لیکن ان کے انداز بتاتے ہیں کہ ان کا تعلق بہرحال کسی

ایجنسی سے ہی ہے۔ فوجی گن شپ ہیلی کاپٹر سے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا تعلق اسرائیل کی ملٹری انٹیلی جنس سے ہو سکتا ہے"۔ ابو سالم نے جواب دیا۔

" وہاں تمہارے سیٹ اپ کا انچارج کون ہے "...... عمران نے کہا۔

" صالح۔ لیکن وہاں وہ اسرائیلی بنا ہوا ہے اور اس کا کوڈ نام جیکب ہے۔ تمالا میں اس نے جیکب کلب کے نام سے ایک چھوٹا سا کلب بنایا ہوا ہے "...... ابو سالم نے کہا۔

" اگر ہمیں تمالا جانا پڑے تو کیا جیکب ہماری کوئی مدد کر سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں اسے آپ کے بارے میں بتا دوں گا لیکن آپ نے وہاں پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ بتانا ہے "...... ابو سالم نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب دوسری بات سارج ایجنسی کے سلسلے میں۔ اس کا کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ شدید کوشش کے باوجود اس نام کی کسی تنظیم کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔ اسرائیل اور قبرص میں بہرحال اس کا کہیں وجود نہیں ہے البتہ مجھے ایک مبہم سی اطلاع ملی ہے کہ رومانیہ کے صحرائی علاقے کارسانا کے دشوار گزار صحرا میں قدیم دور کی ایک وسیع و عریض عمارت میں پراسرار سرگرمیاں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مارک کی گئی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس عمارت کو کسی ایسی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے جو ایکریمیا اور اسرائیل نے مل کر بنائی ہے اور اسے خفیہ رکھنے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر کارسانا میں بنایا گیا ہے لیکن اس کا نام سامنے نہیں آسکا"...... ابو سالم نے کہا۔

" کیا وہاں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس بارے میں کوئی حتمی بات بتا سکے۔ یہ انتہائی اہم بات ہے "...... عمران نے کہا۔

" رومانیہ میں ہمارا تو کوئی نیٹ ورک نہیں ہے البتہ ایک مجرم تنظیم ہے جس کا نام وائٹ وولف ہے اس کا چیف آسکر میرا دوست ہے۔ وہ قبرص میں آتا جاتا رہتا ہے۔ یہ لوگ حساس اسلحے کی سمگلنگ کا دھندہ کرتے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے فون کر کے اس کے ذمے لگا دوں یا ہو سکتا ہے کہ وہ اس بارے میں ذاتی طور پر جانتا ہو لیکن عمران صاحب۔ یہ لوگ پروفیشنل ہیں"...... ابو سالم نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ اسے فون کر کے میرے بارے میں بتا دو لیکن میرا نام مائیکل بتانا اور تعلق ایکریمیا سے ظاہر کرنا۔ میں اس سے خود بات کر لوں گا اور اسے منہ مانگا معاوضہ دوں گا لیکن یہ گارنٹی تمہیں دینا ہو گی کہ وہ فراڈ نہیں کرے گا"۔ عمران نے کہا۔

" اس کی میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں عمران صاحب۔ وہ معاملات میں کھرا آدمی ہے "...... ابو سالم نے کہا۔

"اس کا فون نمبر بتا دو اور تم اس سے بات کر لو"...... عمران نے کہا۔

"آپ اسے ایک گھنٹے بعد فون کر لیں۔ نمبر میں بتا دیتا ہوں"۔ ابو سالم نے کہا اور نمبر بتا دیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو اس دوران کچن سے آکر اس کے سامنے چائے کی پیالی رکھ کر خود میز کی دوسری طرف جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے سامنے بھی چائے کی پیالی موجود تھی۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ فارمولا یا آلہ لینے کے لئے آپ کو اسرائیل جانا پڑے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن جو رپورٹ وہاں کے بارے میں ابو سالم نے دی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پہنچنے کا خدشہ لاحق ہو چکا ہے اس لئے انہوں نے وہاں کی سیکورٹی کا انتظام کسی ایجنسی کے ذمے لگا دیا ہے اور یہ بات واقعی حیرت انگیز ہے کہ ہم نے ابھی تک ایسا سوچا ہی نہیں تھا"...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اب مافوق الفطرت سمجھا جانے لگا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کاش ایسا ہوتا تو چیف سے کوئی بڑا چیک تو وصول کیا جا سکتا تھا"...... عمران نے حسرت بھرے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا اور پھر عمران آہستہ آہستہ چائے کی چسکیاں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لیتا رہا۔ پھر ایک گھنٹے سے بھی زائد وقت گزار کر عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے رومانیہ کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر بعد فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔

"کارسانا کا رابطہ نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے مسلسل نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"آسکر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ایکریمیا سے مائیکل بول رہا ہوں۔ ابو سالم نے آپ کو میرے

میں بریف کیا ہوگا"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

" اوہ ہاں۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

" اسرائیل اور ایکریمیا کی مشترکہ تنظیم سارج کے بارے میں۔ جس کے متعلق خیال ہے کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کارسانا کے صحرا میں بنایا گیا ہے"...... عمران نے اندازے کے مطابق بات بناتے ہوئے کہا۔

" سارج تو انتہائی خفیہ تنظیم ہے۔ آپ کو اس بارے میں کیسے علم ہو گیا"...... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے تو اندھیرے میں تیر چلایا تھا لیکن یہ تیر عین نشانے پر جا لگا تھا۔

" ابو سالم اور آپ جیسے دوستوں کی وجہ سے"...... عمران نے جواب دیا۔

" میں آپ کا دوست نہیں ہوں البتہ ابو سالم میرا دوست ضرور ہے۔ آپ سارج کے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔ آسکر نے کہا۔

" جو کچھ تم حتمی طور پر جانتے ہو اور میں نے ابو سالم کو بھی بتا دیا تھا کہ میں آپ کو باقاعدہ معاوضہ دینے کے لئے بھی تیار ہوں"۔ عمران نے دانستہ اسے معاوضے کے بارے میں بھی بتا دیا تھا تاکہ وہ مطمئن ہو جائے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" ٹھیک ہے۔ ابو سالم نے آپ کے بارے میں مجھے یقین دہانی کرائی ہے کہ آپ میرا نام کسی بھی سطح پر سامنے نہیں لے آئیں گے کیونکہ سارج ایک انتہائی باوسائل اور بین الاقوامی تنظیم ہے اور اسے دو بڑے ملکوں کی سرپرستی حاصل ہے جبکہ اس کے مقابلے میں میری کوئی حیثیت نہیں ہے اور سارج نے اپنے آپ کو جس انداز میں خفیہ رکھا ہے۔ اسے اگر معلوم ہو گیا کہ میں نے آپ کو اس کے بارے میں کچھ بتایا ہے تو میرا نشان تک نہیں ملے گا"...... آسکر نے کہا۔

" آپ اپنے فون کو اچھی طرح محفوظ کر لیں۔ میری طرف سے آپ بے فکر رہیں"...... عمران نے کہا۔

" میرا فون محفوظ ہے ورنہ تو میں سارج کے بارے میں منہ سے بھاپ تک نہ نکالتا۔ بہرحال آپ مجھے پہلے دس لاکھ ڈالر معاوضہ ادا کریں گے۔ پھر میں آپ کو اس بارے میں حتمی اور تفصیلی معلومات دے سکتا ہوں ورنہ نہیں"...... آسکر نے صاف بات کرتے ہوئے کہا۔

" اپنا بینک اکاؤنٹ اور دیگر تفصیلات بتا دیں"...... عمران نے کہا تو آسکر نے تمام ضروری تفصیلات بتا دیں جو ساتھ بیٹھا ہوا بلیک زیرو لکھتا جا رہا تھا۔

" اوکے۔ اب میں ایک گھنٹے بعد بات کروں گا اور مجھے امید ہے کہ اس دوران آپ کے بینک اکاؤنٹ میں آپ کی مطلوبہ رقم پہنچ چکی

ہو گی"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" ناراک میں کلارک سے کہو کہ وہ اس بینک اکاؤنٹ میں دس لاکھ ڈالر ٹرانسفر کرا دے"....... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ آسکر کو فون کیا۔

" آسکر بول رہا ہوں"....... رابطہ ہوتے ہی آسکر کی آواز سنائی دی۔

" مائیکل بول رہا ہوں۔ رقم پہنچ گئی آپ کے اکاؤنٹ میں"۔ عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

" ہاں مسٹر مائیکل۔ شکریہ۔ اب آپ جو پوچھنا چاہیں میں بتا سکتا ہوں"....... آسکر نے کہا۔

" سارج کے بارے میں آپ کے پاس جو حتمی معلومات ہوں وہ تفصیل سے بتا دیں"....... عمران نے کہا۔

" سارج چار سال پہلے قائم ہوئی ہے۔ یہ ایکریمیا اور اسرائیل کی مشترکہ تنظیم ہے اور بین الاقوامی سطح پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ کے دشوار گزار صحرائی علاقے کارسانا میں ایک قدیم عمارت میں بتایا جاتا ہے۔ لیکن آج تک وہاں کوئی صحیح سلامت نہیں پہنچ سکا البتہ یہ سنا جاتا ہے کہ اس تنظیم کے چار چیفس ہیں۔ پوری دنیا کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ ایک چیف

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے تحت ہے۔ ان کے اوپر چیف باس ہے جو ایکریمیا میں کہیں رہتا ہے۔ اس کے اوپر بورڈ آف گورنرز ہیں جس میں اسرائیلی اور ایکریمین نمائندے ہیں۔ بورڈ آف گورنرز کا چیئرمین لارڈ انتھونی ہے جو ایکریمیا میں کہیں رہتا ہے۔ اس تنظیم کے تحت پوری دنیا میں بے شمار گروپس ہیں جو کسی بھی مشن پر حرکت میں آتے رہتے ہیں"۔ آسکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس قدر خفیہ تنظیم کے بارے میں تمہیں اس قدر تفصیلی معلومات کیسے اور کہاں سے مل گئی ہیں"....... عمران نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

" مجھے یہاں آئے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے میں ناراک کے ایک کلب کا مینجر تھا۔ وہاں ایک لڑکی مارتھا آتی تھی۔ وہ اس لارڈ انتھونی کی سیکرٹری تھی۔ اس نے مجھے یہ تفصیل بتائی تھی۔ پھر اچانک مارتھا غائب ہو گئی۔ شاید لارڈ انتھونی کے ساتھ کہیں شفٹ ہو گئی۔ پھر میں یہاں آ گیا کیونکہ یہ میرا اپنا علاقہ ہے"۔ آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ شکریہ"....... عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

" کیا آپ کو آسکر کی معلومات پر یقین نہیں آیا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" یقین نہ کرنے کی کوئی خاص وجہ بھی نہیں ہے لیکن میں سوچ

رہا ہوں کہ اس تنظیم کا خاتمہ کیسے ہو گا۔ کیا اس لارڈ انتھونی کو تلاش کر کے ختم کیا جائے یا کارسانا میں اس کے ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ کیا جائے"...... عمران نے کہا۔

" آپ کی الجھن درست ہے ۔ ہیڈ کوارٹر بھی نیا بن سکتا ہے اور چیئرمین بھی نیا بنایا جا سکتا ہے ۔ لیکن آپ پہلے سب میرین کے اس آلے یا فارمولے کے لئے کام کریں تاکہ پاکیشیا کا نقصان پورا ہو سکے اس بارے میں بعد میں سوچا جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" وہ تو کرنا ہے لیکن یہ چوہے بلی کا کھیل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اس تنظیم کا مکمل طور پر خاتمہ نہیں کر دیا جاتا ورنہ یہ ہمارے پیچھے لگ جائیں گے اور ہم ان کے پیچھے "...... عمران نے کہا۔

" آپ کی بات بھی درست ہے لیکن بیک وقت دو جگہوں پر تو کام نہیں ہو سکتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی سوچ رہا ہوں کہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو اسرائیل بھجوا دوں اور خود ٹیم کے ساتھ اس سارج کے خلاف کام کروں"۔ عمران نے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ اسرائیل کا مشن زیادہ اہم ہے اور جس تنظیم کے بارے میں وہاں سکیورٹی کے بارے میں بتایا جا رہا ہے یقیناً یہ بھی اسی سارج کا ہی گروپ ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" یہ تو بعد میں فیصلہ ہو گا۔ اصل مسئلہ تو اس سارج کے خاتمے کا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے ۔ اس کے لئے کیا کیا جائے "...... عمران نے کہا۔

" اس کا ہیڈ کوارٹر ہی تباہ کرنا ہو گا اور تو کچھ نہیں ہو سکتا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ اس لارڈ انتھونی کو کور کر کے اس سے اس ساری تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور پھر آگے بڑھا جائے کیونکہ ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے بھی جعلی ہیڈ کوارٹر بنائے جانے لگے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کارسانا کے صحرا میں موجود عمارت بھی جعلی ہیڈ کوارٹر ہو لیکن اس لارڈ انتھونی سے اصل بات کا علم ہو سکے گا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں موجود اپنے آفس میں کرنل ڈیوڈ بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اور اس طرح فون کی طرف دیکھا جیسے اسے کچا چبا جانا چاہتا ہو۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے غراتے ہوئے انداز میں کہا۔

" بابین کے شہر تمالا سے میجر گراز کی کال ہے چیف۔ وہ آپ کو کوئی اہم اطلاع دینا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری نے انتہائی معذرت خواہانہ لیکن انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تمالا سے کیا اہم اطلاع ہو سکتی ہے۔ بہرحال کراؤ بات"۔ کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

" میجر گراز بول رہا ہوں چیف۔ تمالا سے"...... چند لمحوں بعد

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" کیا ہوا ہے۔ کیا تمالا سے تیل نکل آیا ہے یا تمہیں کسی مدفون خزانے کا نقشہ مل گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

" اس سے بھی زیادہ اہم اطلاع ہے چیف"...... میجر گراز نے برا مانے بغیر کہا۔

" کیا۔ بولو"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" تمالا میں واقع ایک لیبارٹری پر کسی بھی وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس حملہ کر سکتی ہے"...... میجر گراز نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو یا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر یکلخت جھنجھلاہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔

" یہ کیسے ممکن ہے نانسنس۔ اس وقت تم یقیناً نشے میں ہو"۔ کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" سر۔ آپ یقین کریں۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں نے آپ کو کال کرنے سے پہلے ازخود مکمل تحقیقات کی ہے"...... میجر گراز نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مجھے تو اب تک کسی نے اطلاع ہی نہیں دی۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے سر کو دائیں بائیں جھٹکتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اس بار ان کے مقابلے میں ایک اور غیر ملکی تنظیم کو لایا گیا ہے اور اس تنظیم نے تمالا میں اڈہ بھی بنا لیا ہے اور اس کے ایک گروپ نے لیبارٹری کی سکیورٹی بھی سنبھال لی ہے اور وہ پورے تمالا تو ایک طرف بابین میں ایک ایک سیاح کو چیک کرتے پھر رہے ہیں"...... میجر گراز نے کہا۔

"غیر ملکی تنظیم۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی غیر ملکی تنظیم کو اسرائیل میں سرکاری لیبارٹری کا چارج دیا جائے اور ہمیں اس سارے معاملے کا علم ہی نہ ہو"...... کرنل ڈیوڈ کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے ابھی تک میجر گراز کی بات پر یقین نہیں آ رہا۔

"آپ پوری تفصیل سن لیں سر۔ پھر آپ جیسے حکم دیں گے ویسے ہی ہو گا"...... میجر گراز نے کہا۔

"اچھا۔ بتاؤ کیا تفصیل ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے اس تفصیل کو سننے پر مجبور کر دیا گیا ہو۔

"سر۔ بابین کے شہر تمالا میں ایک ٹوائے فیکٹری ہے۔ اس کے نیچے حکومت کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس کا انچارج ڈاکٹر گورمین ہے۔ اس لیبارٹری کو کوڈ میں الیون سکس کہا جاتا ہے۔ میں چونکہ جی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پی فائیو کی طرف سے یہاں کافی طویل عرصے سے ہوں۔ اس لئے مجھے اس کے بارے میں علم رہا ہے۔ آج سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے اچانک اس ٹوائے فیکٹری کے ویئر ہاؤس کے احاطے میں دس کے قریب اجنبی افراد نظر آنے لگے۔ ان کے پاس ایک فوجی گن شپ ہیلی کاپٹر بھی ہے۔ ان لوگوں کا انداز ایجنسیوں جیسا تھا اور پھر یہ لوگ تمالا میں ایک ایک سیاح کو انتہائی جدید مشینری سے چیک کرنے لگے تو میں نے اس بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن کسی کو کچھ علم نہ تھا۔ پھر اچانک کل ایک اور اجنبی آدمی پانچ افراد کے ساتھ ایک جیپ میں تمالا پہنچا اور اس نے اس ویئر ہاؤس کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر انہوں نے راستے میں ایک کلب میں شراب نوشی بھی کی۔ میں وہاں موجود تھا۔ میں نے کراس ریڈفون کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی تو مجھے معلوم ہوا کہ ان کا تعلق ایک تنظیم سارج ایجنسی سے ہے اور سارج کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ میں ہے اور یہ لوگ یہاں دراصل رومانیہ سے بھجوائے گئے ہیں۔ انہوں نے یہاں تمالا میں موجود سارج کے چیف ایجنٹ کرنل اسمتھ سے ملنا ہے۔ پھر یہ لوگ اس ویئر ہاؤس کے احاطے میں چلے گئے۔ ہم ان کی خفیہ نگرانی کرتے رہے۔ کافی دیر بعد ایک جیپ ویئر ہاؤس سے نکلی اور لیبارٹری کی طرف بڑھ گئی۔ ان کی گفتگو ایک بار پھر سنی گئی تو ان کا انچارج میجر کاؤس تھا اور یہ اس لیبارٹری کی سکیورٹی کے لئے جا رہے تھے اور پھر ان کی باتوں سے

معلوم ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ان کے لیڈر عمران کی طرف سے اس لیبارٹری پر حملے کا خطرہ ہے اور وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں جس پر مجھے بے حد تشویش ہوئی۔ میرا رابطہ ڈاکٹر گورمین سے براہ راست تھا۔ میں نے انہیں فون کیا تو انہوں نے مجھے مزید تفصیل بتائی کہ پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم نے ایٹمی آبدوز کو تمام چیکنگ آلات سے خفیہ رکھنے کا کوئی آلہ تیار کیا اور ایسا ہی آلہ اسرائیل کے لئے ڈاکٹر گورمین نے بھی ایجاد کیا تھا۔ اس لئے حکومت اسرائیل نے رومانیہ میں موجود ایک بین الاقوامی تنظیم سارج کی خدمات حاصل کیں اور انہوں نے پاکیشیا میں ایکشن کر کے اس سائنس دان ڈاکٹر اعظم کو بھی ہلاک کر دیا اور اس کا آلہ بھی تباہ کر دیا جبکہ بعد میں معلوم ہوا کہ اس ڈاکٹر اعظم نے بنیادی فارمولا پاکیشیا کے بڑے سائنس دان سرداور کی تحویل میں دے رکھا ہے اس پر سارج کے ایک اور گروپ نے سرداور پر حملہ کیا اور اس سے وہ فارمولا لے کر اسے جلا دیا اور سرداور کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد اطلاعات ملیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کام اسرائیل نے کیا ہے اور اسرائیل ایسا آلہ ایجاد کرنے کے قریب ہے تو انہوں نے اس آلے کو حاصل کرنے اور ڈاکٹر گورمین کو ہلاک کرنے کے لئے بابین میں اس لیبارٹری پر حملے کا پلان بنایا ہے جس پر حکومت اسرائیل نے ان کے مقابلے پر سارج ایجنسی کو لانے کا فیصلہ کیا اور سارج ایجنسی کا چیف ایجنٹ کرنل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اسمتھ اپنے دس افراد سمیت تمالا پہنچ چکا ہے اور اس کا اسسٹنٹ میجر کاوس اپنے ساتھیوں سمیت اس لیبارٹری کا سیکورٹی چارج سنبھال چکا ہے ۔ یہ سب معلوم ہونے پر میں نے آپ کو کال کیا ہے ۔ اب آپ جیسے حکم دیں"...... میجر گراز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ سارج کیا رومانیہ کی سرکاری ایجنسی ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے سر۔ البتہ کہا جا رہا ہے کہ اس سارج کی خدمات خصوصی طور پر حکومت اسرائیل نے لی ہیں"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم ان کی نگرانی کرتے رہو۔ لیکن تم نے سامنے نہیں آنا۔ میں اس سلسلے میں تمام معلومات کر کے پھر تمہیں احکامات دوں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" رومانیہ میں سرکاری ایجنسی وائٹ فلاور کے چیف کرنل گرے سے میری بات کراؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ کرنل گرے اس کا خاصا پرانا دوست تھا اور

جہاں تک کرنل ڈیوڈ کو علم تھا رومانیہ کی ایک ہی سرکاری ایجنسی تھی جس کا نام وائٹ فلاور تھا اس لئے اس نے کرنل گرے سے معلومات حاصل کرنے کا سوچا تھا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کرنل گرے سے بات کیجئے سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں اسرائیل سے"....... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل گرے بول رہا ہوں۔ کیسے آج یاد کر لیا ہے کرنل ڈیوڈ"....... دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل گرے۔ کیا رومانیہ میں کوئی سرکاری ایجنسی سارج بھی بنائی گئی ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے اپنے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

"تمہیں سارج کے بارے میں کہاں سے پتہ چلا ہے کرنل ڈیوڈ۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے"....... کرنل گرے کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"سارج اسرائیل میں کام کر رہی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ اسرائیل میں اڑتی ہوئی مکھی بھی میری نگاہوں سے اوجھل نہیں رہ سکتی"....... کرنل ڈیوڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"وہ اسرائیل کیا کرنے گئی ہے۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے"۔ کرنل گرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کہا جا رہا ہے کہ حکومت اسرائیل نے ایک سائنسی لیبارٹری کی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے حفاظت کے لئے سارج کی خدمات حاصل کی ہیں اور یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ سارج رومانیہ کی سرکاری ایجنسی ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے تاکہ تم سے اصل بات معلوم ہو سکے"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سارج ایک خفیہ بین الاقوامی تنظیم ہے جسے اسرائیل اور ایکریمیا نے مل کر بنایا ہے اور ڈاج دینے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ میں بنایا گیا ہے۔ اس کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ حکومت رومانیہ کا اس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے"....... کرنل گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا چیف کون ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"میں نے یہ معلوم کرنے کی آج تک کوشش ہی نہیں کی کیونکہ میرا اس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تعلق ہی نہیں ہے"۔ کرنل گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ اب میں خود ہی سب کچھ معلوم کر لوں گا۔ گڈ بائی"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے۔ اسے یہ سب کچھ جی پی فائیو اور اپنی توہین لگ رہا تھا۔ وہ فوری صدر اسرائیل سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن مشتعل

مزاج اور گرم دماغ ہونے کے باوجود اسے معلوم تھا کہ صدر اسرائیل سے وہ براہ راست غصے میں بات نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کا جواب طلب کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ کس انداز میں بات کرے کہ حکومت اسرائیل سارج کی بجائے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے پر مامور کر دے۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ بابین تو اسرائیل کے جنوب مشرق میں ہے اور سارج کا تمام سیٹ اپ بابین بلکہ تمالا میں ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بابین پہنچنے کے لئے پہلے تل ابیب پہنچنا پڑے گا۔ پھر تل ابیب سے سڑک یا ٹرین کے راستے یا ڈومیسٹک فلائٹ کے ذریعے وہ بابین پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے اگر جی پی فائیو پہلے ہی ان کا خاتمہ کر دے تو سارج کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ اس کے لئے بھی صدر کی اجازت ضروری تھی۔ چنانچہ اس نے رسیور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ملٹری سیکرٹری کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو بول رہا ہوں"....... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے کرنل ڈیوڈ"....... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرائیں۔ انتہائی اہم اور فوری ضروری موضوع پر بات کرنی ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو"....... چند لمحوں بعد ملٹری سیکرٹری کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"صدر صاحب سے بات کریں"....... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

"سر۔ میں کرنل ڈیوڈ عرض کر رہا ہوں"....... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"....... صدر صاحب نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"سر۔ جی پی فائیو کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس رومانیہ میں قائم خفیہ ایجنسی سارج کا تعاقب کرتی ہوئی اسرائیل پہنچ رہی ہے اور یہاں وہ بابین کے علاقے تمالا میں واقع سرکاری لیبارٹری الیون سکس کے انچارج ڈاکٹر گورمین کے خاتمے کے لئے پہنچ رہی ہے جبکہ سارج کو بھی اس لیبارٹری کی سیکورٹی کا انچارج بنایا گیا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کس نے یہ اطلاع دی ہے تمہیں"....... صدر کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

" سر۔ ہماری آنکھیں ہر وقت کھلی رہتی ہیں سر"...... کرنل ڈیوڈ نے دوسرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے کال کیوں کی ہے "...... صدر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو جی پی فائیو بابین کو چھوڑ کر باقی پورے اسرائیل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرے "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" لیکن جب آپ کی اطلاع کے مطابق وہ بابین پہنچ رہے ہیں تو پھر آپ باقی اسرائیل میں کیا کریں گے "...... صدر نے پہلے کی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر۔ بابین پہنچنے سے پہلے انہیں تل ابیب آنا ہو گا۔ وہ براہ راست کسی صورت بابین نہیں پہنچ سکتے "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" آپ کی ایجنسی کا قیام ہی غیر ملکی ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے کیا گیا ہے۔ پھر آپ کو میری اجازت کی کیا ضرورت ہے "۔ صدر نے کہا۔

" سر آپ ہمارے عظیم سربراہ ہیں اس لئے تمام اہم معاملات آپ کے نوٹس میں لانا ضروری ہوتا ہے سر"...... کرنل ڈیوڈ نے خوشامدانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میرے نوٹس میں آگیا لیکن آپ نے بابین یا تمالا میں سارج کے کام میں ہرگز مداخلت نہیں کرنی۔ سارج بھی اسرائیل کی ہی ایجنسی ہے اور وہ اپنی تربیت اور تجربہ کی بناء پر ان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لوگوں سے زیادہ اچھی طرح نمٹ سکتی ہے۔ آج تک تم اور تمہاری ایجنسی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بال تک بیکا نہیں کر سکی لیکن مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ سارج ان کا خاتمہ کر دے گی۔ پہلے بھی سارج نے پاکیشیا میں دو مشن انتہائی کامیابی سے مکمل کئے ہیں"...... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے خوب پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا۔ اس نے رسیور اس طرح کریڈل پر پٹخ دیا جیسے سارا قصور اسی رسیور اور کریڈل کا ہی ہو۔

" صدر صاحب نے جی پی فائیو پر اس سارج کو ترجیح دے کر سارج ایجنسی کی قسمت پر مہر لگا دی ہے۔ اب میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو بابین پہنچنے تک کچھ نہیں کہوں گا اور جب وہ سارج اور لیبارٹری کا خاتمہ کر دیں گے اس کے بعد میں ان کا خاتمہ کروں گا تاکہ صدر صاحب کو ہمیشہ کے لئے معلوم ہو جائے کہ سارج جیسی کئی تنظیمیں جی پی فائیو اور تجربہ کار کرنل ڈیوڈ کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتیں"...... کرنل ڈیوڈ نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے اپنے سیکرٹری کو کال کیا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" بابین میں میجر گراز سے بات کراؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"میں بتاؤں گا صدر صاحب کو کہ کرنل ڈیوڈ کیا کر سکتا ہے"۔ ایک بار پھر کرنل ڈیوڈ نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"میجر گراز سے بات کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں بات کروں گا نانسنس۔ اسے کہو کہ مجھ سے بات کرے نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ وہی بات کرے گا سر۔ یس سر"...... پرسنل سیکرٹری نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں میجر گراز بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد میجر گراز کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سنو۔ تم نے وہاں انتہائی ہوشیار اور چوکنا رہنا ہے۔ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچ جائے تو تم نے قطعاً کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ سمجھے ہو یا نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ میں بالکل مداخلت نہیں کروں گا"...... میجر گراز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ چاہے وہ اس سارج کا خاتمہ کر دیں۔ چاہے لیبارٹری تباہ کر دیں۔ تم نے قطعاً کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ سمجھے ہو یا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر شدید غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں بالکل سمجھ گیا ہوں سر"...... میجر گراز نے کہا۔

"یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ صدر صاحب نے ہمیں بابین میں مداخلت کرنے سے روک دیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ کو اچانک خیال آیا کہ کہیں میجر گراز اپنے ساتھیوں کو یہ سب کچھ نہ بتا دے۔ اس لئے اس نے صدر کا نام لے دیا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا سر"...... میجر گراز نے کہا۔

"خاک سمجھ گئے ہو۔ سنو۔ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ہے۔ سمجھے۔ لیکن اس وقت جب وہ سارج کا خاتمہ کر چکی ہو۔ اس لئے جیسے ہی لوگ بابین یا تمالا پہنچیں۔ تم نے مجھے فوری اطلاع دینی ہے۔ میں خود وہاں پہنچ کر تمالا کا بیرونی محاصرہ کر لوں گا اور پھر جیسے ہی سارج ان کے ہاتھوں ختم ہو گی میں انہیں ختم کر دوں گا۔ سمجھ گئے ہو یا نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں آپ کو فوری اطلاع دوں گا سر اور خود کوئی مداخلت نہیں کروں گا سر"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اگر تم نے معمولی سی غفلت کا مظاہرہ بھی کیا تو زندہ زمین میں دفن کر دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

دانش منزل کے میٹنگ روم میں اس وقت پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود تھی جبکہ عمران ابھی تک نہ پہنچا تھا۔چیف نے جولیا کو فون کر کے حکم دیا تھا کہ وہ پوری سیکرٹ سروس کو میٹنگ روم میں پہنچنے کا کہہ دے اور خود بھی پہنچ جائے کیونکہ ایک اہم مشن کے سلسلے میں ٹیم کو ضروری ہدایات دینی ہیں جس کے نتیجے میں وہ سب یہاں موجود تھے ۔جولیا سمیت سب کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ تشویش کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایسا شاذو نادر ہی ہوتا تھا کہ مشن سے پہلے ٹیم کو اس طرح میٹنگ روم میں طلب کیا جائے ورنہ عام طور پر مشن کے اختتام پر ممبران کو یہاں کال کر کے انہیں نہ صرف مشن کی تفصیلات بتائی جاتی تھیں بلکہ ان کے وضاحتی سوالوں کے جواب بھی دیئے جاتے تھے ۔

"ایسا کون سا مشن ہو سکتا ہے مس جولیا"....... صفدر نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اب چیف بتائے گا تو پتہ چلے گا"....... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب غائب ہیں"....... صدیقی نے کہا۔

"چیف کو شاید ان کا ہی انتظار ہے"....... اس بار چوہان نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ یا اہالیان دانش منزل"۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے خشوع و خضوع سے مکمل سلام کرتے ہوئے کہا۔

"ہم اہالیان دانش منزل تو نہیں کہلائے جا سکتے ۔وہ تو چیف ہے البتہ اراکین دانش منزل آپ ہمیں کہہ سکتے ہیں"....... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اہالیان تو میں نے اس خوش امیدی کی بناء پر کہا تھا کہ شاید دانش کا کچھ حصہ آپ کو بھی مل گیا ہو۔وہ کیا کہتے ہیں کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ خصلت تو نہیں بدلتا لیکن رنگ ضرور بدل لیتا ہے"....... عمران نے خالی کرسی پر بیٹھ کر بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے ۔

"عمران صاحب۔یہ ایسا کون سا مشن ہے جس پر اس طرح ہم سب کو یہاں کال کیا گیا ہے"....... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے تو تمہارے چیف کو بڑا سمجھایا تھا کہ معمولی سا مشن

ہے۔ صرف مجھے بھیج دو میں یہ مشن مکمل کر لوں گا البتہ مجھے بس تھوڑی سی بڑی مالیت کا چیک دے دینا لیکن تمہارے چیف نے جواب میں ایسی بات کر دی کہ مجھے مجبوراً خاموش ہونا پڑا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون سی بات"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"چیف نے کہا کہ پہلے ہی ممبران کی صلاحیتوں کو تمہاری وجہ سے زنگ لگ گیا ہے۔ اب اگر تم نے اکیلے کام کیا تو تمام ممبران کی صلاحیتیں گل سڑ جائیں گی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بات تو چیف نے ٹھیک کہی ہے۔ آپ کی وجہ سے ہماری صلاحیتیں واقعی زنگ آلود ہو کر رہ گئی ہیں"...... اس بار صفدر نے کہا۔

"اچھا۔ میرا خیال تھا کہ تم سب سٹین لیس سٹیل کے بنے ہوئے ہو۔ اس لئے تمہیں زنگ لگ ہی نہیں سکتا چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے۔ تم ویسے کے ویسے چمکدار ہی رہو گے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہم صرف چمکدار برتنوں کی طرح شو پیس ہیں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ مشن کیا ہے۔ یہ تو بتائیں"...... صدیقی نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہا۔

"وہی پرانا مشن کہ بے چارے ازلی کنوارے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی کسی طرح شادی نہ ہونے دی جائے"...... عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا تو میٹنگ روم میں بے اختیار مسکراہٹیں بکھر گئیں۔

"تم۔ تم شادی کر رہے تھے۔ کس کے ساتھ"...... جولیا نے اس طرح چونک کر کہا جیسے عمران نے بات نہ کی ہو بلکہ اسے کوڑا مار دیا ہو۔ اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے بگڑ سا گیا تھا۔

"کوئی ایک ہو تو بتاؤں۔ سینکڑوں ہزاروں شہزادیاں، پریاں اور جل مچھلیاں اپنا دل اٹھائے میرے پیچھے تھیں لیکن میری خواہش تھی کہ شادی کروں گا تو صرف سوئس شہزادی سے۔ جس کے پاس دل نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ لیکن اب کیا کروں تمہارا چیف آڑے آگیا"...... عمران نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب کہ سوئس شہزادی کے پاس دل نہیں ہے"...... خاموش بیٹھی ہوئی صالحہ نے مسکراتے ہوئے قدرے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایسی ہی دل جلانے والی باتیں کرنے کا عادی ہے۔ تم چپ رہو"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے پاس دل ہے تب ہی

وہ جلتا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"میں نے تو اس امید پر تمہارے چیف سے بات کی تھی لیکن اس نے کہا کہ جولیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے اور چیف اور ڈپٹی چیف دونوں کے پاس دل نہیں ہوتا صرف دماغ ہوتا ہے اور ملک کی خدمات کا جذبہ ہوتا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ میں کس کی بات مانوں۔ جولیا کی یا چیف کی۔ چلو چیف ملک کے ساتھ قوم کا لفظ بھی کہہ دیتا تو کچھ امید بندھ جاتی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی ہلکی سی آواز ابھری تو سب نے ٹرانسمیٹر کی طرف رخ کر دیا اور چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ یہ جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس میں بار بار اوور کہنے اور بٹن دبانے کی ضرورت نہ تھی۔ ایک بار آن ہونے پر اس پر فون کے سے انداز میں براہ راست بات کی جا سکتی تھی۔

"ہیلو ممبران۔ آپ سب کو یہاں اکٹھا اس لئے کیا گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے بیک وقت تین مشنز ہیں۔ گو یہ تینوں مشنز دراصل ایک بڑے مشن کے جزوی حصے ہیں لیکن چونکہ ان تینوں مشنز پر بیک وقت کام کرنا ضروری ہے اس لئے میں نے انہیں تین مشنز کہا ہے اور چونکہ آپ کو عمران سے یہ شکایت رہتی ہے کہ عمران آپ کو مشن کے بارے میں ضروری بریفنگ نہیں دیتا۔ اس لئے بھی میں نے آپ سب کو یہاں جمع کیا ہے تاکہ ضروری

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بریفنگ کے ساتھ ساتھ آپ آپس میں تینوں مشنز کے لئے اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر لیں"...... چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور تین مشنز کا سن کر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے چہروں پر یکلخت چمک سی ابھر آئی تھی جبکہ عمران کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے اس انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کا ان سارے واقعات سے سرے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

"کیا مشنز ہیں چیف"...... جولیا نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"مختصر طور پر میں بتا دیتا ہوں۔ پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جس کے ذریعے ایٹمی آبدوزوں کو کسی بھی آلے پر چیک نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی اس کی رینج بے حد محدود تھی۔ اس لئے اس آلے کی رینج بڑھانے پر کام ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر اعظم نے اپنی ذاتی رہائش گاہ میں بھی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی جہاں وہ اس آلے کی رینج بڑھانے کے سلسلے میں ہفتے میں چار دن کام کرتا رہتا تھا۔ ان تجربات کو وہ ہفتے میں دو روز پاکیشیا کی بین الاقوامی سمندری حدود میں واقع جزیرے گرین پرل میں بنائی جانے والی نیوی لیبارٹری جسے سپیشل نیوی ورکشاپ کا نام دیا گیا تھا میں جدید ترین آلات کے ذریعے چیک کرتا اور ان تجربات کو وہاں موجود خصوصی کمپیوٹر میں فیڈ کرتا تھا۔ یہ کام خاموشی سے ہو رہا تھا کہ ایک روز ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ میں سے اس کی لاش ملی۔ اس کے ملازموں اور گارڈز کو بھی ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس لیبارٹری میں موجود اس

آلے کو بھی اور خصوصی کمپیوٹر کو بھی باقی تمام آلات سمیت تباہ کر دیا گیا اور اسی رات گرین پرل آئی لینڈ پر موجود سپیشل نیوی ورکشاپ کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ وہاں بھی اس آلے کو تباہ کیا گیا ہے ڈاکٹر اعظم کی موت کے بارے میں عمران کو اطلاع اس کے شاگرد ٹائیگر نے دی جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل اس سپیشل نیوی ورکشاپ کے سلسلے میں کام کر رہے تھے۔ لیکن دشمن اپنا کام کر کے فوری طور پر واپس چلے گئے۔ عمران نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس آلے کا بنیادی فارمولا سرداور کی تحویل میں ہے۔ اس لئے دشمنوں کی اس کارروائی کے باوجود فارمولا محفوظ ہے جس پر آئندہ کام کرایا جا سکتا ہے۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ سرداور کی رہائش گاہ پر حملہ کیا گیا ہے اور سرداور کو گولیاں ماری گئی ہیں اور ان کے ذاتی سیف سے فارمولے کی فائل اٹھا کر ایک کمرے میں اسے باقاعدہ جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے اور اپنی طرف سے وہ لوگ سرداور کو ہلاک کر کے چلے گئے۔ لیکن سرداور زندہ تھے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی زندگی منظور تھی۔ اس لئے وہ اس قدر ہولناک حملے کے باوجود بچ گئے۔ اس فارمولے کو ساتھ لے جانے کی بجائے وہیں جلا دینے سے ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ حملہ آوروں کو اس فارمولے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ صرف یہی چاہتے تھے کہ پاکیشیا کے پاس ایسا آلہ نہ ہو۔ اس کا واضح مطلب تھا کہ ان لوگوں کے پاس پہلے سے یہ آلہ موجود تھا۔ چنانچہ اس بناء پر میں نے اس حملہ آور گروپ کو ٹریس کرنے کا کام

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کیا اور اس ٹریسنگ سے معلوم ہوا کہ حملہ آور گروپوں کا تعلق اسرائیل اور ایکریمیا کی ایک مشترکہ خفیہ بین الاقوامی تنظیم سارج ایجنسی سے ہے۔ اس سارج ایجنسی کو خفیہ رکھنے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ کے ایک صحرائی علاقے کارسانا میں بنایا گیا ہے۔ اس کے بورڈ آف گورنرز کا چیئرمین لارڈ انتھونی ہے جو ناراک میں رہتا ہے اور اس فارمولے پر کام اسرائیل کے ایک علاقے بابین کے مرکزی شہر تمالا میں واقع لیبارٹری میں ہو رہا ہے اور اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر گورمین ہے۔ عمران چاہتا تھا کہ پہلے ڈاکٹر گورمین والی لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے۔ پھر سارج کی طرف توجہ کی جائے لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تینوں مشنز پر بیک وقت کام کیا جائے کیونکہ اسرائیلی لیبارٹری تباہ ہوتے ہی سارج پوری قوت سے پاکیشیا سے انتقام لینے کے لئے اس کی اہم تنصیبات یا اہم شخصیات کے خلاف کام کر سکتی ہے اور اس طرح اگر وہ جزوی طور پر کامیاب رہے تب بھی پاکیشیا کا نقصان ناقابل تلافی ہو گا کیونکہ پہلے ہی ایک فارمولے کی خاطر وہ اپنی طرف سے سرداور کو ہلاک کر گئے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی رحمت نہ کرتا اور سرداور بچ نہ جاتے تو یہ واقعی پاکیشیا کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہوتا۔ اس لئے اب تین مشنز ہمارے سامنے ہیں۔ ایک اسرائیل میں واقع اس لیبارٹری کی تباہی اور وہاں سے اس آلے یا اس کے فارمولے کی واپسی تاکہ پاکیشیا اس آلے پر دوبارہ کام کر سکے۔ یہ آلہ پاکیشیا کے دفاع کی

مضبوطی کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ دوسرا مشن اس لارڈ انتھونی کا خاتمہ اور تیسرا سارج کے ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ اور ان تینوں مشنز پر بیک وقت کام کیا جانا ہے۔ اس لئے آپ سب کو یہاں کال کیا گیا ہے تاکہ آپ اپنے طور پر یہ فیصلہ کر لیں۔ اگر آپ کوئی فیصلہ نہ کر سکیں تو پھر یہ فیصلہ جولیا بطور ڈپٹی چیف کرے گی اور اس کا فیصلہ فائنل ہو گا اور جولیا اس فیصلے سے مجھے آگاہ کرے گی تو پھر میں مزید ہدایات دوں گا۔ تب تک اللہ حافظ"...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

" میں سارج کے ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ کروں گا"...... سب سے پہلے تنویر نے کہا۔

" میرے خیال میں عمران اس بارے میں ہم سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کر سکتا ہے"...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں واقعی۔ عمران صاحب آپ یہ معاملہ طے کر دیں"۔ صفدر نے کہا۔

" میں نے تو جو فیصلہ کیا تھا وہ تمہارے چیف کو پسند نہیں آیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ نے سب کچھ خود کرنے کا کہا تھا۔ آپ ہمیں کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں"...... صالحہ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب۔ آپ اکیلے بیک وقت تینوں مشنز پر کیسے کام کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے بغیر اکیلا ہوں۔ میری ٹیم میں ایسے ایسے لوگ شامل ہیں کہ تم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" آپ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کا نام لیں گے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ یہ تو ہیں لیکن ان کا اصل ہیڈ اور ہے اور وہ ہے آغا سلیمان پاشا"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" میرا خیال ہے کہ مجھے ہی تین ٹیمیں بنانا پڑیں گی"...... جولیا نے کہا۔

" بس ایک خیال رکھنا۔ مجھے اپنی کسی ٹیم میں شامل نہ کرنا"۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

" کیوں عمران صاحب۔ کیا آپ ان مشنز پر کام نہیں کرنا چاہتے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" میں دراصل یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ دو مشنز ایسے ہوں جن کا میری بجائے کوئی اور لیڈر ہو"...... عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیوں وجہ۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہارے بغیر سیکرٹ سروس کے ممبران کچھ نہیں کر سکتے"...... جولیا نے غصیلے انداز میں آنکھیں

نکالتے ہوئے کہا۔

" یہ بات نہیں ہے ۔ سیکرٹ سروس کے ممبران مجھ سے بھی زیادہ کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں اور کرتے بھی رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ان مشنز میں بھی وہ کامیاب رہیں گے لیکن "۔ عمران بولتے بولتے لیکن کہہ کر خاموش ہو گیا۔

" لیکن کیا"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" پھر میرا روزگار ختم۔ کیونکہ اب تک میں نے چیف پر یہ تاثر قائم کیا ہوا ہے کہ ساری کامیابی میری وجہ سے ہے ۔ پھر اسے معلوم ہو جائے گا کہ ایسا نہیں ہے ۔ اس لئے آئندہ کسی بھی مشن میں وہ مجھے لیڈر ہی نہیں بنائے گا اور اس طرح وہ چھوٹا سا چیک بھی مجھے ملنا بند ہو جائے گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں یہ خدشہ ہے تو ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ چیف ایسا نہیں کرے گا اور اگر چیف ایسا کرے گا تو احتجاجاً ہم بھی سیکرٹ سروس سے مستعفی ہو جائیں گے "...... جولیا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" بعد میں کیا ہو گا اس کی گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔ اب کی بات کرو۔ اگر تم چیف سے اب گارنٹی دلوا سکتی ہو تو میں تیار ہوں ورنہ نہیں "...... عمران نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

" مس جولیا۔ آپ عمران صاحب کی باتوں میں نہ آجایا کریں ۔ یہ کسی صورت پیچھے نہیں ہٹ سکتے ۔ آپ ٹیمیں منتخب کریں۔ پھر جو ہو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گا دیکھا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

" ارے ۔ ارے ۔ ایک تو تم میرے دشمن نمبر ایک ہو۔ نہ ہی خطبہ نکاح یاد کرتے ہو اور اب میں ماحول بنا کر جولیا کے اکاؤنٹ سے بھاری مالیت کا ایک چیک حاصل کرنا چاہتا تھا تو تم نے یہ راستہ بھی بند کر دیا"...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

" کیوں ۔ میں کیوں دیتی تمہیں چیک"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ ابھی تم نے خود ہی آفر کر دینی تھی کہ گارنٹی کے طور پر میں تمہیں آئندہ ایک ہزار مشنز کا چیک ایڈوانس دے سکتی ہوں"...... عمران نے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے ۔

" ایک ہزار مشنز کا چیک ۔ اتنی رقم جولیا کے اکاؤنٹ میں ہی نہ ہو گی"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے یہی تو اصل رونا ہے ۔ تمہیں جتنی تنخواہ مع الاؤنسز ماہانہ ملتی ہے ۔ مجھے ایک ہزار مشنز کے عوض اس سے بھی کم رقم کا چیک ملتا ہے ۔ اب بتاؤ میں کیا کروں"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب پلیز۔ بس اب آپ یہ سلسلہ بند کریں اور مس جولیا کو انتخاب کرنے دیں"...... صفدر نے کہا۔

" چلو ٹھیک ہے ۔ کر لو انتخاب"...... عمران نے کہا۔

" فور سٹارز صدیقی کی سربراہی میں سارج ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کریں گے جبکہ تنویر اور صفدر چیئرمین لارڈ انتھونی کا خاتمہ کریں گے اور میں صالحہ اور کیپٹن شکیل کے ساتھ اسرائیل میں موجود لیبارٹری کو تباہ کریں گے۔ باقی رہا عمران تو وہ تینوں مشنز میں جس کے ساتھ چاہے شریک ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے انتخاب کرتے ہوئے کہا۔

" میں نے کہا تھا کہ میں سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے کام کروں گا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" جو میں نے کہہ دیا ہے وہ فائنل ہے "...... جولیا نے حتمی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ آپ کس کے ساتھ شامل ہوں گے "۔ صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" جولیا نے اسرائیلی مشن کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ حالانکہ سب سے اہم مشن وہی ہے کیونکہ سارج ایجنسی کی ایک ٹیم کرنل اسمتھ کی سربراہی میں وہاں پہلے سے موجود ہے اور اس بار اسرائیل نے جی پی فائیو اور کرنل ڈیوڈ کو بھی سائیڈ پر رکھا ہے۔ اس لئے اصل مشن وہی ہے البتہ وہاں سے واپسی پر ہم رومانیہ پہنچ کر ان کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر سکتے ہیں اور اس چیئرمین کا خاتمہ بھی کر سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

" تو آپ مس جولیا کے گروپ میں شامل ہوں گے "...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" میرا خیال ہے کہ پوری ٹیم کو اکٹھے ہی تینوں مشنز پر کام کرنا چاہئے ورنہ ہماری قوت بٹ جائے گی جبکہ سارج کا خاتمہ اور اسرائیلی لیبارٹری کی تباہی دونوں ہی بے حد اہم ٹارگٹ ہیں اور چیئرمین کا خاتمہ کرنے سے اصل مسئلہ حل نہیں ہو گا کیونکہ چیئرمین تو کوئی اور بھی آسانی سے بنایا جا سکتا ہے "...... عمران نے کہا۔

" تمہاری باتیں درست ہیں لیکن چیف تو چاہتا ہے کہ تینوں مشنز پر بیک وقت کام کیا جائے "...... جولیا نے کہا۔

" چیف کو بتا دو کہ پوری ٹیم اکٹھے ہی کام کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے اور چیف تمہاری بات مان جائے گا"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی چیف سے اس انداز میں بات نہیں کر سکتا"...... جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کی بات کی تائید ایک ایک کر کے سب نے کر دی۔

" ٹھیک ہے۔ ٹرانسمیٹر آن کرو میں بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر پر جلنے والا بلب سبز رنگ کا ہو گیا۔

" ہیلو ممبران۔ کیا فیصلہ ہو گیا ہے "...... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" سر۔ عمران آپ سے بات کرنا چاہتا ہے "...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کیا بات"...... چیف نے پوچھا۔

" عالی جناب۔ بندہ نواز چیف صاحب مدظلہ کی خدمت اقدس میں حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) دست بستہ درحالت خستہ انتہائی ادب واحترام کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ سب سے اہم مشن اسرائیل کا ہے کیونکہ وہاں سارج کا ایک گروپ پہلے سے ہی موجود ہے۔اس لیبارٹری کی تباہی اور گروپ کے خاتمے سے سارج اور اسرائیل دونوں کی کمر ٹوٹ جائے گی اور اس گروپ کے ہیڈ کرنل اسمتھ سے سارج کے بارے۔ میں مزید اہم معلومات ملیں گی کیونکہ صرف چیئرمین کا خاتمہ کرنا اہمیت نہیں رکھتا اور جہاں تک اس کے ہیڈ کوارٹر کا تعلق ہے تو میری معلومات کے مطابق اصل ہیڈ کوارٹر وہ نہیں ہے اسے ڈاج کے طور پر ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے۔اصل ہیڈ کوارٹر یقیناً کسی اور جگہ ہو گا اور اگر سارج نے کرنل اسمتھ کو اسرائیلی مشن کے لئے منتخب کیا ہے تو یقیناً وہ بے حد اہم گروپ ہو گا۔اس سے درست معلومات مل جائیں گی اور ہم واپسی پر اصل ہیڈ کوارٹر اور چیئرمین اور اس کے ساتھ بورڈ آف گورنرز کے باقی ارکان کا بھی اطمینان سے خاتمہ کر دیں گے۔اس لئے میری عاجزانہ انکسارانہ تجویز ہے کہ پوری سیکرٹ سروس کو اسرائیل بھجوایا جائے اور پھر وہاں سے واپسی پر باقی مشنز مکمل کئے جائیں۔گر قبول افتندز ہے عزوشرف"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" تمہارا کام سوائے اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا رہ گیا ہے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جو کچھ تم نے کہا ہے اسے تم چند فقروں میں بھی کہہ سکتے تھے لیکن مجھے تمہاری تجاویز سے قطعاً اتفاق نہیں ہے۔لیبارٹری کے ساتھ ساتھ سارج کے ہیڈ کوارٹر کا بھی خاتمہ ضروری ہے۔چاہے وہ جعلی ہے یا اصلی۔یہاں بیٹھ کر اس کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور اگر وہ جعلی بھی ثابت ہوا تو تب بھی سیکرٹ سروس اصل ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر لے گی۔زیادہ سے زیادہ ہم تیسرے مشن کو فی الحال ڈراپ کر سکتے ہیں۔چیئرمین، بورڈ آف گورنرز اور دوسرے چیفس کا خاتمہ بعد میں بھی کیا جا سکتا ہے۔اس لئے تین کی بجائے اب دو گروپ بنائے جائیں گے اور اب گروپ بھی میں ہی بناؤں گا۔تمہاری رہنمائی میں صدیقی، نعمانی، چوہان اور خاور اسرائیل جائیں گے جبکہ جولیا کی سربراہی میں صفدر اور تنویر سارج کے خلاف کام کریں گے جبکہ صالحہ اور کیپٹن شکیل پاکیشیا میں رہیں گے تاکہ یہاں ٹیم کی عدم موجودگی میں اگر کوئی مشن ہو تو اس پر کام کیا جا سکے۔یہ فائنل ہے۔اب دونوں گروپ جلد از جلد اپنے اپنے مشنز پر روانہ ہو جائیں۔ سارج کے خلاف کام کرنے والے گروپ کو تمام تفاصیل عمران دے گا اور عمران اور جولیا دونوں کا رابطہ زیرو فائیو سپیشل ٹرانسمیٹر پر رہے گا تاکہ معاملات کو ایک دوسرے سے ڈسکس کیا جا سکے اور یہ سن لو کہ مجھے دونوں مشنز میں کامیابی چاہئے۔اللہ حافظ"......چیف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

"آپ لوگوں کو تو مشن مل گئے۔صالحہ اور مجھے یہاں رہنے کی سزا

مل گئی"...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ صالحہ کا چہرہ بھی اس وقت سے لٹکا ہوا تھا جب سے چیف نے اس کا نام کسی گروپ میں شامل نہ کیا تھا۔

"تم دونوں یہاں رہ کر ہمارے لئے دعا کرتے رہنا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ بات سن لیں کہ اس بار ہم نے صرف ساتھ ساتھ لٹکے نہیں رہنا بلکہ کام کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"یہ لو۔ ابھی مشن کی الف ب شروع نہیں ہوئی اور میرے خلاف بغاوت سامنے آگئی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم بغاوت نہیں کر رہے۔ ہم صرف کام کرنا چاہتے ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ اسرائیل میں تم سب کو واقعی کام کرنا پڑے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ تم ہمیں بتاؤ کہ تمہارے پاس سارج کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اسے کارسانا اور آسکر کی بتائی ہوئی تفصیلات بتادیں۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ آپ کا شکریہ۔ اب ہم یہ مشن مکمل کر لیں گے"...... صفدر نے کہا اور جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنل اسمتھ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اس کے آدمی تمالا میں چیکنگ کر رہے تھے لیکن ابھی تک انہیں کوئی مشکوک گروپ نظر نہ آیا تھا اور نہ ہی کسی اور طرف سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حرکت میں آنے کی اطلاع ملی تھی۔ اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل اسمتھ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"قبرص سے رینالڈ کی کال ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتھ بے اختیار چونک پڑا۔

"کراؤ بات"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" ہیلو سر۔ میں رینالڈ بول رہا ہوں قبرص سے "...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"یس۔ کوئی خاص رپورٹ"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" پاکیشیا سے فریڈ نے رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا علی عمران اپنے چار ساتھیوں سمیت پاکیشیا سے ایک فلائٹ کے ذریعے مصر کے دارالحکومت قاہرہ روانہ ہو چکا ہے۔ اس نے ان سب کے حلیوں کی تفصیلات بھی بتائی ہیں۔ اس کے بقول عمران اپنے اصل چہرے میں ہے البتہ اس کے باقی چار ساتھیوں کو وہ نہیں جانتا"...... رینالڈ نے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا ان کی فلائٹ قاہرہ پہنچ چکی ہے یا نہیں"...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

" جو وقت اس نے فلائٹ کی روانگی کا بتایا ہے اور اس نے مجھے فلائٹ نمبر اور کمپنی کا نام بھی بتا دیا تھا اس لئے میں نے قاہرہ ایئرپورٹ پر فون کر کے ان سے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق فلائٹ ایک گھنٹہ بعد قاہرہ پہنچ جائے گی"...... رینالڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" گڈ شو۔ کیا تفصیلات ہیں ان کے حلیوں کی اور فلائٹ نمبر اور کمپنی کا نام بھی بتا دو"...... کرنل اسمتھ نے کہا تو دوسری طرف سے رینالڈ نے تفصیل بتا دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" اوکے "...... کرنل اسمتھ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے فون کے نیچے موجود ایک سفید رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" قاہرہ میں سارج کے سیٹ اپ کے انچارج فواد سے میری بات کراؤ۔ فوراً"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل اسمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

" چلو یہ شیطان حرکت میں تو آئے۔ جمود تو ٹوٹا"...... کرنل اسمتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل اسمتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" جناب فواد لائن پر ہیں۔ بات کیجئے سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ کرنل اسمتھ بول رہا ہوں"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس کرنل اسمتھ ۔ میں فواد بول رہا ہوں۔ آج کیسے یاد کر لیا"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" جناب فواد صاحب۔ میں اس وقت اسرائیل میں ہوں اور ہمارے ذمے یہاں کی ایک لیبارٹری کی حفاظت لگائی گئی ہے۔ اس لیبارٹری کے خلاف کام کرنے پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل پہنچ

رہی ہے۔میں نے ان کی نقل و حرکت کی رپورٹ حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا میں ایک گروپ کو تعینات کر رکھا تھا۔اس نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پانچ افراد جن کا سربراہ مشہور ایجنٹ عمران ہے پاکیشیا سے ایک فلائٹ کے ذریعے قاہرہ پہنچ رہے ہیں۔میں آپ کو ان کے حلیوں کی تفصیلات بتا دیتا ہوں اور فلائٹ کی تفصیلات بھی۔فلائٹ ایک گھنٹے کے اندر قاہرہ پہنچ رہی ہے۔آپ نے ان کی مشینی نگرانی کرنی ہے لیکن کسی آدمی کو سامنے نہیں آنا چاہئے ورنہ وہ چوکنا ہو گئے تو وہ فوری سلپ ہو جائیں گے۔وہ قاہرہ سے جہاں کا بھی رخ کریں۔آپ نے مجھے فوری اطلاع دینی ہے۔میرا نمبر بھی نوٹ کر لیں"...... کرنل اسمتھ نے کہا اور پھر اپنا فون نمبر بتا کر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلیوں کی تفصیلات اور ساتھ ہی اس نے فلائٹ کے بارے میں تفصیل بھی بتا دی۔

"عمران کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔آپ نے جو حلیہ بتایا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے اصل چہرے میں ہے"...... فواد نے کہا۔

"ہاں۔ایسا ہی ہے۔بہرحال انہیں نگرانی کا معمولی سا شبہ بھی نہیں ہونا چاہئے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا۔آپ بے فکر رہیں۔میں آپ کو جلد ہی ان کے بارے میں رپورٹ دوں گا۔گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

"مصر آنے کا مطلب ہے کہ یہ ہمیں ڈاج دینا چاہتے تھے اور خود یہ بحیرہ روم میں لانچ کے ذریعے تل ابیب پہنچ جائیں گے"...... کرنل اسمتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"قاہرہ سے فواد صاحب کی کال ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جلدی بات کراؤ"...... کرنل اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

"فواد بول رہا ہوں قاہرہ سے"...... چند لمحوں بعد فواد کی آواز سنائی دی۔

"کرنل اسمتھ بول رہا ہوں۔کوئی خاص رپورٹ"...... کرنل اسمتھ نے بڑے بے چین اور مضطرب سے لہجے میں پوچھا۔

"یہ لوگ قاہرہ ایئرپورٹ سے باہر ہی نہیں آئے اور ایئرپورٹ سے ہی ایک لوکل فلائٹ کے ذریعے صحرائے سینا کے شہر خارگا روانہ ہو گئے ہیں۔خارگا میں میرا ایک آدمی موجود ہے۔میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھے گا اور مجھے اطلاع دے گا۔میں یہ اطلاع آپ تک پہنچا دوں گا"...... فواد نے کہا۔

"خارگا یہ لوگ کیوں جا رہے ہیں۔میری سمجھ میں تو یہ بات

نہیں آئی"...... کرنل اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی خارگا کا نام سن کر ذہنی طور پر الجھن کا شکار ہو گیا تھا۔

"انہوں نے اسرائیل پہنچنا ہے"...... فواد نے پوچھا۔

"ہاں"...... کرنل اسمتھ نے جواب دیا۔

"تو پھر میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ لوگ خارگا کیوں جا رہے ہیں۔ یہ لوگ خارگا سے مخصوص جیپوں کے ذریعے سرحد پر واقع شہر عاکیہ پہنچیں گے اور عاکیہ سے اسرائیل کے صحرائی علاقے میں داخل ہو کر آگے بڑھیں گے۔ میں عمران کو جانتا ہوں۔ وہ ایسے ہی مشکل راستے اپنانے کا عادی ہے جنہیں عام طور پر نظرانداز کر دیا جاتا ہے"۔ فواد نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ کا تجزیہ درست ہے۔ بہرحال اگر وہ عاکیہ کی طرف روانہ ہوں تو آپ مجھے ضرور اطلاع دیں۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"میں کر دوں گا اطلاع۔ گڈ بائی"...... فواد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمتھ نے کریڈل دبایا اور پھر فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اسرائیل اور اس کے سرحدی ممالک کا تفصیلی نقشہ دے جاؤ۔ فوراً"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل اسمتھ نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کو اس لیبارٹری کے محل وقوع کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ لوگ عاکیہ کے راستے براہ راست تمالا پہنچنا چاہتے ہیں۔ جبکہ ہمارا خیال تھا کہ وہ تل ابیب کے راستے تمالا پہنچیں گے۔ اگر میں نے پاکیشیا میں ان کی نگرانی کا انتظام نہ کیا ہوتا تو ہم بابین اور تل ابیب کے راستوں کی نگرانی کرتے رہ جاتے اور وہ لوگ ہمارے سروں پر پہنچ جاتے"...... کرنل اسمتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے کرنل اسمتھ کو سیلوٹ کیا اور نقشہ کھول کر اس نے کرنل اسمتھ کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور میجر کارس کو میرے پاس بھجوا دو"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس سر"...... نوجوان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا جبکہ کرنل اسمتھ نقشے پر جھک گیا۔ وہ خاص طور پر سرحدی شہر عاکیہ سے تمالا تک کے راستے کو نظر میں رکھے ہوئے تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن دبلے پتلے جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ وہ اپنے انداز سے خاصا تیز اور پھرتیلا دکھائی دے رہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی کرنل اسمتھ نے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ آنے والے نے سیلوٹ کیا۔

"آؤ میجر کارس۔ بیٹھو"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس سر۔ شکریہ سر"...... میجر کارس نے کہا اور میز کی سائیڈ پر موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میجر کارس تم اسرائیل کے سرحدی شہر قاصر کے رہنے والے ہو"...... کرنل اسمتھ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آپ نے میری پرسنل فائل تو پڑھی ہو گی سر"...... میجر کارس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں ورنہ مجھے الہام تو نہیں ہو سکتا"۔ کرنل اسمتھ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ سوری سر"...... میجر کارس نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ نقشہ دیکھو۔ یہ قاصر ہے اور یہ ہے تمالا۔ جہاں ہم موجود ہیں۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ہمارے دشمن پاکیشیائی ایجنٹ عاکیہ پہنچ رہے ہیں۔ ظاہر ہے عاکیہ سے وہ اسرائیل میں داخل ہو کر قاصر پہنچیں گے اور پھر قاصر سے یہاں تمالا اور ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ تم بتاؤ کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ محفوظ اور یقینی طریقے سے"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

"سر۔ قاصر سے تمالا تک براہ راست کوئی سڑک نہیں ہے۔ قاصر سے پہلے ہمیں حاویہ جانا ہو گا پھر حاویہ سے گھوم کر تمالا آنا ہو گا ورنہ اگر ہم چاہیں کہ قاصر سے براہ راست تمالا آئیں تو ایسا ناممکن ہے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کیونکہ راستے میں انتہائی خوفناک صحرا ہے جہاں نہ پانی ہے اور نہ ہی کوئی نخلستان۔ اسے ہیلی کاپٹر یا جہاز کے ذریعے تو کراس کیا جا سکتا ہے زمینی طور پر نہیں"...... میجر کارس نے جواب دیا۔

"ہیلی کاپٹر۔ اوہ ہاں۔ یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی۔ قاصر یا اس کے اردگرد ان لوگوں کو ہیلی کاپٹر مل سکتا ہے یا نہیں"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اس علاقے میں اسرائیل کی کوئی فوجی چھاؤنی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی کمپنی ہے جو ہیلی کاپٹر کرائے پر دیتی ہو۔ البتہ صحرا میں چلنے والی مخصوص جیپیں قاصر میں مل جاتی ہیں لیکن سر۔ ان دشمنوں کا خاتمہ قاصر میں بھی تو کیا جا سکتا ہے"۔ میجر کارس نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کام ہم نے یہاں تمالا میں کرنا ہے باہر کہیں نہیں کرنا۔ کیونکہ تمالا اور بابین سے باہر اسرائیل کی دوسری ایجنسیوں کے افراد موجود ہوں گے اور انہیں اطلاع مل گئی تو وہ ازخود کارروائی کر دیں گے۔ اس طرح ہم اس کریڈٹ سے محروم رہ جائیں گے جبکہ یہاں کے بارے میں انہیں نہ کوئی اطلاع دی گئی ہے اور نہ ہی انہیں معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہاں جو کارروائی ہو گی اس کا کریڈٹ تو خالصتاً ہمارا اپنا ہو گا"...... کرنل اسمتھ نے بڑے مدبرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا سر"...... میجر کارس نے انتہائی مؤدبانہ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم ٹی ایس ٹرانسمیٹر لے کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے قاصر پہنچ جاؤ۔ ہیلی کاپٹر واپس بھجوا دینا۔ یہ لوگ جیسے ہی وہاں پہنچیں تم نے مجھے اطلاع دینی ہے اور پھر یہ لوگ جس انداز میں بھی تمالا پہنچنے کی پلاننگ کریں تم نے مجھے ساتھ ساتھ اطلاع دیتے رہنا ہے۔ ایک بات۔ لیکن دوسری بات اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ وہ یہ کہ تم نے کسی صورت مارک نہیں ہونا۔ یہ لوگ انتہائی تجربہ کار اور تیز ایجنٹ ہیں۔ اس لئے تم نے ان کی نگرانی ویسٹ ویژن سے کرنی ہے تاکہ انہیں شک ہی نہ پڑ سکے اور تم کافی فاصلے سے نہ صرف ان کی نگرانی کر سکو گے بلکہ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن سکو گے۔ جس کی رپورٹ تم نے مجھے ساتھ ساتھ دینی ہے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس سر"...... میجر کارس نے جواب دیا۔

" اوکے۔ جاؤ۔ ٹی ایس ٹرانسمیٹر اور ویسٹ ویژن لے کر ہیلی کاپٹر پائلٹ سے کہہ کر قاصر پہنچو اور پھر ٹی ایس ٹرانسمیٹر پر مجھے رپورٹ دو اور سنو انتہائی ہوشیار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس سر۔ لیکن میں انہیں پہچانوں گا کیسے"...... میجر کارس نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ میں بتا دیتا ہوں۔ ان کی تعداد پانچ ہے اور پانچوں مرد

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی عورت نہیں ہے۔ میں تمہیں ان کے موجودہ حلیئے بھی بتا دیتا ہوں لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ اسرائیل میں داخل ہونے سے پہلے میک اپ کر لیں۔ اس لئے تم نے ان کی تعداد کو چیک کرنا ہے"...... کرنل اسمتھ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے حلیئے بھی بتا دیئے۔

" یس سر۔ اب میں انہیں تلاش کر لوں گا"...... میجر کارس نے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی سیلوٹ بھی کر دیا۔

" اوکے"...... کرنل اسمتھ نے کہا اور میجر کارس کے باہر جانے کے بعد وہ ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" قاہرہ سے فواد کا فون ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کراؤ بات"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" ہیلو۔ فواد بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد فواد کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ کرنل اسمتھ بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل اسمتھ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" یہ گروپ دو جیپوں کے ذریعے خارگا سے عاکیہ روانہ ہو گیا ہے۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے"...... فواد نے کہا۔

" عاکیہ سے یہ لامحالہ قاصر پہنچیں گے "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن وہاں اسرائیلی چیک پوسٹ ہے۔ نجانے یہ اسے کیسے کراس کریں گے "...... فواد نے کہا۔

" ایسی رکاوٹیں اس ٹائپ کے لوگوں کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" بہرحال اب آگے آپ خود چیک کر لیں کیونکہ خارگا سے آگے ان کو چیک کرنے کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے "...... فواد نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے واقعی میری مدد کی ہے۔ میں چیف کو خصوصی طور پر اس بارے میں رپورٹ کروں گا "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" شکریہ۔ گڈ بائی "...... دوسری طرف سے فواد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمتھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

حصہ اول ختم شد

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سارج ایجنسی

حصہ دوم

رومانیہ کے مشہور شہر کارسانا کے ایک ہوٹل میں جولیا اپنے ساتھیوں صفدر اور تنویر کے ساتھ موجود تھی۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ہی پاکیشیا سے رومانیہ کے دارالحکومت پہنچے تھے اور پھر وہاں سے لوکل فلائٹ کے ذریعے وہ یہاں کارسانا آگئے تھے۔ کارسانا خاصا بڑا شہر تھا۔ یہاں سیاح بھی آتے رہتے تھے کیونکہ کارسانا میں انہیں ایک خاص چیز وافر مقدار میں مل جاتی تھی جو یورپ کے دوسرے شہروں میں بڑی سختی کے ماحول میں ملتی تھی۔ یہ ایک خاص قسم کا نشہ تھا۔ اس نشے کو ریڈ لائٹ کہا جاتا تھا۔ یہ نشہ کوکین اور ہیروئن کو مخصوص انداز میں ملا کر تیار کیا جاتا تھا اور چونکہ یہ نشہ خاصا مہنگا بھی تھا اس لئے صرف اعلیٰ طبقے کے لوگ ہی اس کا شوق کرتے تھے۔ ریڈ لائٹ کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ دوسرے نشوں کی نسبت یہ بے ضرر تھا۔ سوائے اس کے کہ اس کی طلب ناقابل برداشت ہوتی تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس کے علاوہ جسمانی یا ذہنی طور پر کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ریڈ لائٹ اعلیٰ اور امیر طبقے میں بے حد مقبول تھی اور اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے سیاح بھی اس کے دیوانے تھے ریڈ لائٹ یہاں کارسانا میں عام اور وافر مقدار میں مل جاتی تھی کیونکہ یہاں اس کی خفیہ لیبارٹریاں لگی ہوئی تھیں اور یہیں سے ہی یہ رومانیہ میں ہر جگہ بھجوائی جاتی تھی۔ کارسانا کے بعد ایک لق و دق اور انتہائی دشوار گزار صحرا تھا جس کے بعد دوسرے ہمسایہ ملک کی سرحد آجاتی تھی۔ صحرا بے حد وسیع و عریض تھا اور کہا جاتا تھا کہ اس صحرا میں ہر وقت خوفناک طوفان چلتے رہتے تھے اور انہیں بتایا گیا تھا کہ اس صحرا کے اندر ہی ہیڈ کوارٹر کی عمارت تھی جسے وہ تباہ کرنے یہاں آئے تھے۔

" اب یہاں بیٹھ کر کیا سوچ رہے ہو۔ جیپ لو اور چلو"۔ تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" کہاں چلو"...... جولیا نے چونک کر پوچھا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہا ہوں اور کہاں جانا ہے"...... تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

" اگر سارج جیسی تنظیم کا یہ ہیڈ کوارٹر ہے تو لامحالہ اس کی حفاظت کے انتظامات بھی انتہائی سخت ہوں گے۔ ایسی صورت میں صرف اسلحہ لے کر اور منہ اٹھائے اس عمارت تک. شاید ہم زندہ نہ

پہنچ سکیں "...... جولیا نے کہا۔

" تم پر بھی عمران کا اثر ہو گیا ہے ۔ وہ بھی اسی انداز میں سوچتا رہتا ہے ۔ آج کل صحرائی لومڑیوں کے شکار کا سزن ہے ۔ اس لئے ہم بطور ایکریمین سیاح صحرا میں لومڑیوں کا شکار کھیل سکتے ہیں ۔ پھر آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بہرحال وہ ہمیں بغیر چیک کئے گولی نہیں مار سکتے "...... تنویر نے جواب دیا۔

" لیکن ہمیں صحرائی لومڑیوں کے شکار کی ابجد کا بھی علم نہیں ہے اگر ہم سے اس سلسلے میں پوچھ گچھ کی گئی تو ہم تو کچھ بھی نہ بتا سکیں گے "...... صفدر نے کہا۔

" مجھے سب معلوم ہے اور میں اپنی ٹریننگ کے دوران شکار کھیلتا بھی رہا ہوں ۔ اس لئے میں تمہیں اپنے ساتھ شکار کھلوانے لایا ہوں البتہ ہمیں اس کے لئے خصوصی ساخت کا اسلحہ لینا ہو گا۔ باقی کام مجھ پر چھوڑ دو "...... تنویر نے کہا۔

" ویری گڈ۔ یہ بہترین تجویز ہے ۔ ویری گڈ تنویر "...... جولیا نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت اس طرح چمکنے لگا جیسے اس کی کھال کے نیچے تیز روشنی کا بلب جل اٹھا ہو۔

" شکریہ "...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن ہمیں بہرحال اس عمارت کے محل وقوع کا علم ہونا چاہئے "...... صفدر نے کہا۔

" جو لوگ ہمیں چیک کریں گے وہ ہمیں خود ہی وہاں لے جائیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گے ۔ اس لئے مزید وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے "۔ تنویر نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم اکیلے ہوتے تو شاید اب تک اس ہیڈ کوارٹر میں پہنچ بھی چکے ہوتے "...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو جولیا بھی ہنس پڑی۔

" تمہارا خیال درست ہے ۔ میں مشن مکمل کرنے کے بعد یہاں بیٹھ کر کافی پیتا۔ پہلے نہیں "...... تنویر نے کہا۔

" لیکن فی الحال تمہیں کچھ انتظار کرنا ہو گا کیونکہ پہلے مجھے مارکیٹ جا کر صحرائی لومڑیوں کے شکار کے لئے خصوصی اسلحہ، ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کے لئے مخصوص اسلحہ، اس علاقے اور صحرا کا تفصیلی نقشہ اور صحرا میں چلنے والی مخصوص ساخت کی جیپ کا انتظام کرنا ہو گا "۔ صفدر نے کہا۔

" یہاں ایسی کمپنیاں موجود ہوں گی جو جیپیں سیاحوں کو مہیا کرتی ہوں گی "...... جولیا نے کہا۔

" ہاں ۔ جیپ تو ان سے ہی لینا ہو گی لیکن اسلحہ مخصوص مارکیٹ سے لینا پڑے گا اور ایسی مارکیٹ کا پتہ یہاں کا کوئی ویٹر ہی دے سکتا ہے "...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا ورنہ تم یہ سب کچھ لینے میں ایک ہفتہ لگا دو گے "...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" اوکے ۔ آجاؤ ایک سے دو بھلے "...... صفدر نے کہا اور پھر وہ

دونوں کمرے سے باہر چلے گئے تو جولیا طویل ہوائی سفر کی وجہ سے خاصی تھکاوٹ سی محسوس کر رہی تھی۔ وہ اٹھ کر بیڈ پر لیٹ گئی اور چند لمحوں بعد ہی وہ گہری نیند کی وادی میں پہنچ گئی تھی۔ پھر اچانک اس کی آنکھ ایک جھٹکے سے کھل گئی تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے ذہن کے اندر ہتھوڑے سے ضرب لگائی ہو اور اس ضرب کی وجہ سے ہی اس کی آنکھ کھلی ہو۔ ویسے اس کے ذہن میں چوٹ لگنے کا احساس ابھی تک موجود تھا لیکن پھر ایک آواز سن کر وہ بے اختیار اچھل پڑی لیکن دوسرے لمحے جیسے اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا کیونکہ پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ وہ ہوٹل کے کمرے کے اس بیڈ پر موجود نہیں ہے جس پر وہ سوئی تھی بلکہ وہ ایک لوہے کی کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے اور یہ کرسی ایک خاصے بڑے کمرے میں دیوار کے ساتھ موجود ہے۔ کرسی کے پائے زمین میں آدھے سے زیادہ دفن تھے جبکہ جولیا کے دونوں ہاتھوں کو عقب میں ہتھکڑیوں میں جکڑا گیا تھا اور اس کی پنڈلیوں کو بھی اکٹھا کر کے پیروں میں کڑا ڈال دیا گیا تھا البتہ اس کے جسم پر لباس وہی تھا جو وہ پہن کر سوئی تھی۔

"یہ کیا ہو گیا۔ میں کہاں پہنچ گئی اور کیسے"...... جولیا نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتی۔ اس ہال کمرے کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک قوی ہیکل آدمی جس کی براؤن رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور جس کے سر پر گھنگھریالے بال تھے اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر کشمشی رنگ کا سوٹ تھا۔ چہرہ بھاری اور آنکھیں چھوٹی تھیں۔ تنگ پیشانی اور طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی ناک اور سب سے زیادہ اس کی ہتھوڑے کے انداز میں آگے کو نکلی ہوئی ٹھوڑی۔ ان سب نے مل کر اس کی شخصیت کو خاصا رعب دار بنا دیا تھا۔ اسے دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کہ یہ شخص انتہائی بے رحم۔ سفاک، خاصا تیز اور مستعد لڑاکا ہوگا۔ چہرے پر موجود زخموں کے مندمل نشانات کی بھی خاصی افراط تھی۔ اس کے پیچھے ایک درمیانے قد کا لیکن جسمانی لحاظ سے گینڈے کی طرح پھیلے ہوئے جسم کا آدمی ہاتھ میں ایک کوڑا پکڑے اندر داخل ہوا تھا۔ جولیا کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں اور ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ کشمشی رنگ کا سوٹ پہنے ہوا آدمی جولیا سے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی بڑی سی اونچی پشت والی کرسی پر بڑے فاخرانہ انداز میں بیٹھ گیا جبکہ کوڑا بردار اس کی سائیڈ میں بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے سخت لیکن بھاری لہجے میں کہا۔

"پہلے تم اپنا تعارف کراؤ کیونکہ یہی مہذب طریقہ ہے اور پھر مجھے بتاؤ کہ میں یہاں کیوں اس انداز میں موجود ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"میرا نام جیمز ہے اور یہ میرے ساتھ کھڑا وکٹر ہے اور تمہارے

یہاں پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ تم ایشیائی ایجنٹ ہو"....... جیمز نے اسی طرح سخت اور بھاری لہجے میں کہا۔

" ایشیائی ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ میں تو سوئس ہوں اور میرا نام جولیانافٹر واٹر ہے"....... جولیانے لہجے میں حیرت بھرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ میں نے تمہاری اور تمہارے دو ساتھیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی ہے۔ تمہیں جولیا کے نام سے ہی پکارا گیا ہے لیکن تم جس انداز میں ایشیائی زبان بول رہی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تم سوئس ہونے کے باوجود طویل عرصہ سے ایشیا میں رہ رہی ہو۔ گو جو زبان تم تینوں بول رہے تھے وہ ہم نہیں سمجھ سکے لیکن تمہاری گفتگو میں کئی بار سارج ایجنسی کا نام اور ہیڈ کوارٹر کے الفاظ سنے گئے ہیں۔ تمہارے ساتھیوں کی نگرانی کی جا رہی ہے البتہ تمہیں بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ ضرورت پڑنے پر تمہارے ساتھیوں کو کہیں بھی گولی ماری جا سکتی ہے یا انہیں بھی گرفتار کر کے یہاں لایا جا سکتا ہے۔ لیکن تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم اپنے بارے میں تمام تفصیل بتا دو"....... جیمز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" تمہارا تعلق سارج ایجنسی سے ہے یا اس کے ہیڈ کوارٹر سے ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" تم واقعی بے حد تجربہ کار اور منجھی ہوئی ایجنٹ ہو جو اس انداز میں باتیں کر رہی ہو۔ جیسے ہم تم سے پوچھ گچھ کرنے کی بجائے تم ہم

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے پوچھ گچھ کر رہی ہو"....... جیمز نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو پھر تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم خواہ مخواہ کا تشدد جھیلنے اور اپنی جان گنوانے کی حماقت نہیں کر سکتے۔ تم میرے چند سوالوں کا جواب دے دو تو میں تمہیں پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دوں گی۔ جو ویسے تم کسی صورت بھی معلوم نہ کر سکو گے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ تجربہ کار اور منجھے ہوئے ایجنٹ مر تو سکتے ہیں لیکن زبان نہیں کھول سکتے"....... جولیا کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ مطمئن ہو گیا تھا کیونکہ اس کے دونوں ہاتھوں میں موجود ہتھکڑی کے اس بٹن تک اس کی پتلی اور لمبی انگلیاں پہنچ گئی تھیں۔ جسے پریس کرتے ہی یہ ہتھکڑی کھل سکتی تھی البتہ اس کے پیروں میں موجود کڑا اس کی راہ میں خاصی بڑی رکاوٹ تھی۔ وہ سامنے تھا اور بغیر جھکے وہ اسے کسی صورت بھی نہ کھول سکتی تھی اور نہ ہی اس میں سے اپنے پیر باہر نکال سکتی تھی لیکن ہاتھ کھل جانے سے اتنا تو ہو گیا تھا کہ اب وہ جدوجہد کرنے کے قابل ہو گئی تھی اور یہ بات اس کے لئے خاصی غنیمت تھی۔

" ہاں۔ میرا تعلق سارج سے ہے اور میں تمالا میں سارج کا چیف ہوں اور تم اس وقت سارج کے ایک اڈے پر موجود ہو"....... جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا تم کبھی سارج کے ہیڈ کوارٹر گئے ہو"....... جولیا نے پوچھا۔

" نہیں۔ وہاں جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ صرف وہی جا سکتا ہے جسے وہاں طلب کیا گیا ہو اور سنو۔ یہ آخری بات تھی جو میں نے تمہیں بتائی ہے۔ تم سوئس ہو اس لئے میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ تمہاری جگہ تمہارا کوئی ساتھی ہوتا تو اب تک اس کی کھال اتر چکی ہوتی"...... جیمز نے اس بار خاصے سخت لہجے میں کہا۔

" میں نے کب انکار کیا ہے مسٹر جیمز۔ صرف ایک آخری سوال کا جواب دے دو۔ پھر تم جو پوچھو گے میں سچ اور تفصیل سے بتا دوں گی"...... جولیا نے کہا۔

" پوچھو"...... جیمز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میرے دونوں ساتھی کہاں ہیں"...... جولیا نے پوچھا تو جیمز بے اختیار مسکرا دیا۔

" سچ بتا دوں تو پھر سنو۔ تمہارے دونوں ساتھیوں نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی لاشیں بھی صحرا میں پھینکوا دی گئی ہیں"...... جیمز نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ جولیا کو بڑی خوشخبری سنا رہا ہو۔

" تم نے انہیں کیوں نہیں پکڑا۔ کیا تم ان سے ڈرتے تھے"۔ جولیا نے کہا۔

" میں نے جو کہا ہے وہ مذاق نہیں ہے۔ وہ دونوں مر چکے ہیں"...... جیمز نے اس بار غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہیں ابھی تک معلوم نہیں ہے کہ وہ دونوں کون ہیں۔ اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لئے تم سمجھ رہے ہو کہ تم یہ بات کر کے مجھے یقین دلا دو گے حالانکہ تمہارے ہیڈ کوارٹر نے انہیں خود کال کیا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ ہیڈ کوارٹر نے اور انہیں۔ یہ تو ایشیائی ہیں۔ گو یہ دونوں ایکریمین ہیں لیکن جس روانی سے یہ ایشیائی زبان بول رہے تھے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں بھی ایشیائی تھے"...... جیمز نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" اور اس بات سے تم دھوکہ کھا گئے مسٹر جیمز۔ تمہارا ہیڈ کوارٹر تمہیں یقیناً خراج تحسین پیش کرے گا کہ تم نے ان دونوں پر ہاتھ نہیں ڈالا ورنہ شاید اب تک تم اور تمہارا ساتھی زندہ کھڑے نظر نہ آتے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم جیمز سے یہ بات کر رہی ہو۔ تمہاری یہ جرأت"...... جیمز نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ انتہائی مشتعل مزاج آدمی ہو۔

" وکٹر۔ تم یہاں ٹھہرو۔ میں ان دونوں کی لاشیں یہاں منگوانے کا کہہ کر ابھی آتا ہوں"...... جیمز نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" تم نے حماقت کی ہے لڑکی۔ باس تمہارے ساتھ نرم انداز میں بات کر رہا تھا۔ اب وہ تمہیں تڑپا تڑپا کر مارے گا"...... جیمز کے جانے کے بعد وکٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی حماقت نہیں کی۔ تمہارے باس نے خود حماقت کی ہے ۔ ابھی تم خود دیکھ لو گے "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ جیمز کی کرسی کے ساتھ کھڑا وکٹر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ کرسی پر بیٹھی ہوئی جولیا کا پیچھے کی طرف مڑا ہوا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی کمرہ وکٹر کے حلق سے نکلنے والی کریہہ چیخ سے گونج اٹھا۔ جولیا جو اس دوران ہتھکڑی کا بٹن پریس کر کے اسے کھول چکی تھی، نے ہتھکڑی کو پوری قوت سے سامنے کھڑے ہوئے وکٹر کے چہرے پر مار دیا تھا۔ یہ ایسی ضرب تھی کہ وکٹر بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا اور اس کے ہاتھ سے کوڑا نکل کر ایک طرف جا گرا۔ جولیا کے دونوں پیر آہنی کڑے میں جکڑے ہوئے تھے ۔ اس لئے وہ دوڑ تو نہ سکتی تھی لیکن ہتھکڑی کی ضرب لگا کر وہ کرسی سے اس طرح اچھلی جیسے کوئی مینڈک اچھلتا ہے اور قدموں کے بل اپنی کرسی سے کچھ آگے جا کر رکی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر اس طرح چھلانگ لگائی لیکن اس بار وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گری ۔ جبکہ اس دوران وکٹر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اس کی پیشانی اور گال کے ساتھ ساتھ ناک سے بھی خون بہہ رہا تھا لیکن وہ خاصا صحت مند آدمی تھا۔ اس لئے صرف اس اچانک ضرب سے وہ بے ہوش نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ نیچے گرتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے اسی لمحے نیچے گرتی ہوئی جولیا پر چھلانگ لگائی لیکن جولیا کی

دونوں بندھی ہوئی ٹانگیں پوری قوت سے اس کی ٹانگوں سے ٹکرائیں اور چھلانگ لگاتا ہوا وکٹر ٹانگوں کی ضرب کھا کر ایک بار پھر چیختا ہوا پہلو کے بل زمین پر گرا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ایک طرف پڑے ہوئے کوڑے کو جھپٹا اور دوسرے لمحے اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے کوڑا لہرایا اور ساتھ ہی ہاتھ کو مخصوص انداز میں کھینچا تو اٹھتا ہوا وکٹر کوڑے کی ضرب کھا کر دوبارہ نیچے گرا اور اس کے حلق سے اس قدر تیز چیخ نکلی جیسے چیخ کے ساتھ ساتھ اس کی روح بھی اس کے جسم سے باہر نکل رہی ہو۔ اس کا باقی ماندہ چہرہ بھی کوڑے کی ضرب سے شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوئی اور مینڈک کی طرح اچھل کر پیچھے ہٹی تو وکٹر نے ایک بار پھر اچھل کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس بار جولیا پوری طرح سنبھلی ہوئی تھی اور خوفناک کوڑا اس کے ہاتھ میں تھا۔ نتیجہ یہ کہ ہال کوڑے کی شائیں شائیں اور وکٹر کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جولیا کا بازو کسی مشین کی طرح چل رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ وکٹر کی چیخیں مدہم پڑتی چلی گئیں اور چند لمحوں بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ جولیا کا تیزی سے حرکت کرتا ہوا بازو رک گیا۔ وہ خود بھی ہانپ رہی تھی لیکن خاموش ہوتے ہی اس کے کانوں میں بند دروازے کی دوسری طرف دوڑتے ہوئے بھاری قدموں کی آوازیں پڑیں اور اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ جولیا دروازے سے کافی فاصلے پر تھی

اور اس کے دونوں پیر بھی جکڑے ہوئے تھے ۔ دروازے میں جیمز کھڑا اس طرح حیرت سے پلکیں جھپکا رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

" اس نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ میرا لباس پھاڑنے کی کوشش کی تھی"...... جولیا نے یکلخت مینڈک کی طرح اچھل کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ وکٹر کے خلاف جیمز سے فریاد کرنا چاہتی ہو۔ البتہ کوڑے والا ہاتھ اس کے عقب میں تھا۔

" رک جاؤ"...... جیمز نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں گیا۔

" میں سچ کہہ رہی ہوں ۔ سچ"...... جولیا نے پہلے سے زیادہ بے بس سے لہجے میں کہا لیکن جیسے ہی اس کے پیر قالین پر جمے اسی لمحے جیمز نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ گو اس کے انداز میں بے پناہ پھرتی اور تیزی تھی لیکن جولیا جانتی تھی کہ اگر اس سے ایک لمحے کی بھی تاخیر ہو گئی تو وہ اسے زندہ نہ چھوڑے گا۔ اس لئے جولیا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مشین پسٹل والا ہاتھ سیدھا کرتے ہوئے جیمز یکلخت چیخ پڑا۔ اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر اڑتا ہوا اندر ہال میں آگرا اور ابھی جیمز کوڑے کی ضرب پر منہ کھول کر چیخنے ہی لگا تھا کہ ایک بار پھر شائیں کی آواز سنائی دی اور اس بار جیمز چیختا ہوا اچھل کر اس طرح اندر ہال میں منہ کے بل آگرا جیسے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پہلے اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر ہال کے اندر آگرا تھا۔ جولیا نے اس بار کوڑا اس انداز میں مارا تھا کہ اس کا سٹریپ جیمز کے موٹے گلے میں لپٹ گیا تھا اور جب جولیا نے بازو کو پوری قوت سے جھٹکا دے کر کھینچا تو جیمز نہ صرف اچھل کر منہ کے بل آگرا بلکہ کوڑے کے سٹریپ نے اس کی گردن میں گہرا زخم بھی ڈال دیا تھا جس میں سے خون بہنے لگا تھا۔ جیمز نے نیچے گر کر ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے شائیں کی آواز کے ساتھ کوڑا اس کی پشت پر پڑا اور نہ صرف اس کے حلق سے کربناک چیخ نکلی بلکہ اس کا جسم اس طرح اوپر کو اٹھ کر واپس قالین پر گرا جیسے جلتی ہوئی بھٹی میں مکئی کا دانہ اوپر کو اٹھ کر واپس گرتا ہے ۔ جولیا کا بازو ایک بار پھر حرکت میں آگیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد ہی اسے احساس ہو گیا کہ وکٹر کی طرح جیمز بھی نہ صرف زخم خوردہ ہو چکا ہے بلکہ وہ بے ہوش بھی ہو چکا ہے تو اس نے بازو روکا اور پھر وہ اپنے پیروں پر جھک گئی۔ بیرونی دروازہ جیمز کے اندر آکر گرنے کے بعد خود بخود بند ہو چکا تھا جبکہ اس دوران جولیا دیکھ چکی تھی کہ دروازے کے باہر ایک تنگ سی راہداری ہے ۔ جس کا اختتام سیڑھیوں پر ہو رہا تھا اور سیڑھیاں اوپر کسی دوسرے دروازے پر جا کر ختم ہوتی تھیں اور وہ دروازہ بھی نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد جولیا نے اپنے پیروں میں موجود کڑے کو بھی کھول لیا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے اس طرف کو بڑھی جہاں مشین پسٹل موجود تھا۔ مشین پسٹل اٹھا کر وہ تیزی سے

دروازے کی طرف بڑھی اور چند لمحوں بعد وہ اس عمارت میں گھوم چکی تھی۔یہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا۔اس نے اس چھوٹی سی عمارت کا بند پھاٹک کھول کر ستون پر لکھے ہوئے نمبر اور نام اور کالونی کا نام پڑھا اور پھر وہ پھاٹک بند کر کے اس کمرے میں پہنچ گئی جہاں فون موجود تھا۔اس نے رسیور اٹھایا تو وہ بے اختیار چونک پڑی کیونکہ اس نے وہ بلب جلتا دیکھ لیا تھا جو یہ بتاتا تھا کہ اس فون سیٹ میں میموری کا سسٹم موجود ہے۔جولیا نے جلدی سے ایک بٹن پریس کیا تو سکرین پر ایک نمبر ابھر آیا۔جولیا چند لمحوں تک اس نمبر کو دیکھتی رہی۔پھر اس نے کریڈل دبایا اور تیزی سے وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو سکرین پر ابھرے تھے۔دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ولسان ہوٹل"....... رسیور اٹھتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ ولسان ہوٹل تو وہی تھا جہاں وہ رہائش پذیر تھے اور جہاں سے اسے اس کے کمرے سے اغوا کیا گیا تھا۔ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ ہوٹل سارج کے اڈوں میں سے ایک ہے۔

"مسٹر مارشل اور مسٹر جیکب میں سے جو بھی موجود ہو۔اس سے بات کرائیں۔میں مارگریٹ بول رہی ہوں"....... جولیا نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں معلوم کرتی ہوں۔آپ ہولڈ کریں"....... دوسری طرف

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے کہا گیا۔

"ہیلو مس"....... تھوڑی دیر بعد ہوٹل کی فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"....... جولیا نے کہا۔

"دونوں کے کمرے لاکڈ ہیں۔آپ کوئی پیغام دینا چاہیں تو ان تک پہنچا دیا جائے گا"....... فون آپریٹر نے کہا۔

"ایک فون نمبر لکھ لیں۔جب وہ آئیں تو انہیں کہیں کہ اس نمبر پر کال کر لیں"....... جولیا نے کہا اور پھر فون سیٹ پر موجود نمبر کی چٹ پڑھ کر اس نے نمبر لکھوا دیا۔

"یس مس"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو جولیا نے رسیور رکھا اور پھر اس دیوار میں موجود فون ساکٹ سے فون کا کنکشن آف کیا اور پھر فون سیٹ کو اٹھا کر وہ اس ہال کی طرف بڑھتی چلی گئی جہاں وہ جیمز اور وکٹر کو بے ہوشی کے عالم میں چھوڑ آئی تھی۔جب وہ ہال میں داخل ہوئی تو بے اختیار چونک پڑی کیونکہ جیمز کے جسم میں حرکت کے تاثرات موجود تھے۔وہ کسی بھی لمحے ہوش میں آ سکتا تھا۔اس کے دوسرے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔یہ مشین پسٹل جیمز کا ہی تھا جو جولیا نے کوڑے کی ضرب سے اس کے ہاتھ سے نکلوایا تھا اور جیمز کے بے ہوش ہونے کے بعد وہ اسے لے کر باہر گئی تھی۔

اس نے مشین پسٹل کا دستہ فرش پر پڑے حرکت کرتے ہوئے جیمز کے سر پر مار دیا اور جیمز کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا تو

جولیا نے دوبارہ فون سیٹ اٹھایا۔ اس کا کنکشن دیوار میں موجود ساکٹ میں لگایا اور فون سیٹ کو ایک کرسی پر رکھ کر اس نے رسیور اٹھا کر چیک کیا۔ فون میں ٹون موجود تھی۔ اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر اس نے ایک طرف پڑا ہوا وہ کڑا اٹھایا جو اس نے اپنے پیروں سے نکالا تھا اور پھر اس نے جیمز کے دونوں پیر اکٹھے کر کے کڑے کے ذریعے جکڑ دیئے۔ پھر اس نے ایک طرف پڑی ہوئی وہ ہتھکڑی اٹھائی جو اس نے اپنی کلائیوں سے کھول کر وکٹر کے منہ پر ماردی تھی۔ پھر اس نے جیمز کو اوندھا کر کے اس کے دونوں بازو عقب کی طرف موڑ کر ہتھکڑی کو اس کی کلائیوں میں ڈال کر اس کا بٹن بند کر دیا۔ پھر اس نے مشین پسٹل کے دستے کو ہتھکڑی کے بٹن پر خاص انداز میں مارنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی کیونکہ بٹن اس انداز میں پریسڈ ہو گیا تھا کہ وہ عام حالات میں نہیں کھل سکتا تھا لیکن اگر ایک مخصوص انداز میں اسے جھٹکا دیا جاتا تو وہ آسانی سے کھل سکتا تھا۔ پھر اس نے جیمز کو گھسیٹ کر اس کرسی کے قریب کیا جس کے پائے فرش میں گڑے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ خاصی کوشش سے بے ہوش اور بھاری بھر کم جیمز کو اٹھا کر اس کرسی پر ڈال دینے میں کامیاب ہو گئی۔ چند لمحوں تک وہ کھڑی اسے غور سے دیکھتی رہی۔ پھر وہ مڑی اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر چونک پڑی۔ کیونکہ بے ہوش وکٹر اب حرکت میں آنے لگ گیا تھا۔ اسے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

معلوم تھا کہ اصل آدمی جیمز ہے اور وکٹر لامحالہ اس اڈے کا انچارج ہو گا۔ اس سے زیادہ اس کی اور کوئی حیثیت نہ تھی لیکن وہ ہوش میں آکر اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے اس نے مشین پسٹل سیدھا کیا اور دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے کئی گولیاں وکٹر کے ڈھول جیسے سینے میں اترتی چلی گئیں۔ وکٹر کے جسم نے کئی جھٹکے کھائے اور پھر ساکت ہو گیا۔

جولیا اب مطمئن انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ایک سٹور نما کمرے میں ایسا سامان دیکھا تھا جس میں رسی کا بنڈل ہو سکتا تھا کیونکہ وہ جیمز کی پوزیشن سے پوری طرح مطمئن نہ تھی۔ جیمز یقیناً تربیت یافتہ ایجنٹ تھا۔ اس لئے وہ بندھے ہاتھوں اور بندھے پیروں کے باوجود اس پر حملہ کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ اسے رسی کے ذریعے کرسی کے ساتھ اس انداز میں باندھنا چاہتی تھی کہ وہ کوئی حرکت نہ کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے کسی لباس کی تلاش بھی تھی جو وہ پہن سکتی کیونکہ اس کے جسم پر عام لباس تھا اور پھر ایک الماری سے اسے اپنے مطلب کا لباس مل گیا۔ اس نے پینٹ پہن کر اس پر شرٹ اور جیکٹ پہن لی اور پھر اس کمرے سے رسی لا کر اس نے جیمز کو اچھی طرح باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ باتھ روم سے ایک جگ پانی سے بھر کر لے آئی اور جیمز کا منہ ایک ہاتھ سے بھینچ کر اس نے پانی اس کے حلق میں ٹپکانا شروع کر دیا اور جب جیمز کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہوئے تو جولیا نے

جگ میں موجود باقی پانی اس کے سر پر انڈیل دیا اور پھر جگ ایک طرف رکھ کر اس نے فرش پر پڑا ہوا کوڑا اٹھایا اور اس کرسی پر بیٹھ گئی جس پر پہلے جیمز بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیمز نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

" تم۔ تم۔ تم نے یہ سب کیسے کیا۔ تم کیسے آزاد ہو گئی"۔ جیمز نے یکلخت انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا نے اسے ہتھکڑی کا بٹن اپنی انگلیوں سے پریس کرنے، ہتھکڑی کھولنے اور پھر اسے وکٹر کے منہ پر مارنے تک کی تفصیل بتا دی۔

" تم واقعی حیرت انگیز لڑکی ہو۔ میں کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی لڑکی ایسی دلیری کا مظاہرہ بھی کر سکتی ہے "...... جیمز نے کہا۔

" لیکن تم یہ سن لو کہ اب بٹن دبانے سے تمہارے ہاتھوں کے گرد موجود ہتھکڑی نہیں نکل سکتی کیونکہ میں نے مشین پسٹل کے دستے سے اس کا بٹن ٹھونک کر پریسڈ کر دیا ہے۔ اب صرف میں ہی اسے ایک خاص تکنیک سے کھول سکتی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

" تم مجھے چھوڑ دو۔ میرا وعدہ کہ میں تم سب کو بھول جاؤں گا"۔ جیمز نے کہا۔

" چلو ایسا ہی کر لیں گے لیکن پہلے تم بتاؤ کہ وکٹر کو یہاں چھوڑ کر اور باہر جا کر تم نے ولسان ہوٹل میں کس کو فون کیا تھا"۔ جولیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے کہا تو جیمز بے اختیار چونک پڑا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تم نے فون میموری کو چیک کیا ہے"۔ جیمز نے کہا۔

" ظاہر ہے۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے "...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" میں نے ولسان ہوٹل فون کیا تھا شراب منگوانے کے لئے۔ تم بے شک چیک کر لو"...... جیمز نے کہا۔

" میں نے چیک کر لیا ہے۔ وہ ہوٹل ولسان کا نمبر ہے۔ اس ہوٹل ولسان کا جہاں سے مجھے اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" اوہ۔ مجھے تو معلوم نہیں تھا۔ میں نے وہاں سے شراب منگوائی ہے "...... جیمز نے کہا لیکن اس کا لہجہ اور بولنے کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ غلط ہے۔ وہ جھوٹ بول رہا تھا اور جولیا خود بھی اس کے اس جھوٹ پر حیران ہو رہی تھی کہ جیمز کو جھوٹ بولنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے کیونکہ وہ اس وقت جب جولیا بندھی ہوئی کرسی پر بیٹھی تھی یہ کہہ کر گیا تھا کہ وہ اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دینے جا رہا ہے اور یہ کیسے ممکن تھا کہ اسے یہ بات معلوم ہی نہ ہو کہ جولیا اور اس کے ساتھی ولسان ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

" تمہیں جھوٹ بولنے کا بھی سلیقہ نہیں آتا جیمز۔ میرے سامنے تم

یہ کہہ کر گئے تھے کہ تم میرے ساتھیوں کی لاشوں کو یہاں منگوانے کا حکم دینے جا رہے ہو"...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وہ تو میں نے ویسے ہی غصے میں کہہ دیا تھا"...... جیمز نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" تم نے وکٹر کو دیکھا ہے کہ وہ کس پوزیشن میں ہے"...... جولیا نے کہا۔

" ہاں۔ تم نے اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا ہے لیکن تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا"...... جیمز نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" مجھ سے پہلے تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا جیمز۔ تم سمجھ رہے ہو کہ میں عورت ہوں۔ اس لئے تم پر رحم کھاؤں گی لیکن ایسا نہیں ہے۔ تمہارے جسم کا اب ایک ایک ریشہ علیحدہ ہو گا"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوڑے کو یکے بعد دیگرے دو بار جھٹکا دیا اور شڑ شڑ کی تیز آواز کے ساتھ ہی ہال کمرہ گونج اٹھا۔

" ہاں۔ اب بتاؤ کہ کسے فون کیا تھا اور کیا حکم دیا تھا بولو"۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے کمرہ شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ ہی جیمز کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

" بولو۔ سچ بولو"...... جولیا نے ہذیانی انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ جیمز کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے مسلسل گونجنے لگا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" مت مارو۔ مت مارو۔ رک جاؤ۔ مت مارو"...... جیمز نے چیخنے کے دوران کہا لیکن جولیا کا بازو پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آ گیا لیکن کوڑوں کی شڑاپ شڑاپ کی تیز آوازوں اور جیمز کے حلق سے نکلنے والی چیخوں کے دوران جولیا کے کانوں میں ایک ہلکی سی آواز پڑ گئی جو ان دونوں آوازوں سے علیحدہ تھی اور جولیا نے یکلخت کوڑا ایک طرف پھینکا اور جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کیونکہ یہ آواز اسے چھت پر کسی کے گرنے کی مخصوص ہلکی سی آواز تھی لیکن جیسے ہی وہ دوڑتی ہوئی دروازے کے قریب پہنچی اچانک ہال کمرے کی آخری دیوار کی طرف سے کھٹاک کی ہلکی سی آواز ابھری اور جولیا جیسے ہی مڑی اس نے یکلخت بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف کو غوطہ مارا ہی تھا کہ پسٹل کے دھماکوں سے کمرہ گونج اٹھا اور اس آواز میں جولیا کی ہلکی سی کراہ بھی شامل تھی کیونکہ غوطہ مارنے کے باوجود گولی اس کی پسلیوں کو چھوتی ہوئی نیچے فرش پر جا لگی تھی۔

دوسرے لمحے دیوار کے اوپر نظر آنے والے روشندان کی طرف سے چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کوئی دھب سے پیچھے کی طرف گرا تو جولیا نے ایک بار پھر جمپ لگایا اور دروازے کی طرف دوڑی ہی تھی کہ ایک بار پھر ہال کمرہ پے در پے مشین پسٹل کے دھماکوں سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی غوطہ کھا کر دروازے کی طرف دوڑتی ہوئی جولیا اچھل کر منہ کے بل نیچے گری۔ اسے یہی محسوس ہوا تھا کہ

یکے بعد دیگرے کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں زبردستی گھستی چلی گئی ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کے تاریک پڑتے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ اپنی تمام تر جدوجہد کے باوجود وہ آخرکار ہٹ ہو ہی گئی تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے پر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھاتے ہی اپنے مخصوص غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تمالا سے میجر گراز آپ سے بات کرنا چاہتا ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات فوراً۔ جلدی"...... کرنل ڈیوڈ نے میجر گراز کا نام سنتے ہی حلق کے بل چیختے ہوئے کہا کیونکہ میجر گراز کا نام سنتے ہی اس کے ذہن میں عمران اور اس کے ساتھی آگئے تھے۔

"ہیلو سر۔ میں میجر گراز بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے میجر گراز کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مجھے معلوم ہے تمہارا نام نانسنس۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کسی سڑک پر فون رکھے ہوئے بیٹھا ہوا ہوں کہ براہ راست تم سے بات ہو رہی ہے نانسنس۔ جلدی بکو۔ کیا بات ہے۔ کہاں ہیں عمران اور اس کے ساتھی۔ جلدی بکو"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"وہ عاکیہ پہنچ چکے ہیں سر"...... دوسری طرف سے مزید سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"عاکیہ۔ یہ عاکیہ کہاں ہے۔ کیا مطلب۔ کہاں ہے یہ عاکیہ"...... کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے یہ نام اس نے زندگی میں پہلی بار سنا ہو۔

"سر۔ یہ مصر کے صحرائے سینا کے آخر میں اسرائیل کی سرحد پر ایک چھوٹا سا شہر ہے"...... میجر گراز نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ تو یہ لوگ ادھر سے اسرائیل میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اوہ میں سمجھ گیا۔ ان کی منزل چونکہ تمالا ہے اور تمالا اسرائیل کے جنوب مشرق میں صحرائی علاقے میں ہے۔ اس لئے یہ تل ابیب سے گزر کر وہاں جانے کی بجائے صحرائے سینا سے براہ راست وہاں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ویری بیڈ۔ میرا تو خیال تھا کہ یہ تل ابیب میں داخل ہو کر پھر وہاں پہنچیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے خود کلامی کے سے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یس سر۔ عاکیہ سے وہ اسرائیل سرحدی شہر قاصر میں داخل ہوں گے اور پھر قاصر سے وہ براہ راست تمالا پہنچ جائیں گے"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ اس شیطان کا ذہن ایسے ہی چلتا ہے۔ وہ یقیناً ایسے ہی راستے اختیار کرتا ہے۔ جن کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن تم تو تمالا میں موجود ہو۔ پھر تمہیں کیسے اس بات کا علم ہو گیا"...... کرنل ڈیوڈ نے یکلخت ایک خیال کے آتے ہی چونک کر پوچھا۔

"تمالا میں سارج کے چیف کرنل اسمتھ نے باقاعدہ آفس بنایا ہوا ہے جس میں اس کا ایک فون سیکرٹری بھی ہے۔ وہ ایک خاص قسم کی شراب پینے کا بے حد شوقین ہے اور یہ شراب خاصی مہنگی ملتی ہے۔ میں نے اس سے دوستی کی غرض سے اسے اس شراب کی بوتلیں گفٹ میں دیں تو وہ میرا دوست بن گیا۔ پھر میں نے مزید بوتلوں کے عوض اس سے اس بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ اس نے بتایا کہ کرنل اسمتھ کو پاکیشیا سے فون پر اطلاع دی گئی کہ عمران اور اس کے ساتھی ایشیا سے مصر پہنچ رہے ہیں۔ سارج ایجنسی کا کوئی آدمی فواد نامی مصر میں ہے۔ اس سے کرنل اسمتھ نے رابطہ کیا اور پھر اس فواد نے اسے بتایا کہ یہ لوگ صحرائے سینا کے آخری سرحدی شہر عاکیہ جا رہے ہیں۔ اس کے بعد کرنل اسمتھ نے اپنے اسسٹنٹ میجر کارس کو کال کیا۔ میجر کارس

قاصر علاقے کا رہنے والا ہے ۔ کرنل اسمتھ سمجھ گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی عاکیہ سے قاصر اور قاصر سے سیدھے تمالا پہنچ جائیں گے چنانچہ اس نے میجر کارس کو قاصر بھجوا دیا۔ میجر کارس نے میرے دوست فون سیکرٹری کو بتایا کہ اس نے چیف کرنل اسمتھ سے کہا تھا کہ وہ قاصر میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ آسانی سے کر سکتا ہے لیکن کرنل اسمتھ نے اسے کہا کہ ایسا نہیں کرنا کیونکہ کرنل اسمتھ کے بقول اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت تمالا سے باہر کسی جگہ ہوئی تو اس کا کریڈٹ اسرائیلی ایجنسیوں کو جائے گا اور ان کی ہلاکت اگر تمالا میں ہوتی ہے تو اس کا کریڈٹ کرنل اسمتھ کو ملے گا۔ اس لئے کرنل اسمتھ نے میجر کارس کو حکم دیا کہ وہ صرف ان کی مشینی نگرانی کرے اور ٹی ایس ٹرانسمیٹر پر ان کے بارے میں اطلاعات دیتا رہے ۔ جب یہ لوگ تمالا میں داخل ہوں گے تو سارج ان کا خاتمہ کر دے گی"...... میجر گراز نے تفصیل سے ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ ویری بیڈ۔ میرا خیال غلط تھا۔ یہ کرنل اسمتھ تو بے حد ہوشیار اور تیز آدمی ہے اس طرح تو یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا واقعی تمالا میں خاتمہ کر دے گا کیونکہ انہیں تو معلوم ہی نہیں ہو گا کہ ان کی اس طرح نگرانی کی جا رہی ہے ۔ نہیں اب یہ کام ان کے تمالا پہنچنے سے پہلے ہمیں کرنا ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یس سر۔ جیسے آپ حکم دیں۔ کیا میں اپنے آدمیوں سمیت قاصر پہنچ جاؤں"...... میجر گراز نے کہا۔

"نہیں ۔ وہاں نہیں ۔ وہاں اس کرنل اسمتھ کا آدمی موجود ہو گا۔ ہم انہیں کہیں راستے میں ماریں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ ۔ یس سر۔ پھر یہ کام یقینی انداز میں قاصر سے حاویہ اور حاویہ سے تمالا جانے والی سڑک پر کہیں بھی آسانی سے کیا جا سکتا ہے"۔ میجر گراز نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا قاصر سے براہ راستہ تمالا جانے کے لئے کوئی سڑک نہیں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں سر۔ قاصر سے تمالا تک خوفناک صحرا ہے ۔ سڑک نہیں ہے اس لئے ادھر سے کوئی سفر نہیں کرتا۔ البتہ قاصر سے ایک سڑک گھوم کر حاویہ جاتی ہے اور حاویہ سے تمالا پہنچتی ہے ۔ گو اس طرح سفر بے حد طویل ہو جاتا ہے لیکن بہرحال سڑک کی وجہ سے سفر ہو سکتا ہے"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ان شیطانوں کو قاصر میں ہی ختم کیا جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ قاصر میں یا زیادہ سے زیادہ حاویہ میں"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"قاصر سے حاویہ کا فاصلہ کتنا ہے اور قاصر سے تمالا تک کسی قسم کی ٹرانسپورٹ جاتی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" اس روڈ پر عام مسافروں کے لئے بسیں ہیں۔ ویسے لوگ جیپوں اور کاروں پر بھی سفر کرتے ہیں"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" قاصر سے حاویہ کتنا فاصلہ ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" جناب۔ چھ سو کلو میٹر ہے اور حاویہ سے تمالا تک چار سو کلو میٹر ہے "...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" لیکن یہ لوگ کب قاصر پہنچیں گے "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" وہ تو شاید اب قاصر پہنچ بھی چکے ہوں گے جناب"...... میجر گراز نے کہا۔

" اوہ۔ پھر تو ہمارے قاصر پہنچتے پہنچتے وہ قاصر سے نکل جائیں گے۔ ٹھیک ہے ہمیں فوری طور پر حاویہ میں پکٹنگ کرنا ہو گی لیکن ہمیں ان کی شناخت بھی کرنا ہو گی۔ تمہارا کوئی آدمی ہے قاصر میں"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" آدمی تو کوئی نہیں جناب۔ لیکن ایک کام ہو سکتا ہے۔ وہاں کرنل اسمتھ کا آدمی میجر کارس موجود ہے اور میجر کارس نے کرنل اسمتھ کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ٹی ایس ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دینی ہے۔ اگر ٹی ایس ٹرانسمیٹر کال کیچر مل جائے تو ہم اس کی مدد سے میجر کارس کی دی ہوئی رپورٹیں سن کر معلوم کر لیں گے کہ کیا ہو رہا ہے اور ہم خود بھی سامنے نہیں آئیں گے "...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" ویری گڈ۔ تم بے حد ذہین آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ تم فوراً اپنے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ساتھیوں اور اسلحہ سمیت حاویہ پہنچو۔ میں بھی اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ جاؤں گا اور ٹی ایس ٹرانسمیٹر کا کال کیچر بھی ساتھ لے آؤں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" لیکن میں کہاں پہنچوں"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

" سر۔ حاویہ میں مین روڈ پر ایک احاطہ نما عمارت ہے جس کی نشانی یہ ہے کہ اس پر پتھر کی بنی ہوئی خوبصورت پری لگائی گئی ہے۔ اس لئے اسے فیری ہاؤس کہا جاتا ہے۔ اس میں بڑے بڑے کمرے بھی ہیں اور تہہ خانے بھی۔ وسیع و عریض احاطہ بھی ہے جس میں ہیلی کاپٹر اتر اور اڑ بھی سکتا ہے۔ فیری ہاؤس اس وقت خالی پڑا ہے۔ وہ میرے ایک قریبی دوست کا ہے۔ پہلے یہ کسی انٹرنیشنل کمپنی کے پاس کرائے پر تھا لیکن اب وہ خالی ہے۔ آپ وہاں آجائیں۔ ہم اسلحہ سمیت وہیں آپ کا استقبال کریں گے "...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہوں گے "...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" دس آدمی جناب"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے اور ضروری اسلحہ بھی لے جانا۔ میں چار پانچ گھنٹوں تک وہاں پہنچ جاؤں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی مؤدبانہ

آواز سنائی دی۔

" میرا ہیلی کاپٹر تیار کراؤ۔ پائلٹ کو بھی الرٹ کر دو۔ میں نے اسرائیل کے انتہائی جنوب مشرق میں ایک مقام حاویہ پہنچنا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" میجر لارسن موجود ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اسے کہو کہ مجھ سے بات کرے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" سر۔ میں میجر لارسن بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک دوسری مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" میجر لارسن۔ فوری طور پر ٹی ایس ٹرانسمیٹر کا کال کیچر جو انتہائی جدید ہو لے کر ہیلی کاپٹر پر پہنچو اور ہاں سنو۔ تم نے میرے ساتھ حاویہ جانا ہے ۔اس لئے پوری طرح تیار ہو کر آنا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا کیونکہ اس بار اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہ شک تک بھی نہ ہو گا کہ ان پر اس طرح راستے میں بھرپور حملہ ہو سکتا ہے اور وہ آسانی سے ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر اور تنویر اسلحہ خریدنے کے لئے یہاں کی ایک مخصوص مارکیٹ میں گھومتے پھر رہے تھے کہ اچانک تنویر نے صفدر کو مخصوص انداز میں کاندھا مارا تو صفدر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

" ہماری نگرانی ہو رہی ہے"...... تنویر نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

" نگرانی۔ وہ کیوں ۔یہاں تو ابھی ہم نے کوئی کارروائی بھی نہیں کی"...... صفدر نے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ اس مارکیٹ میں آنے والوں کی نگرانی کی جاتی ہو"...... تنویر نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن ہمیں اس بارے میں کنفرم کرنا ہو گا ورنہ ہم کسی بھی لمحے پھنس سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگلی گلی میں مڑ کر یکلخت رک جائیں گے۔ ایک ہی آدمی ہے۔ اسے میں کور کر لوں گا"...... تنویر نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اگلی گلی کے آخر میں پڑے ہوئے کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم دیکھ کر ان دونوں نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیئے کیونکہ یہاں اکثر گلیوں میں ہی اسلحے کی دکانیں تھیں۔ گلی کا موڑ مڑتے ہی صفدر تیزی سے آگے بڑھ گیا جبکہ تنویر گلی کے سرے پر ہی دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لمبے قد اور دبلے پتلے جسم کا آدمی گلی کی نکڑ سے مڑا ہی تھا کہ تنویر نے یکلخت کسی بھوکے عقاب کی طرح اسے چھاپ لیا۔ وہ اس کے سینے سے آ لگا تھا اور اس کی گردن کے گرد تنویر کا بازو تھا۔ وہ آدمی ابھی تڑپ ہی رہا تھا اور اس کے منہ سے گھٹی گھٹی آوازیں نکل رہی تھیں کہ تنویر نے بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا جسم لٹک سا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ تنویر اسے سینے سے لگائے ہی پلٹ گیا۔ اس نے سڑک کی طرف پشت کر لی تھی تاکہ وہاں سے گزرنے والے یہ سب کچھ نہ دیکھ سکیں ورنہ فوراً پولیس وہاں پہنچ جاتی۔ پھر وہ اس آدمی کو اسی انداز میں بازو میں لٹکائے تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"ادھر اس بڑے ڈرم کی سائیڈ میں ڈال دو اسے"...... صفدر نے آگے آ کر کہا تو تنویر نے ویسے ہی کیا اور صفدر نے جھک کر پہلے اس آدمی کے لباس کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے ایک پرس، ایک مشین پسٹل اور ایک زیرو فائیو ٹرانسمیٹر برآمد ہوا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے"۔ صفدر نے ٹرانسمیٹر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... تنویر نے کہا اور صفدر نے سارا سامان جیب میں ڈالا اور پھر جھک کر اس نے اس آدمی کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"تم ہٹ جاؤ۔ میں اس سے پوچھتا ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں عمران صاحب کی تکنیک پر کام کروں گا ورنہ یہاں اس کی معمولی سی بلند آواز بھی نکلی تو ہم پھنس جائیں گے"...... صفدر نے کہا اور پھر جیسے ہی وہ آدمی ہوش میں آیا صفدر نے اپنا پاؤں اٹھا کر اس کی گردن کی سائیڈ پر رکھ کر اسے اوپر کی طرف پریس کر دیا اور اس آدمی کا اٹھتا ہوا جسم یکلخت ایک جھٹکے سے نیچے گرا اور اس کے حلق سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"کیا نام ہے تمہارا بولو۔ ورنہ"...... صفدر نے پیر کو پیچھے ہٹاتے ہوئے غرا کر کہا۔

"رچرڈ۔ میرا نام رچرڈ ہے۔ پیر ہٹا لو۔ یہ کیسا عذاب ہے۔ پیر ہٹا لو"...... اس آدمی نے رک رک کر اور انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

"سب کچھ سچ بتا دو ورنہ ایک لمحے میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ بولو

کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے بولو"...... صفدر نے پیر کو پہلے آگے اور پھر پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

" سارج۔ سارج ایجنسی سے "...... رچرڈ نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں بے اختیار اچھل پڑے اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ رچرڈ سے سب کچھ معلوم کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور صفدر نے آخر میں مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اس کی شہ رگ کچل دی اور رچرڈ ہلاک ہو گیا۔ صفدر نے اس کی لاش کو گھسیٹ کر کوڑے کے آخری ڈرم کے پیچھے اس انداز میں چھپا دیا کہ جب تک وہاں باقاعدہ چیک نہ کیا جائے تب تک لاش کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ ویسے بھی یہاں تیز سردی پڑ رہی تھی۔ اس لئے لاش کئی دنوں تک بغیر بو پیدا کئے پڑی رہ سکتی تھی۔

" یہ سب تو برا ہوا صفدر۔ یہ لوگ ہی وہاں ولسان ہوٹل میں موجود تھے اور ہم نے جس طرح پاکیشیائی زبان میں باتیں کیں اس سے یہ لوگ چونک پڑے "...... تنویر نے کہا۔

" آؤ۔ ہمیں جولیا سے بات کرنا ہو گی۔ آؤ"...... صفدر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر پہنچے اور آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر ایک پبلک فون بوتھ میں داخل ہو کر صفدر نے جیب سے فون کارڈ نکال کر فون سیٹ میں ڈال دیا۔ وہ کافی تعداد میں یہ کارڈ پہلے ہی خرید چکے تھے کیونکہ کسی بھی وقت کسی بھی جگہ اس کی فوری ضرورت پڑ سکتی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تھی۔ صفدر نے کارڈ ڈال کر رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے ہوٹل کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ولسان ہوٹل"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" روم نمبر دو سو بارہ میں مس مارگریٹ سے بات کرائیں۔ میں ان کا ساتھی مارشل بول رہا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

" اوہ سر۔ مس مارگریٹ کا کمرہ تو لاکڈ ہے البتہ آپ کے لئے ان کا ایک فون پیغام موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

" انہوں نے پیغام دیا ہے کہ آپ فوری طور پر اس فون نمبر پر ان سے رابطہ کریں"...... آپریٹر نے کہا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بھی بتا دیا۔

" اوکے۔ تھینک یو"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے کارڈ کو مزید اندر پریس کیا تو فون آن ہونے کی لائٹ جل اٹھی تو صفدر نے وہ نمبر پریس کر دیئے جو ہوٹل کے فون آپریٹر نے بتائے تھے لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز بھی سنائی نہ دی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ نمبر ڈیڈ ہو۔ چند لمحوں بعد صفدر نے کریڈل دبایا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیا۔

" یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

"چیف پولیس کمشنر آفس سے کمانڈر رچرڈ بول رہا ہوں"۔ صفدر نے لہجے کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فون نمبر نوٹ کریں اور مجھے بتائیں کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ یہ انتہائی اہم اور سیریئس حکومتی معاملہ ہے۔ اس لئے پوری طرح احتیاط کریں۔ کوئی غلطی نہیں ہونی چاہئے"...... صفدر نے سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ فون نمبر بتا دیا جو ہوٹل کی فون آپریٹر نے بتایا تھا۔

"یس سر۔ کوئی غلطی نہیں ہو گی سر"...... فون آپریٹر نے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر"...... چند لمحوں بعد فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... صفدر نے کہا۔

"سر۔ یہ فون جارج کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک میں نصب ہے اور مسٹر جیمز کے نام پر ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ کوئی غلطی تو نہیں ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ میں نے دو بار چیک کیا ہے"...... فون آپریٹر نے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... صفدر نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر اس نے کارڈ باہر نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ فون بوتھ سے باہر آ گیا۔

"بڑی دیر لگا دی تم نے"...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو صفدر نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ جولیا کو ہوٹل سے اغوا کر کے جارج کالونی کی اس کوٹھی میں لے جایا گیا ہے۔ لیکن پھر جولیا کو وہاں سے فون کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ اگر فون کر سکتی تھی تو باہر بھی نکل سکتی تھی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں جولیا سے فون جبراً کرایا گیا ہے۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"ہمارے قتل کا حکم بھی شاید اسی لئے دیا گیا تھا لیکن وہ آدمی رچرڈ موقع دیکھتا رہ گیا اور الٹا ہمارے ہاتھوں ہلاک ہو گیا"۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ دیا۔

"جارج کالونی چلو"...... صفدر نے عقبی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ تنویر دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ گو انہوں نے ابھی تک کوئی بڑا اسلحہ تو نہ خریدا تھا البتہ ایک دکان سے انہوں نے جدید ساخت کے مشین پسٹل خرید لئے تھے اور یہ مشین پسٹلز

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ان کی جیبوں میں موجود تھے۔ تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد ٹیکسی جارج کالونی میں داخل ہوئی تو صفدر نے ٹیکسی ڈرائیور کو رکنے کے لئے کہا اور پھر میٹر دیکھ کر اس نے اسے کرایہ کے ساتھ ساتھ بھاری ٹپ بھی دے کر رخصت کر دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی موڑی اور پھر شہر کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ"...... صفدر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک کے سامنے موجود تھے۔ کوٹھی کا جہازی سائز کا پھاٹک بند تھا، صفدر اور تنویر اس پھاٹک کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہیں اندر سے ہونے والی فائرنگ کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اوہ جولیا خطرے میں ہے"...... تنویر نے انتہائی بے چینی سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کہتا، تنویر کسی پھرتیلے بندر کی طرح پھاٹک پر چڑھا اور دوسرے لمحے اندر کود گیا۔ چند لمحوں بعد ہی چھوٹا پھاٹک کھل گیا اور صفدر بھی تیزی سے اندر داخل ہوا تو اس نے تنویر کو گیراج کے ایک ستون کی اوٹ میں ہوتے دیکھا۔ اسی لمحے اس نے سامنے عمارت کے چوڑے برآمدے کے ساتھ اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں میں سے ایک آدمی کو دو دو سیڑھیاں پھلانگ کر نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔ اس آدمی نے ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑا ہوا تھا۔ تنویر شاید اس آدمی کے اس انداز میں سیڑھیاں اترنے کی آواز سن کر ستون کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ صفدر بھی تیزی سے چھوٹے پھاٹک کی اوٹ میں ہوا ہی تھا کہ دوسرے لمحے اس نے تنویر کو اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

آدمی پر جس کا رخ اب اندر جاتی ہوئی گیلری کی طرف تھا فائر کرتے دیکھ لیا۔ دھماکے کے ساتھ ہی وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا اور پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ تنویر نے دوڑ کر برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے اس آدمی پر دوسرا فائر کھول دیا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا وہ آدمی ایک بار پھر منہ کے بل نیچے گرا اور پھر جب تک تنویر برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر تک پہنچا وہ آدمی ساکت ہو چکا تھا۔ تنویر ایک لمحے کے لئے رکا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں دور سے کراہنے کی نسوانی آواز پڑی تو وہ بے اختیار اچھل کر اندر کی طرف دوڑ پڑا۔ کیونکہ وہ جولیا کی آواز پہچانتا تھا۔ صفدر نے پھاٹک بند کیا اور پھر وہ بھی تنویر کے پیچھے دوڑ پڑا اور برآمدے کی سیڑھیوں پر پہنچا لیکن وہ اندر جانے کی بجائے سیڑھیوں کی طرف دوڑا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ ان کی غفلت کی وجہ سے کوئی اوپر سے نیچے آکر انہیں گولیوں سے نہ اڑا دے۔ اسے معلوم تھا کہ نیچے تنویر معاملات کو سنبھال لے گا۔ اس لئے اس نے اوپر کی منزل جہاں سے آدمی نیچے اترا تھا چیک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک گیلری پر ہوا جو گھوم کر دوسری سائیڈ کی طرف جا رہی تھی۔ صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ وہاں گیلری میں دو بڑے بڑے روشندان تھے جن میں سے ایک کے ساتھ فرش پر پشت کے بل ایک آدمی گرا ہوا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک مشین پسٹل بھی پڑا ہوا تھا۔ اس کی گردن میں گولی لگی تھی اور

وہ مر چکا تھا۔ دوسرا روشندان بھی تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ صفدر نے اندر جھانکا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا جس میں ایک مقامی آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ دیوار کے ساتھ ایک کرسی پر ایک آدمی رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ لیکن اس کا پورا جسم زخمی تھا اور اس آدمی کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی یا تو وہ مر چکا تھا یا بے ہوش تھا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر کی نظریں دروازے کے قریب پڑی ہوئی جولیا پر پڑیں تو وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔ جولیا کے جسم پر کئی جگہوں سے خون نکل رہا تھا اور اتنی دور سے بھی اس کی حالت بے حد ابتر دکھائی دے رہی تھی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور واپس دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ بیک وقت کئی کئی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترا ہی تھا کہ اسے اندر سے تنویر کے چیخ کر اسے بلانے کی آواز سنائی دی۔

"آ رہا ہوں"...... صفدر نے بھی چیخ کر جواب دیا اور پھر برآمدے میں پہنچ کر وہ اس آدمی کی لاش کو پھلانگتا ہوا اندر کی طرف دوڑ پڑا۔

"جلدی آؤ۔ جولیا کی حالت بے حد نازک ہے"...... اندر سے تنویر کی انتہائی متوحش آواز سنائی دی اور صفدر کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو گئی اور پھر وہ ایک راہداری کے اختتام پر موجود دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوا تو اس نے تنویر کو جولیا پر جھکے ہوئے دیکھا۔

"یہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو مر رہی ہے"...... تنویر نے صفدر کو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دیکھ کر انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسے تھا جیسے وہ ابھی خود بھی بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑے گا۔ ساتھ ہی ایک بڑا سا میڈیکل باکس موجود تھا۔

"ہٹو۔ میں دیکھتا ہوں۔ اللہ خیر کرے گا"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ جولیا پر جھک گیا۔ جولیا کو اس حالت میں دیکھ کر اس کی اپنی آنکھوں میں اندھیرا سا چھا رہا تھا لیکن بہرحال اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"یہ زیادہ خطرناک زخمی نہیں ہے۔ صرف خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہے۔ جلدی سے میڈیکل باکس کھولو"۔ صفدر نے کہا۔ گو اس نے اپنے طور پر تو آہستہ آواز میں بات کی تھی لیکن اس کی آواز خود بخود چیختی ہوئی سی نکلی تھی اور پھر صفدر نے پہلے جولیا کے زخم دھوئے پھر اندر موجود گولیاں نکالیں۔ باقی دو گولیاں سائیڈ سے پہلے ہی نکل گئی تھیں۔ اس کے بعد اس نے اس کی باقاعدہ بینڈیج کی اور آخر میں اس نے اسے طاقت کے یکے بعد دیگرے دو انجکشن لگائے اور پھر جولیا کی نبض پکڑ کر بیٹھ گیا۔ تنویر ہونٹ بھینچے کسی مجسمے کی طرح ساکت کھڑا تھا۔ اس کی پلکیں بھی نہ جھپک رہی تھیں۔ صفدر کے چہرے پر بھی شدید کھنچاؤ تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وقت بھی ساکت ہو گیا ہو۔

"کیا جولیا بچ جائے گی"...... اچانک تنویر کی آواز سنائی دی اور اسی لمحے صفدر کے جسم میں جیسے یکلخت پارہ سا دوڑ گیا کیونکہ جولیا کی

ڈوبتی ہوئی نبض دوبارہ ہموار ہونا شروع ہو گئی تھی۔

" اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے ۔ اب یہ خطرے سے باہر ہے "۔ صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر میڈیکل باکس میں سے انجکشن نکال کر اس نے یکے بعد دیگرے جولیا کے بازو میں دو مزید انجکشن لگائے اور ایک بار پھر نبض دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" جولیا کو جلد ہی ہوش آجائے گا۔ اب کوئی خطرہ نہیں ہے اور ویسے خطرہ پہلے بھی نہیں تھا۔ دو گولیاں تو لگ کر نکل گئی تھیں اور دو اندر پسلیوں میں اٹک گئی تھیں۔ وہ بھی کھال کے قریب تھیں اس لئے آسانی سے نکل آئیں۔ اس کی یہ حالت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ بہرحال پھر بھی اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ ہم لوگ بروقت پہنچے ہیں"...... صفدر نے تنویر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے "...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جبکہ صفدر کرسی پر موجود اس آدمی کی طرف بڑھ گیا جو رسی سے جکڑا ہوا تھا اور اس کا جسم شدید زخمی تھا۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔

" اسے ابھی ایسے ہی پڑا رہنے دو۔ پہلے جولیا سے بات ہو جائے ۔ پھر اس سے بھی بات کر لیں گے "...... تنویر نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سرہلا دیا۔ اسی لمحے جولیا کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو صفدر تیزی سے مڑا اور پھر اس نے جولیا کو فرش سے اٹھا کر ایک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرسی پر ڈال دیا۔

" تم۔ تم صفدر۔ تم تنویر۔ اوہ تم یہاں کیسے اور کب آئے "۔ جولیا نے ہوش میں آتے ہی صفدر اور تنویر کو دیکھتے ہوئے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم شدید زخمی تھی۔ اب تمہاری حالت خطرے سے باہر ہے ۔ کیا ہوا تھا تمہیں اور یہ آدمی کون ہے "...... تنویر نے کہا۔

" یہ آدمی جیمز ہے ۔ یہاں سارج کا چیف۔ ان لوگوں نے تمہارے جانے کے بعد مجھے ہوٹل کے کمرے سے بے ہوش کر کے اغوا کیا اور پھر یہاں میری آنکھیں کھلیں"...... جولیا نے رک رک کر اور آہستہ آواز میں بتانا شروع کر دیا اور صفدر اور تنویر دونوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ جب جولیا نے جیمز کے باہر جانے کے بعد وکٹر سے ہونے والی فائٹ اور پھر جیمز کے آنے پر اس سے ہونے والی فائٹ کی تفصیل بتائی تو صفدر اور تنویر دونوں کے چہروں پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے لیکن انہوں نے منہ سے کچھ نہیں کہا۔ جولیا نے پھر اس جیمز کو یہاں باندھ کر اس سے پوچھ گچھ کے بارے میں بتایا۔

" میں اس پر کوڑے برسا رہی تھی کہ میرے کانوں میں ایسی آواز پڑی جیسے کوئی چھت سے کودا ہو۔ میں نے کوڑا پھینکا اور مشین پسٹل نکال کر دروازے کی طرف دوڑی تو مجھے ایک روشندان سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ میں نے غوطہ مارا لیکن گولی نے

بہر حال مجھے چھو لیا لیکن میں نے جوابی گولی چلائی تو ادھر سے چیخ مار کر کوئی پیچھے کی طرف گرا اور پھر میں دروازے کی طرف لپکی لیکن اوپر سے مجھ پر مسلسل فائرنگ ہوئی اور میرا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا"۔ جولیا نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم نے واقعی ہمت کی ہے جولیا"...... صفدر نے کہا تو جولیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" تم یہاں کیسے آئے ۔ کیا میں میرا دیا ہوا پیغام تمہیں مل گیا تھا۔ لیکن میں نے تو فون کرنے کا کہا تھا۔ اس لئے میں فون یہاں لے آئی تھی"...... جولیا نے کہا۔

" میں نے یہاں فون کیا تھا۔ لیکن یہاں کال ہی نہیں ہو رہی تھی۔ شاید فون میں کوئی گڑبڑ ہے ۔ پھر اس فون نمبر کے ذریعے اس کوٹھی کا پتہ کیا اور ہم یہاں پہنچے تو اندر سے فائرنگ کی آوازیں سن کر تنویر پھاٹک پر چڑھ کر اندر کودا اور اس نے چھوٹا پھاٹک کھول دیا۔ اسی لمحے کوئی سیڑھیوں سے اترا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا، اسے تنویر نے مار گرایا۔ میں اوپر گیا تو گیلری میں روشندان کے سامنے ایک آدمی مردہ پڑا تھا۔ اس کی گردن میں گولی لگی تھی۔ پھر مجھے تم شدید زخمی حالت میں دکھائی دی تو میں واپس آگیا۔ اس کے بعد تنویر اور میں نے مل کر تمہاری بینڈیج کی اور اللہ تعالیٰ نے خصوصی مہربانی فرما دی اور تم خطرے کی حالت سے باہر آگئی"...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" واقعی اللہ تعالیٰ جب مہربانی کرے تو پھر سب کچھ ممکن ہے لیکن یہ آدمی اچانک کہاں سے آگئے ۔ انہیں کس نے کال کیا تھا اور پھر یہ سامنے کے رخ سے آنے کی بجائے چھت پر کیسے کودے اور پھر گیلری میں کیسے آگئے "...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اب یہی جیمز بتا سکتا ہے ۔ وہ دونوں تو ہلاک ہو چکے ہیں"۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ ۔ اس کی روح بھی بتائے گی سب کچھ "...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تنویر۔ تم اس کالونی میں ہی کوئی ایسی کوٹھی تلاش کرو جو برائے فروخت یا برائے کرایہ ہو۔ ہم اس جیمز سمیت وہاں شفٹ ہو جاتے ہیں۔ پھر وہاں اطمینان سے اس جیمز سے پوچھ گچھ بھی ہوتی رہے گی اور جولیا کی مزید میڈیکل ٹریٹمنٹ بھی ہو جائے گی ورنہ یہاں کسی بھی وقت مداخلت کا خطرہ ہے اور جولیا کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اپنا ہی تحفظ کر سکے "...... صفدر نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے کسی پارکنگ سے کوئی بڑی کار بھی اڑانی پڑے گی کیونکہ جولیا کو اب کاندھے پر لاد کر تو سڑک پر چلا نہیں جا سکتا"...... تنویر نے کہا اور صفدر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت صحرائے سینا کے آخری سرحدی شہر عاکیہ کے ایک سرائے نما ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ چار پانچ گھنٹے پہلے ایک بڑے ہیلی کاپٹر کے ذریعے صحرائے سینا کراس کر کے عاکیہ شہر پہنچے تھے۔ یہ ہیلی کاپٹر ایک سیاحتی کمپنی کا تھا جو سیاحوں کو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے صحرائے سینا کی سیر کراتے تھے یا ایسے سیاح جو طبقہ امراء سے تعلق رکھتے تھے اور وہ خوفناک صحرا کو مخصوص جیپوں پر کراس کرنے کی بجائے ہیلی کاپٹر سروس سے استفادہ کرنے کی حیثیت رکھتے ہوں، عاکیہ پہنچایا کرتی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی یہ ہیلی کاپٹر سروس عاکیہ پہنچنے کے لئے حاصل کی تھی۔ عمران سمیت اس کے چاروں ساتھی ایکریمین میک اپ میں تھے اور ان کے پاس خصوصی بین الاقوامی سیاحتی کارڈز

RAFREXO@HOTMAIL.COM

موجود تھے اور ان کارڈز پر باقاعدہ اسرائیل کی صحرائی سیاحت کا بین الاقوامی اجازت نامہ بھی موجود تھا۔ عمران نے یہ کارڈز خصوصی طور پر ناراک میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کلارک کے ذریعے تیار کرائے تھے اور اگر ان کی تصدیق کی جاتی تب بھی ان کے بارے میں یہی رپورٹ آتی کہ یہ کاغذات اصل اور درست ہیں۔ عاکیہ گو ایک چھوٹا سا دیہاتی شہر تھا لیکن یہاں ایک سرائے نما ہوٹل موجود تھا کیونکہ عاکیہ کے قریب ہی قدیم دور کے چند ایسے آثار موجود تھے جن کی شہرت پورے مصر میں تھی اور اکثر لوگ ان قدیم آثار کو دیکھنے کے لئے ہی یہ خوفناک صحرا مخصوص جیپوں پر عبور کر کے یہاں تک پہنچتے تھے۔ ان سیاحوں کے لئے یہ ہوٹل موجود تھا۔ یہ دو منزلہ تھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایکریمین سمجھتے ہوئے اوپر والی منزل پر کمرے دیئے گئے تھے۔ کیونکہ نیچے جو کمرے تھے وہ خاصے چھوٹے تھے اور ان میں حبس بھی بے حد زیادہ تھی جبکہ دوسری منزل کے کمرے بڑے اور ہوادار تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں کو کمروں میں چھوڑ کر خود کہیں چلا گیا تھا اور اس کی واپسی ابھی پندرہ بیس منٹ پہلے ہوئی تھی اور عمران نے گھنٹی بجا کر باہر موجود بیرے کو بلا کر اسے اس علاقے کا مشہور قہوہ لانے کا کہا اور اس وقت وہ سب اس قہوے کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے قہوہ کے مخصوص پیالے ان کے سامنے میز پر رکھے اور پھر ٹرالی ایک طرف

دیوار کے ساتھ کھڑی کر کے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

" عمران صاحب۔ کیا قاصر جانے کا انتظام ہو گیا ہے "....... ویٹر کے جاتے ہی صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" عاکیہ سے قاصر جانا کون سا مشکل کام ہے ۔ صرف ایک لانگ جمپ کی ضرورت ہے اور ہم عاکیہ سے قاصر میں داخل ہو جائیں گے "....... عمران نے قہوہ کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا دونوں ملکوں کے درمیان کوئی چیک پوسٹ نہیں ہے "...... خاور نے حیران ہو کر کہا۔

" دونوں طرف چیک پوسٹیں ہیں اور میں بھی ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ مصر کی چیک پوسٹ کے بعد صرف ایک لانگ جمپ کے بعد ہم اسرائیل کی چیک پوسٹ پر کھڑے ہوں گے اور ہمارے کاغذات اصل اور درست ہیں۔ ہم ایکریمین سیاح ہیں اور اسرائیل میں ایکریمین سیاحوں کی بے حد عزت کی جاتی ہے "...... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر آپ تین چار گھنٹے کہاں گھومتے رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"آوارہ گردی کرتا رہا ہوں"...... عمران نے کہا تو صدیقی اور باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے ۔

"آپ پٹڑی سے اتر رہے ہیں۔ ہم جولیا اور تنویر نہیں ہیں کہ آپ ہمیں ٹرخا دیں"...... صدیقی نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" ارے ۔ ارے ۔ اچھا ہوا تم نے یاد دلا دیا۔ میں واقعی تمہیں جولیا ہی سمجھ رہا تھا۔ آجکل ویسے بھی جنس کی تبدیلی کے آپریشن دھڑا دھڑ ہو رہے ہیں لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ صرف لڑکیاں ہی کیوں لڑکے بن رہی ہیں کوئی لڑکا آج تک تبدیلی جنس کے بعد لڑکی نہیں بنا"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" عمران صاحب۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے نعمانی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے علاوہ باقی ساتھی بے اختیار چونک پڑے ۔ ان کے چہروں پر حیرت نمایاں تھی۔

" تو کیا وہ لوگ یہاں ہوٹل تک آپہنچے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو ہمارے ساتھ کمروں میں ہی رہے ہو"...... صدیقی نے حیرت بھرے انداز میں نعمانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں اس کمرے میں آنے سے پہلے لابی میں گیا تھا۔ میں ایک جوس کا ٹن لینا چاہتا تھا۔ وہاں میں نے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ ویسے ہی لابی میں کھڑا تھا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ میری نگرانی کر رہا ہے ۔ پھر جب میں اس کمرے میں داخل ہوا تو میں نے اسے اس طرف ہی دیکھتے ہوئے پایا۔ بہرحال عام آدمی اور نگرانی کرنے والے کے درمیان فرق ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں"...... نعمانی نے کہا۔

"تم نے اس بارے میں کوئی بات ہی نہیں کی"...... صدیقی نے کہا۔

"میں چاہتا تھا کہ عمران صاحب کے آنے کے بعد یہ بات کروں کیونکہ عمران صاحب ہم سب سے زیادہ ایسی باتوں کو مارک کر لیتے ہیں"...... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ہماری یہاں باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے اور میں نے اس بارے میں جو تحقیقات کی ہیں اس کے مطابق یہ نگرانی قاہرہ میں سارج کا چیف فواد نامی شخص کرا رہا ہے اور فواد کا رابطہ تمالا میں سارج کے چیف ایجنٹ کرنل اسمتھ سے ہے"۔ عمران نے کہا تو سب بری طرح اچھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ قاصر میں ہی ہمارے مقابلے پر آجائیں گے جبکہ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ ہم تمالا پہنچ کر اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں گے"...... خاور نے کہا۔

"ہاں۔ میرا بھی یہی خیال تھا لیکن اب جو صورتحال سامنے آئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سارج کوئی عام ایجنسی نہیں ہے بلکہ یہ باقی تمام ایجنسیوں سے زیادہ فعال ہے۔ ایک بات اور کہ سارج کا جال تقریباً پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے اس مشن کے بعد ہمیں اس کے مرکز کا خاتمہ بھی کرنا ہو گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے مس جولیا اور ان کے ساتھی گئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوئے تو ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"وہ اصل ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ اسے عارضی ہیڈ کوارٹر کہا جا سکتا ہے۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق جب کسی گروپ کو مشن پر بھیجا جاتا ہے تو اس گروپ کا چیف عارضی طور پر اس صحرا کی اس عمارت میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہنچ جاتا ہے اور وہاں ایک چیک پوسٹ ہے جہاں لوگ ڈیوٹی دینا شروع کر دیتے ہیں۔ جب یہ گروپ واپس چلا جاتا ہے تو یہ چیک پوسٹ اور ہیڈ کوارٹر خالی کر دیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ایسا کیوں کیا جاتا ہے"...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کا خیال ہے کہ ہیڈ کوارٹر کی تباہی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ سارج کے ایجنٹوں کا پیچھا کرتے ہوئے دشمن ان تک پہنچے یا ان ایجنٹوں سے معلومات حاصل کر کے ہی وہ لوگ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے تاکہ اگر کسی بھی گروپ کو پکڑ لیا جائے یا ان کا پیچھا کیا جائے تو سرا اس ہیڈ کوارٹر تک پہنچ کر ختم ہو جائے۔ اصل ہیڈ کوارٹر کو انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سارج نے پوری دنیا کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کا ایک چیف بنایا ہے۔ ان چاروں چیفس پر ایک چیف باس ہے اور پھر ان کے اوپر بورڈ آف گورنرز ہے جس کا چیئرمین لارڈ انتھونی ہے۔ یہ تنظیم پوری دنیا میں اسلحہ اور منشیات کی سمگلنگ بھی

کرتی ہے اور حکومت اسرائیل اور حکومت ایکریمیا دونوں کی سرپرستی بھی اسے حاصل ہے۔ خاص طور پر اسرائیل کی۔ کیونکہ سارج بنیادی طور پر کٹڑیہودیوں پر ہی مشتمل ہے۔ اس میں کام کرنے والا ہر ایجنٹ بھی کٹڑیہودی ہے چاہے اس کا تعلق اسرائیل سے ہے یا ایکریمیا سے یا کسی اور ملک سے"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ کو یہ ساری بنیادی معلومات کہاں سے مل گئی ہیں"...... خاموش بیٹھے ہوئے چوہان نے اچانک عمران سے مخاطب ہو کر حیرت بھرے لہجے میں کہا تو باقی ساتھی بھی عمران کو غور سے دیکھنے لگے۔

"تم بتاؤ۔ مجھے ان باتوں کا کہاں سے علم ہو سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی صورت ہے کہ آپ نے چیئرمین لارڈ انتھونی کے کسی خاص آدمی کو گھیرا ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"گڈ۔ تم واقعی اب چیف کے رتبہ جلیلہ پر فائز ہو چکے ہو"۔ عمران نے کہا تو صدیقی سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"آئی ایم سوری عمران صاحب۔ میں نے صرف ایک اندازے کے تحت کہا ہے"...... صدیقی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ تم نے درست اندازہ لگایا ہے۔ ہمارے سامنے صرف لارڈ انتھونی کا نام تھا اور لارڈ انتھونی بہرحال چیئرمین ہے لیکن یہ کام میرا نہیں ہے بلکہ تمہارے چیف کا ہے۔ اس کے ناراک میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

فارن ایجنٹ کلارک نے اس لارڈ انتھونی کی پرسنل سیکرٹری جو اس کی گرل فرینڈ کا عہدہ بھی رکھتی ہے کو گھیر کر اس سے یہ معلومات حاصل کی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو اصل ہیڈ کوارٹر کا بھی علم ہو گیا ہو گا"...... خاور نے کہا۔

"نہیں۔ اصل ہیڈ کوارٹر کو مقدس مقام کا درجہ دے کر اس حد تک خفیہ رکھا گیا ہے کہ لارڈ انتھونی کی پرسنل سیکرٹری کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ البتہ اس نے یہ بتایا ہے کہ ہیڈ کوارٹر کو ہیڈ کوارٹر نہیں بلکہ ہیون ویلی کا نام دیا گیا ہے۔ مطلب ہے مقدس وادی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وادی کا تو مطلب ہے کہ ہیڈ کوارٹر کسی پہاڑی علاقے میں ہے کیونکہ وادی تو پہاڑوں کے درمیان ہی ہوتی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"شاید ایسا ہی ہو لیکن ڈاج دینے کے لئے بھی تو ایسا نام رکھا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب۔ پھر تو چیف نے مس جولیا اور ان کے ساتھیوں کا مشن روک دیا ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ میری چیف سے بات ہوئی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ کام کر رہے ہیں اور چیف انہیں اس لئے نہیں روکنا چاہتا کہ شاید وہ فرضی ہیڈ کوارٹر سے اصل ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع یا اس سے متعلق

کوئی اشارے حاصل کر لیں اور ہمیں بھی اس نے یہی کہا ہے کہ ہم اپنا مشن مکمل کر کے ان سے جا ملیں اور اصل ہیڈ کوارٹر ٹریس کر کے اس سارج کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ وہ کام تو ہوتا رہے گا لیکن اب اس مشن کا کیا ہو گا"...... خاور نے کہا تو عمران نے جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکالا اور اسے کھول کر درمیانی میز پر رکھ دیا۔

"یہ قاصر اور تمالا کے درمیانی حصے کا نقشہ ہے۔ قاصر سے تمالا کے درمیان براہ راست کوئی سڑک نہیں ہے بلکہ قاصر سے پہلے طویل چکر کاٹ کر حاویہ جانا پڑے گا اور پھر حاویہ سے ایک اور طویل چکر کاٹ کر تمالا پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر ہم تیز رفتار جیپوں کی مدد سے بھی اس سڑک کے ذریعے تمالا پہنچنے کی کوشش کریں تو ہمیں کم از کم ایک ہفتہ لگ جائے گا جبکہ قاصر سے براہ راست تمالا کے درمیان ایک ہولناک صحرا موجود ہے جس میں چند ہی نخلستان ہیں اور ہم اگر خصوصی جیپوں کے ذریعے اس صحرا کو کراس کرنے کی کوشش کریں تو ہمیں ایک صحرائی گائیڈ کے ساتھ ساتھ وافر مقدار میں پانی اور صحرا میں استعمال ہونے والے مخصوص خیمے، لباس اور دوسرا سامان بھی ساتھ رکھنا ہو گا۔ میں نے یہاں سے معلوم کیا ہے۔ قاصر سے ہمیں ایسی مخصوص جیپیں اور دیگر سامان آسانی سے مل سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"کیا قاصر سے کوئی ہیلی کاپٹر نہیں مل سکتا عمران صاحب"۔ خاور نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں ایسی کوئی سروس ہی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایئر فورس کا سپاٹ ہے کہ ہم وہاں سے ہیلی کاپٹر اڑا لیتے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اگر اس کرنل اسمتھ کو ہمارے بارے میں علم ہو گیا ہے تو لامحالہ وہ قاصر میں ہمیں گھیرنے یا کم از کم ہماری نگرانی کرانے کا جال ضرور بچھائے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ فواد کا دائرہ کار تو یہاں عاکیہ تک ہے اور ہمارے قاصر جانے کی اطلاع وہ کرنل اسمتھ کو ضرور دے گا۔ اب یہ معلوم نہیں ہے کہ کرنل اسمتھ کا کوئی آدمی قاصر میں ہے یا نہیں یا وہ وہاں کس گروپ کی خدمات حاصل کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب اگر وہ صحرا میں گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر پہنچ گئے تو ہمیں وہاں چھپنے کی بھی جگہ نہیں ملے گی۔ اس لئے ہمیں سڑک کے راستے ہی جانا چاہئے۔ گو اس میں زیادہ وقت لگ جائے گا لیکن بہرحال دوسری ٹریفک کی وجہ سے وہ کھل کر ہم پر حملہ نہ کر سکیں گے"۔ چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن اتنا عرصہ لگانے کے بعد اگر وہ لوگ اس لیبارٹری سے ہی فارغ ہو کر کہیں اور شفٹ ہو گئے تو ہمارا سارا کیا کرایا ختم ہو جائے گا۔ ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے

وہاں پہنچنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن پھر ہمیں کیا لائحہ عمل طے کرنا ہو گا۔ کیا صحرا والا یا سڑک والا"...... صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم صحرا کے ذریعے ہی جائیں۔ اگر ہم پر حملہ ہوا تو ہم گن شپ ہیلی کاپٹر کو بھی نیچے گرا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس ایسا اسلحہ موجود ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ایک راستہ اور بھی ہے"...... نقشے پر جھکے ہوئے خاور نے اچانک کہا۔

"کون سا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ دیکھیں۔ ہم قاصر میں داخل ہو کر حاویہ جانے والی سڑک کی بجائے اگر قاصر سے سیدھے رادن کی سرحد کی طرف بڑھتے چلے جائیں تو ہم آسانی سے شتران پہنچ جائیں گے اور شتران سے ہم نگب میں داخل ہو کر وہاں سے چکر کاٹ کر بابین میں داخل ہو جائیں گے اور بابین سے تمالا آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے"...... خاور نے نقشے پر انگلی سے نشاندہی کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس سے دیر نہیں ہو جائے گی"...... صدیقی نے کہا۔

"اس طرح ہم حاویہ والے راستے سے بہت کم سفر کریں گے اور سفر بھی سڑک کا ہے۔ قاصر سے شتران اور پھر شتران سے بابین اور بابین سے تمالا"...... خاور نے کہا۔

"گڈ۔ واقعی یہ اچھا راستہ ہے۔ میں نے تو اس پر غور ہی نہیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کیا تھا"...... عمران نے نقشے پر جھکے جھکے کہا۔

"لیکن نگرانی کرنے والے تو کرنل اسمتھ کو بتا دیں گے۔ پھر"...... صدیقی نے کہا۔

"نگرانی کرنے والے کو اب آسانی سے چیک کر کے پکڑا جا سکتا ہے"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

بڑی سی جیپ تیزی سے ریت میں سفر کرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ مخصوص انداز کی تھی اور خصوصاً ریت میں چلنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اسے عام طور پر سینڈ ہارس کہا جاتا تھا۔ اس وقت رات کا اندھیرا ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ آسمان پر چونکہ بادل تھے اس لئے نہ چاند کی روشنی تھی اور نہ ہی ستاروں کی ہلکی سی روشنی۔ ہر طرف گھپ اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ جیپ کی ہیڈ لائٹس بھی بند تھیں اور اس کے اندر بھی اندھیرا تھا۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا۔ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا جیسے صحرا میں جیپ کی کوئی منزل نہ ہو اور وہ وسیع صحرا میں کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ڈولتی پھر رہی ہو۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔ سینڈ ہارس چونکہ خصوصی ساخت اور انداز کی جیپ تھی اس لئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس میں خصوصی طور پر ایسے آلات موجود تھے جن کی مدد سے نہ صرف راستہ تلاش کیا جا سکتا تھا بلکہ جیپ کے فرنٹ حصے میں ایسے حساس آلات بھی نصب تھے کہ بڑے بڑے ٹیلوں کے سامنے آتے ہی جیپ کا رخ خود بخود مڑ جاتا تھا ورنہ جیپ پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی اگر کسی ریت کے ٹیلے سے ٹکرا جاتی تو شاید آدھی سے زیادہ جیپ ریت کے اندر دھنس جاتی اور نہ صرف اس کا انجن تباہ ہو جاتا بلکہ اس میں موجود افراد بھی سانس گھٹنے سے ہلاک ہو سکتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس جیپ میں ایسے آلات بھی موجود تھے کہ اس کی ونڈ سکرین کے باہر گھپ اندھیرا ہونے کے باوجود اندر موجود افراد کو دور تک دھندلا سا منظر نظر آتا رہتا تھا۔ جیپ کا خودکار انجن خاصی تیز رفتاری سے جیپ کو دوڑتا ہوا آگے بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ یہ جیپ انہوں نے کارسانا کی ایک کمپنی کو بھاری رقم بطور ضمانت دے کر حاصل کی تھی۔ صفدر اور تنویر، جیمز کو اس کی کوٹھی سے اٹھا کر ایک کار میں ڈال کر اسی کالونی کی ایک اور خالی کوٹھی میں لے گئے تھے جبکہ دوسرے پھیرے میں تنویر، جولیا کو لے آیا تھا اور پھر تنویر کار کو واپس لے جا کر اسی پارکنگ میں کھڑی کر آیا تھا جہاں سے اس نے اسے اڑایا تھا اور پھر اس خالی کوٹھی میں جیمز نے اپنی زبان کھول دی تھی۔ اس نے صفدر کو بتایا تھا کہ صحرا میں جو قدیم عمارت موجود ہے اس میں سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ لیکن جب بھی کسی گروپ کو کوئی مشن سونپا جاتا ہے تو چیف باس اصل ہیڈ کوارٹر سے

وہاں پہنچ جاتا ہے اور وہاں ایسا ماحول بنا دیا جاتا ہے کہ وہ گروپ یہی سمجھتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر میں آیا ہے ۔اس گروپ کی واپسی کے بعد یہ عمارت دوبارہ خالی کر دی جاتی ہے لیکن جیمز اصل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ نہ بتا سکا تھا۔ صفدر کے پوچھنے پر کہ وہ اس بارے میں کیسے جانتا ہے جبکہ وہ خود سارج ایجنسی کے ایک گروپ سے متعلق ہے تو اس نے بتایا کہ چونکہ اس عارضی ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی انتظامات اسے کرنے ہوتے ہیں جس کے لئے اس کے پاس ایک علیحدہ بڑا گروپ ہے ۔اس لئے اسے حفاظتی انتظامات کا حکم دیا جاتا ہے اور وہ اس حکم پر عملدرآمد کرتا ہے ۔اس لئے اسے معلوم ہے کہ یہاں یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔اس پوچھ گچھ کے بعد صفدر نے جیمز کو ہلاک کر دیا کیونکہ اسے زندہ چھوڑ دینے کا مطلب اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تھا اور پھر انہوں نے ماسک میک اپ کئے اور وہ دونوں اس کوٹھی سے نکل کر پہلے مارکیٹ گئے ۔وہاں سے انہوں نے مزید اسلحہ خریدا اور پھر یہ جیپ حاصل کر کے وہ واپس اس کوٹھی میں آ گئے ۔ گو انہوں نے کوشش کی تھی کہ وہ جولیا کو وہیں چھوڑ کر ہیڈ کوارٹر کا چکر لگا آئیں لیکن جولیا نے پیچھے رہنے سے انکار کر دیا۔ اس لئے مجبوراً انہیں جولیا کو ساتھ لے آنا پڑا تھا۔

" جیمز نے جو کچھ بتایا ہے وہ غلط بھی تو ہو سکتا ہے "...... خاموش بیٹھی جولیا نے اچانک کہا۔

" اسی بات کو چیک کرنے تو ہم جا رہے ہیں"...... صفدر نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جواب دیا۔

" ویسے بھی وہاں جانا ہماری مجبوری ہے ۔ کیونکہ ہمیں یہی ٹارگٹ ملا ہے اور ہم نے ٹارگٹ کو ہٹ کرنا ہے ۔چاہے وہ ویران عمارت ہو یا وہاں لوگ موجود ہوں"...... تنویر نے کہا۔

" لیکن پھر اس انداز میں وہاں جانا تو انتہائی حماقت ہے"۔ جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تم نے خود ہی تو اس انداز کو تسلیم کیا تھا"...... تنویر نے کہا۔

" اس وقت میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ تھا کہ جیمز اس حالت میں بھی غلط کہہ سکتا ہے اور ہم خالی عمارت کا سروے کر کے یا اسے بموں سے اڑا کر واپس آ جائیں گے "...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو اب کیا ہو گیا ہے ۔اگر وہ لوگ وہاں موجود ہوں گے تو اچھا ہے ۔ ہمیں مشن مکمل کرنے کا موقع مل جائے گا"...... تنویر نے قدرے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

" لیکن ہم جس انداز میں جا رہے ہیں یہ تو کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے والی بات ہے کہ ہم لائٹس بند کر کے یہ سمجھ لیں کہ انہیں ہمارے بارے میں معلوم ہی نہ ہو سکے گا"...... جولیا نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں مس جولیا۔ ہم نے پوری طرح پلاننگ کر لی ہے "...... صفدر نے کہا۔

"لیکن مجھے تو تم لوگوں نے کچھ نہیں بتایا۔ کیوں"...... جولیا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ آپ زخمی ہیں۔ یہ کام ہم دونوں نے کرنا ہے۔ آپ نے نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ میں کام نہ کروں۔ یہ تم نے کیسے سوچ لیا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ اسی لئے ہم آپ کو ساتھ نہیں لانا چاہتے تھے لیکن آپ خود سمجھدار ہیں۔ آپ فی الحال تیزی سے حرکت بھی نہیں کر سکتیں اور یہاں اگر واقعی مقابلہ ہو گیا تو ہمیں انتہائی تیزی سے حرکت کرنا ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن مجھے بتاؤ تو سہی کہ تم نے کیا پلاننگ کی ہے"...... جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آپ کو بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ جیپ پہلی چیک پوسٹ سے تقریباً ایک میل پہلے کسی ٹیلے کی اوٹ میں روک لی جائے گی اور میں آپ دونوں کو وہیں چھوڑ کر پیدل آگے جاؤں گا۔ اگر تو یہ چیک پوسٹ خالی ہوئی تو میں تنویر کو ریڈ کاشن دوں گا اور تنویر جیپ لے کر چیک پوسٹ پر پہنچ جائے گا اور اگر لوگ وہاں موجود ہوئے تو میں تنویر کو ڈبل ریڈ کاشن دوں گا اور پھر تنویر اسلحہ لے کر جیپ سے اتر کر پیدل میرے پاس پہنچے گا اور پھر ہم دونوں ہی چیک پوسٹ پر حملہ کر دیں گے اور پھر آگے جا کر عمارت پر ریڈ کریں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گے۔ اس دوران آپ کو جیپ سے اتار کر وہاں سے کچھ دور کسی ٹیلے کی اوٹ میں بٹھا دیں گے تاکہ اگر وہ لوگ اس جیپ کو کسی بھی انداز میں چیک کر لیں تو آپ تک ان کے ہاتھ نہ پہنچ سکیں"۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری پلاننگ اچھی ہے لیکن میری حد تک غلط ہے"۔ جولیا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"میں جیپ بھی آسانی سے چلا سکتی ہوں اور اسلحہ بھی۔ اس لئے میں جیپ میں ہی رہوں گی لیکن ضرورت پڑنے پر میں تمہاری مدد بھی کروں گی"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن تمہیں پیچھے رکنا ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر تم دونوں کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو تمہیں مجھے فوری کاشن دینا ہو گا۔ پھر میں جیپ لے کر تم تک پہنچ جاؤں گی"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا"...... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ تنویر اس حالت میں جولیا کو مقابلے میں کبھی بھی نہیں جھونک سکتا۔ اس لئے وہ سرے سے کاشن ہی نہیں دے گا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مزید ڈرائیونگ کے بعد صفدر نے جیپ کی رفتار سست کرتے ہوئے

ایک بڑے سے ٹیلے کے سامنے اسے روک دیا۔ اس نے اسے ٹیلے سے اس قدر فاصلے پر روکا تھا کہ جیپ کی فرنٹ سائیڈ پر لگے ہوئے خصوصی آلات کی وجہ سے جیپ کا رخ نہ مڑ پائے۔

"تم نے ناک کی سیدھ میں آگے بڑھنا ہے"...... جیپ رکتے ہی تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ یہ بات پہلے ہی ہمارے درمیان طے ہو گئی تھی"...... صفدر نے جواب دیا اور تنویر جیپ سے اتر کر عقبی سمت آیا اور اس نے جیپ کے عقبی حصے میں موجود ایک سیاہ رنگ کا بیگ اٹھا کر صفدر کو دیا اور صفدر نے یہ بیگ اپنی پشت پر باندھا اور پھر ایک مشین گن اٹھا کر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جولیا اور تنویر دونوں ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے اسے دھندلی سکرین پر دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تو تنویر نے جیپ کے عقبی حصے میں موجود سیاہ رنگ کا ایک اور تھیلا اٹھا کر اپنی پشت پر باندھا اور اس طرح تیار ہو کر بیٹھ گیا جیسے ابھی چند لمحوں بعد وہ نیچے اتر کر آگے بڑھ جائے گا۔

"تمہیں اتنی بے چینی کیوں ہے۔ صفدر کو چیک پوسٹ تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگ سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے خدشہ ہے کہ صفدر مجھے کاشن دے کر بلانے کی بجائے ازخود سب کچھ کرنے پر تل نہ جائے"...... تنویر نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"صفدر تمہاری طرح جذباتی نہیں ہے۔ وہ بے حد ذمہ دار آدمی ہے۔ اس لئے اطمینان سے بیٹھ جاؤ"...... جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار مسکرا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس انداز میں بیٹھ گیا جیسے انسان طویل سفر کے بعد منزل پر پہنچ کر پرسکون اور مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے لیکن ابھی انہیں اس انداز میں بیٹھے نصف گھنٹہ ہی گزرا ہو گا کہ اچانک انہیں جیپ کی چھت پر ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ ایسا دھماکہ جیسے کوئی پرندہ یا بڑا سا پتھر چھت پر آ کر گرا ہو۔

"یہ کیا ہوا"...... تنویر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے جیپ سے نیچے چھلانگ لگائی لیکن دوسرے لمحے اوغ کی آواز کے ساتھ ہی وہ اس طرح اوندھے منہ ریت پر گر کر بے حس و حرکت ہو گیا جیسے اس کا پورا جسم اچانک جامد ہو گیا ہو۔

"کیا ہوا تمہیں"...... جولیا چونکہ تیزی سے حرکت نہ کر سکتی تھی اس لئے اس نے جیپ کی کھلی کھڑکی سے سر باہر نکال کر چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن پر بھی اس طرح اندھیرا چھا گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے۔

طویل القامت لیکن دبلے پتلے جسم کا مالک مارکس اپنے ہیڈکوارٹر میں بستر پر تقریباً بے ہوشی کے عالم میں پڑا ہوا تھا۔ بیڈ کی سائیڈ تپائی پر شراب کی دو بڑی خالی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے کا رنگ بتا رہا تھا کہ وہ شاید ضرورت سے زیادہ پی گیا ہے۔ اچانک کمرے میں تیز الارم نما گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر یہ آواز لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی تو مارکس پہلے تو کسمسایا لیکن پھر اچھل کر بیٹھ گیا۔ گھنٹی کی آواز اب کافی تیز ہو چکی تھی۔ دوسرے لمحے وہ چھلانگ لگا کر بیڈ سے نیچے اترا اور اس نے کھلے دروازے کے قریب دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر سرخ رنگ کے بٹن کو پریس کیا تو گھنٹی کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی تو مارکس تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ یہ دروازہ بند تھا وہ دروازہ کھول کر ملحقہ کمرے میں گیا۔ وہاں کمرے میں دیواروں کے ساتھ چار قد آدم مشینیں موجود تھیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور ایک سائیڈ پر بڑی سی میز کے اوپر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس کے ساتھ دو کرسیاں پڑی نظر آ رہی تھیں۔ چاروں مشینوں کے چھوٹے بڑے بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے لیکن مارکس نے نظر اٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھا۔ وہ دوڑتا ہوا اس میز کی طرف بڑھا۔ پھر ایک کرسی پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر موجود مستطیل مشین کے مختلف بٹن پریس کرنا شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد مشین کے درمیان موجود سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک بڑی سی مخصوص جیپ ریت پر دوڑتی ہوئی صاف نظر آنے لگ گئی۔ مارکس نے ہونٹ بھینچے اور ہاتھ بڑھا کر مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی سکرین کا منظر بدلا اور اب سکرین پر جیپ کے اندر کی صورتحال واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ایکریمین موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک ایکریمین عورت اور عقبی سیٹ پر ایک اور ایکریمین مرد بیٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ بظاہر یہ عام سے لوگ تھے اور جیپ بھی عام سی تھی اور سیاح اکثر ایسی جیپیں لے کر صحرا کی سیاحت کرنے آتے رہتے تھے لیکن جس انداز میں کاشن الارم بجا تھا اس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ جیپ عام نہیں ہے۔ مارکس نے ہاتھ بڑھا کر ایک اور بٹن پریس کیا تو جیپ کے عقبی حصے میں پڑے ہوئے دو سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلے نظر آنے لگے جن کے گرد سکرین پر سرخ رنگ کے

دائرے نظر آ رہے تھے اور ان دائروں کو دیکھ کر مارکس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ ان دائروں کا مطلب تھا کہ ان سیاہ تھیلوں میں انتہائی خطرناک اور انتہائی حساس اسلحہ موجود ہے اور جیسے ہی اس اسلحے کو جیپ میں چیک کیا گیا کاشن الارم بج اٹھا۔ مارکس نے مشین کے نیچے لگے ہوئے دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کئے تو مشین کی سائیڈ سے ان تینوں کے درمیان ہونے والی گفتگو نشر ہونے لگی لیکن یہ گفتگو سن کر مارکس بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ گفتگو ایکریمین زبان کی بجائے کسی ایشیائی زبان میں کی جا رہی تھی جو اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ ایکریمین ایشیائی زبان کیسے بول رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملہ انتہائی مشکوک ہے "...... مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر مشین کی سائیڈ کو پریس کیا تو سائیڈ کھل گئی۔ اندر ایک چھوٹا سا سوئچ بورڈ تھا جس پر چھوٹے چھوٹے بے شمار بلب موجود تھے لیکن یہ سب بلب بجھے ہوئے تھے۔ مارکس نے ایک کونے میں موجود ایک بٹن پریس کیا تو ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا۔ مارکس نے غور سے اس جلتے بجھتے بلب کے نیچے لکھے ہوئے الفاظ دیکھے۔

" پاکیشیائی زبان۔ اوہ تو یہ پاکیشیائی زبان بول رہے ہیں۔ ویری بیڈ۔ ہیں تو یہ ایکریمین "...... مارکس نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس خانے کے اوپر والے حصے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

میں موجود بٹنوں کی قطار میں سے ایک بٹن تلاش کر کے پریس کیا اور پھر قطار کے آخر میں ایک اور بٹن پریس کر کے اس نے خانہ بند کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اب مشین میں سے جو آواز سنائی دے رہی تھی وہ ایکریمین زبان تھی۔ جیپ میں موجود تینوں افراد اب ایکریمین زبان میں بات کر رہے تھے لیکن مارکس یہ بات جانتا تھا کہ اصل میں تو وہ پاکیشیائی زبان بول رہے تھے لیکن اس مشین کے ذریعے یہ گفتگو خود بخود ایکریمین زبان میں ٹرانسلیٹ ہو کر سنائی دے رہی تھی۔ مارکس نے ایک اور بٹن پریس کیا اور پھر خاموش بیٹھ کر ان تینوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سنتا رہا۔

" اوہ۔ اوہ ۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں ختم ہونا چاہئے "...... اچانک مارکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر واپس اسی بیڈ روم میں آیا جہاں سے وہ اٹھ کر گیا تھا۔ اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں موجود ایک سرخ رنگ کے فون سیٹ کو اٹھا کر اسے آن کر دیا۔ فون سیٹ پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جلنے لگا۔ مارکس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

" یس "...... چند لمحوں بعد رسیور سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" سیٹلائٹ سیکشن تھری سے مارکس بول رہا ہوں چیف " مارکس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں سپیشل کال کی ہے"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ انتہائی سخت اور سرد تھا۔

"چیف۔ سپیشل سیٹلائٹ کاشن ملا تو میں نے چیکنگ کی اور سکرین پر ایک جیپ نظر آئی۔ جس کا رخ ہیڈ کوارٹر کی طرف تھا"...... مارکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پاکیشیائی زبان کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس نے مشین کی مدد سے ان کی گفتگو ایکریمین زبان میں سنی ہے اور پھر اس نے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کے بارے میں تفصیلی سے رپورٹ دے دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ لوگ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور یہ لوگ ہیڈ کوارٹر تک بھی پہنچ گئے۔ ویری بیڈ۔ مشین نے انہیں چیک کیسے کر لیا"...... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"ان کی جیپ میں انتہائی حساس اسلحہ تھا باس۔ اسی وجہ سے مشین نے اسے مخصوص لائن کراس کرتے ہی چیک کر لیا"۔ مارکس نے جواب دیا۔

"یہ صرف دو مرد اور ایک عورت نہیں ہو سکتے۔ ان کی تعداد لازماً زیادہ ہو گی۔ تم فوری طور پر انہیں چیک کرو اور پھر ان پر کراس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دو۔ پھر مجھے اطلاع دو۔ تمام کام دھیان اور توجہ سے کرنا۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں"۔ چیف نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یس چیف"...... مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے اسے واپس الماری میں رکھا اور تیزی سے مڑ کر واپس اس مشین روم میں آگیا لیکن میز کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھنے کی بجائے اس نے کرسی کے عقب میں موجود ایک الماری کھولی اور اس کے نچلے خانے میں موجود ایک چھوٹی سی مشین نکال کر اس نے الماری بند کی اور واپس مڑ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے مشین کی سائیڈ میں موجود ایک پلگ کو بڑی مشین سے لنک کیا اور پھر اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بڑی مشین کے چند بٹن بھی پریس کئے تو سکرین پر جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے پشت پر سیاہ رنگ کا بیگ باندھے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔

"اوہ۔ یہ اکیلا آگے جا رہا ہے۔ اس کی پشت پر حساس اسلحے والا بیگ نہ ہوتا تو اسے کسی صورت بھی چیک نہ کیا جا سکتا تھا"...... مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر الماری سے نکالی جانے والی مشین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس مشین کی چھوٹی سی سکرین پر رک رک کر ہندسے آگے بڑھ رہے تھے اور پھر جیسے ہی آٹھ کا ہندسہ نمودار ہوا تو اس کے گرد سرخ رنگ کا ایک دائرہ سا نظر آنے لگا اور اب ہندسہ سکرین پر ساکت ہو گیا تھا۔ وہ آگے نہ بڑھ رہا تھا۔

"آٹھ نمبر رینج میں ہے یہ آدمی"...... مارکس نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے چھوٹی سی مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی اس کی نظریں بڑی مشین کی سکرین پر جم گئیں۔ وہ آدمی مسلسل آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک ایک ٹیلے کے عقب سے سیاہ رنگ کی لکیر سی اوپر آسمان کی طرف اٹھتی دکھائی دی اور پھر تیزی سے گھوم کر وہ سیدھی اس آدمی کے سینے سے ٹکرائی اور وہ آدمی صرف ایک قدم آگے بڑھ سکا۔ پھر وہ لڑکھڑا کر اوندھے منہ ریت پر گرا اور ساکت ہو گیا۔ مارکس نے ایک بار پھر چھوٹی مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ایک بار پھر مشین کی چھوٹی سی سکرین پر ہندسے آگے بڑھنے لگے اور پھر جیسے ہی گیارہ کا ہندسہ نمودار ہوا تو اس کے گرد سرخ رنگ کا دائرہ نظر آنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی مارکس نے بڑی مشین کے مختلف بٹن پریس کئے اور بٹن پریس ہوتے ہی سکرین پر جھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ایک منظر ابھر آیا۔ اس منظر میں جیپ صحرا میں رکی ہوئی تھی۔ گو مارکس کو معلوم تھا کہ صحرا میں ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا ہو گا۔ جیپ کی اندرونی اور بیرونی دونوں لائٹس بھی آف تھیں لیکن اس کے باوجود سکرین پر جیپ اس طرح نظر آ رہی تھی جیسے دن کی روشنی میں نظر آتی ہے۔ مارکس نے بٹن پریس کئے تو جھماکے سے منظر بدلا اور اب جیپ کا اندرونی حصہ نظر آ رہا تھا۔ فرنٹ سیٹ پر وہ عورت بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے بیٹھا ہوا تھا تیسرا آدمی غائب تھا اور یہ بات مارکس کو معلوم تھی کہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تیسرا آدمی اوندھے منہ ریت پر پڑا ہوا ہے۔ اس نے تیزی سے بڑی مشین کے کئی بٹن پریس کئے اور پھر ایک ناب کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا جبکہ سکرین پر جیپ سے کچھ دور ایک سرخ رنگ کا تیر نظر آنے لگ گیا پھر جیسے ہی تیر اور جیپ ایک سیدھ میں آئے۔ مارکس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی جس جگہ تیر موجود تھا وہاں سے ایک سیاہ رنگ کا نقطہ سا آسمان کی طرف اٹھتا دکھائی دیا اور پھر گھوم کر وہ سیدھا آ کر جیپ کی چھت سے ٹکرایا۔ اسی لمحے اندر موجود آدمی اچھل کر باہر آیا لیکن باہر نکلتے ہی اوندھے منہ ریت پر گر کر ساکت ہو گیا جبکہ اس عورت نے جیپ کی کھڑکی سے سر باہر نکالا اور پھر اس کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کی گردن وہیں ڈھلک گئی۔ مارکس چند لمحے خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر وہ اٹھا اور دوبارہ بیڈروم میں پہنچ کر اس نے الماری سے وہ سرخ رنگ کا فون نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا تو سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا تو مارکس نے ایک اور بٹن پریس کر دیا۔

"یس"...... چند لمحوں بعد وہی پہلے والی بھاری اور سرد آواز سنائی دی۔

"سیٹلائٹ سیکشن تھری سے مارکس بول رہا ہوں چیف"۔ مارکس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ ہٹ ہو چکے ہیں چیف"....... مارکس نے کہا۔

"پوزیشن بتاؤ"......چیف نے کہا۔

"ایک آدمی جیپ سے اتر کر اکیلا آگے جا رہا تھا۔ وہ کراس ایٹ ایریا میں ہٹ ہوا ہے"....... مارکس نے کہا۔

"کراس ایٹ ایریا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا رخ چیک پوسٹ کی طرف تھا"......چیف نے کہا۔

"یس چیف"....... مارکس نے جواب دیا۔

"دوسرے لوگ کہاں ہیں"......چیف نے پوچھا۔

"کراس الیون ایریا میں جیپ موجود ہے ۔ایک آدمی جیپ سے باہر ہٹ ہوا ہے اور ایک عورت جیپ کے اندر ہٹ ہوئی ہے"۔ مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کراس الیون ایریا۔ ٹھیک ہے ۔اب میں انہیں اٹھوا لوں گا۔ تم نے بہرحال محتاط رہنا ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارکس نے ایک طویل سانس لے کر فون آف کر کے الماری میں رکھا۔ اسے معلوم تھا کہ چیف اب مخصوص ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ان بے ہوش افراد یا لاشوں کو اٹھوا لے گا اور پھر یہ لوگ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے غائب ہو جائیں گے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنل اسمتھ اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز کے کنارے پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون سیٹ سے مترنم گھنٹی بج اٹھی تو کرنل اسمتھ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ یہ مخصوص سیٹلائٹ فون تھا اور خصوصی طور پر اس کا رابطہ اس وقت قاصر میں موجود میجر کارس سے تھا اور اسے مصر کا فواد یہ اطلاع دے چکا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران کی سربراہی میں مصر سے اسرائیلی سرحدی شہر قاصر میں داخل ہو گئے ہیں اور اس کے بعد اس نے میجر کارس سے رابطہ کیا تو اس نے اس گروپ کو چیک کرنے کے بارے میں بتایا تو کرنل اسمتھ کو اطمینان ہو گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ میجر کارس انتہائی جدید ترین مشینری سے ان کی نگرانی کر رہا ہے ۔اس لئے اس کے چیک کئے جانے کا قطعاً کوئی سکوپ نہیں ہے ۔اس لئے گھنٹی بجتے ہی کرنل

اسمتھ نے یہی سمجھا کہ میجر کارس کی کال ہو گی۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل اسمتھ بول رہا ہوں"...... کرنل اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیپٹن ہیرلڈ بول رہا ہوں چیف۔ تل ابیب سے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل اسمتھ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ کیپٹن ہیرلڈ تل ابیب میں سارج ایجنسی کا نمائندہ تھا لیکن اس کا تعلق براہ راست ہیڈ کوارٹر سے تھا۔ اس لئے کرنل اسمتھ اس کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔

"تم نے مجھے فون کیا ہے۔ کیوں۔ کوئی خاص بات"...... کرنل اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا پاکیشیائی ایجنٹ آپ کے خلاف کام کرنے کے لئے اسرائیل میں داخل ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ تمہیں کس نے رپورٹ دی ہے"...... کرنل اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا یہ لوگ قاصر سے حاویہ اور حاویہ سے تمالا پہنچ رہے ہیں"۔ کیپٹن ہیرلڈ نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا اور سوال کر دیا۔

"ہاں۔ مگر میں پوچھ رہا ہوں کہ تمہیں اس کا کیسے علم ہوا ہے"...... کرنل اسمتھ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"چیف۔ یہاں میرا رابطہ جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے ہے۔ مجھے اچانک اطلاع ملی کہ کرنل ڈیوڈ اپنے خصوصی ہیلی کاپٹر پر حاویہ جا رہے ہیں تو میں چونک پڑا۔ کیونکہ یہ ایک خلاف معمول کارروائی تھی۔ پھر میں نے اپنے خصوصی ذرائع استعمال کئے تو مجھے اطلاع مل گئی کہ کرنل ڈیوڈ کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ عاکیہ سے قاصر میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ قاصر سے بائی روڈ حاویہ اور پھر حاویہ سے تمالا پہنچ رہے ہیں۔ تمالا میں آپ کا سیٹ اپ ہے جبکہ کرنل ڈیوڈ چاہتا ہے کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو تمالا پہنچنے سے پہلے ہی مار گرائے چنانچہ بابین میں موجود اپنے سیٹ اپ کو اس نے حاویہ پہنچنے کا حکم دے دیا ہے اور اب خود بھی وہ اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر حاویہ پہنچ گئے ہیں"...... کیپٹن ہیرلڈ نے تفصیل کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو تم نے انتہائی اہم معلومات مہیا کی ہیں۔ ویری گڈ۔ تمہیں اس کا بڑا انعام ملے گا"...... کرنل اسمتھ نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوکے۔ مزید کوئی اطلاع ملے تو تم نے فوری طور پر رابطہ کرنا ہے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل اسمتھ نے

رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس اطلاع کے بعد بازی اسے اپنے ہاتھ سے نکلتی نظر آ رہی تھی۔ اس نے میجر کارس کے ساتھ مل کر یہی طے کیا تھا کہ جب پاکیشیائی ایجنٹ تمالا پہنچیں گے تو انہیں ہلاک کیا جائے گا تاکہ یہ کارنامہ سارج ایجنسی کے کریڈٹ میں چلا جائے لیکن اگر جی پی فائیو نے حاویہ میں ہی ان کا خاتمہ کر دیا تو پھر لامحالہ کریڈٹ جی پی فائیو کے پاس چلا جائے گا۔ وہ کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر یہی فیصلہ کیا کہ وہ میجر کارس سے رابطہ کر کے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں تازہ ترین اطلاعات حاصل کرے اور پھر ان اطلاعات کی بنیاد پر وہ اپنی کامیابی کے لئے کوئی حتمی فیصلہ کرے۔ چنانچہ اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں موجود ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھا اور پھر دراز بند کر کے اس نے ٹرانسمیٹر پر میجر کارس کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل اسمتھ کالنگ یو۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ میجر کارس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے میجر کارس کی آواز سنائی دی۔

"کہاں موجود ہو تم اس وقت۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"قاصر میں چیف۔ اوور"...... میجر کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

"وہ قاصر پہنچ چکے ہیں۔ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ وہ اس وقت قاصر کے ایک ہوٹل میں موجود ہیں۔ اوور"...... میجر کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ان کی نگرانی کس طرح کر رہے ہو۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

"ٹی ایس کراس ریز کے ذریعے چیف۔ اس لئے انہیں معلوم ہی نہیں ہو سکا۔ ورنہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ بے حد ہوشیار اور محتاط لوگ ہیں۔ اگر میں مشین کی بجائے ذاتی طور پر ان کی نگرانی کرتا تو لازماً اب تک ان کی نظروں میں آ چکا ہوتا۔ اوور"...... میجر کارس نے جواب دیا۔

"وہ قاصر سے حاویہ کب روانہ ہو رہے ہیں یا دوسری صورت میں کہیں وہ صحرا کراس کر کے تو تمالا نہیں پہنچ رہے۔ اوور"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

"نو سر۔ بلکہ انہوں نے عجیب اور حیرت انگیز راستے کا انتخاب کیا ہے۔ وہ قاصر سے شتران اور شتران سے بابین اور پھر بابین سے تمالا جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا تو کرنل

اسمتھ بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کون سا راستہ ہے ۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ ایک قدیم راستہ ہے ۔یہاں سڑک پرانی اور خراب ہے لیکن بہرحال یہ راستہ ہے ۔اوور"...... میجر کارس نے جواب دیا۔

" تمہیں کیسے اس کا علم ہوا۔اوور"...... کرنل اسمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میں نے بتایا ہے کہ میں ان کی نگرانی ٹی ایس کراس ریز کے ذریعے کر رہا ہوں اور اس کی مدد سے میں ان کے درمیان ہونے والی گفتگو نہ صرف سن سکتا ہوں بلکہ اسے ٹیپ بھی کر لیتا ہوں۔ یہ راستہ انہوں نے آپس میں باتیں کرتے ہوئے بتایا ہے ۔اوور"۔ میجر کارس نے کہا۔

" لیکن تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔اوور"...... کرنل اسمتھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر۔ابھی وہ خود تذبذب کا شکار ہیں۔اس لئے میں نے سوچا کہ جب وہ قاصر سے روانہ ہوں گے تو ان کی سمت کا تعین کر کے میں آپ کو کال کروں گا۔اوور"...... میجر کارس نے کہا۔

" سنو۔مجھے ابھی ابھی تل ابیب سے اطلاع ملی ہے کہ جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کے قاصر پہنچنے کی اطلاع مل گئی ہے اور وہ اپنے آدمیوں سمیت اس وقت حاویہ میں موجود ہے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تاکہ یہ ایجنٹ جیسے ہی قاصر سے سڑک کے ذریعے حاویہ پہنچیں وہ انہیں ہلاک کر کے خود کریڈٹ لے لے ۔ اس لئے اگر یہ لوگ شتران والا راستہ اختیار کر رہے ہیں تو یہ ہمارے لئے نیک فال ہے ورنہ ہمیں کچھ اور سوچنا ہوگا۔اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس باس ۔انہیں ہر صورت میں زندہ اور صحیح سلامت تمالا پہنچنا چاہئے تاکہ سارج کو ہی کریڈٹ مل سکے ۔اوور"...... میجر کارس نے کہا۔

" یہ تم نے درست سوچا ہے ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" چیف ۔جی پی فائیو یہاں کی پرانی ایجنسی ہے ۔اگر انہیں ان کے بارے میں اطلاع مل سکتی ہے تو لامحالہ ان کے مخبر قاصر میں بھی موجود ہوں گے اور وہ کرنل ڈیوڈ کو ان کے راستہ بدلنے کی بھی اطلاع دے سکتے ہیں۔آپ تو تمالا تک محدود رہنا چاہتے ہیں جبکہ کرنل ڈیوڈ کے سامنے پورا اسرائیل کھلا ہوا ہے ۔اس لئے وہ اچانک ان پر شتران میں بھی حملہ کر سکتا ہے ۔اس طرح آپ پھر محدود رہیں گے ۔اوور"...... میجر کارس نے کہا تو کرنل اسمتھ نے اس انداز میں ہونٹ چبائے جیسے کارس نے اس کے دل کی بات کر دی ہو۔

" تمہارا اندازہ درست ہے ۔ پھر بتاؤ کیا کیا جا سکتا ہے ۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" سر۔اگر آپ اجازت دیں تو میں قاصر میں ہی ان کا خاتمہ کرا سکتا

ہوں اور پھر ان کی لاشیں تمالا شفٹ کرائی جا سکتی ہیں۔ اس طرح کرنل ڈیوڈ بھی منہ دیکھتے رہ جائیں گے اور پھر لاشیں بھی کسی کو نہیں بتا سکتیں کہ انہیں قاصر میں ہلاک کیا گیا ہے یا تمالا میں۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا۔

" نہیں۔ وہ لوگ عام سے لوگ نہیں ہیں۔ وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں۔ انہیں اسرائیلی اور دنیا کی بھر کی ایجنسیاں کبھی ہاتھ نہیں لگا سکیں۔ تم بھی اب تک اس لئے بچے ہوئے ہو کہ تم ٹی ایس کراس ریز کی مدد سے نگرانی کر رہے ہو۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

" پھر یہی ہو سکتا ہے چیف کہ ہم حاویہ میں جی پی فائیو کا سیٹ اپ ختم کر دیں تاکہ اگر یہ لوگ حاویہ کے راستے جائیں تب بھی صحیح سلامت تمالا پہنچ جائیں اور اگر شتران کے راستے جائیں تو پھر بھی۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا۔

" جی پی فائیو خاصی تجربہ کار اور باوسائل تنظیم ہے اور ہم تمالا سے باہر نکل کر براہ راست ان سے نہیں لڑ سکتے۔ ٹھیک ہے تم مجھے صرف یہ بتا دینا کہ انہوں نے تمالا پہنچنے کے لئے کون سے راستے کا انتخاب کیا ہے۔ باقی انتظامات میں خود کر لوں گا۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس چیف۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتھ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اسے اٹھا کر میز کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دراز میں رکھ دیا۔

" یہ عجیب چکر میں پھنس گئے ہیں ہم۔ اب کیا کیا جائے۔ کس طرح ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو صحیح سلامت تمالا تک پہنچایا جائے"...... کرنل اسمتھ نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر ایک خیال اس کے ذہن میں بجلی کے کوندے کی طرح لپکا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ رئیلی ویری گڈ"...... کرنل اسمتھ نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر اس نے میز کی دراز سے باہر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اسے آن کیا۔ میجر کارس کی فریکوئنسی پہلے ہی اس پر ایڈجسٹ تھی۔ اس نے صرف بٹن آن کیا اور پھر کال دینا شروع کر دی۔

" یس چیف۔ اوور"...... دوسری طرف سے میجر کارس کی حیرت بھری آواز سنائی دی کیونکہ چند لمحے پہلے ہی اس سے گفتگو ہو رہی تھی۔

" پاکیشیائی ایجنٹ قاصر کے کس ہوٹل میں مقیم ہیں۔ کن ناموں سے اور کن کمروں میں۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" سر۔ قاصر کے ہوٹل غاشار میں وہ مقیم ہیں۔ انہوں نے ایک ہی فیملی روم نمبر بارہ ہائر کیا ہے اور وہ پانچوں اس کمرے میں موجود ہیں۔ ان کے لیڈر کا نام مائیکل ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو اس کمرے میں چھوڑ کر خود ایک سیاحتی کمپنی کے آفس پہنچا اور اس نے وہاں سے ریت میں چلنے والی خصوصی جیپ نقد رقم دے کر ہائر کی۔ ان سے

قاصر سے شتران اور پھر شتران سے بابین جانے والے قدیم راستے کا نقشہ بھی حاصل کیا اور اب وہ آدمی جس کا نام ہوٹل میں مائیکل بتایا گیا ہے اور جس کے نام پر کمرہ ہے، کمرے میں موجود ہے اور وہ سب مل کر وہاں شتران سے بابین پہنچنے کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں"...... میجر کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اگر تو وہ شتران سے بابین پہنچ رہے ہیں تو پھر ہمیں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ ہم تمالا میں ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں لیکن اگر انہوں نے حاویہ کا روٹ اختیار کیا تو پھر ان کی ہلاکت کا کریڈٹ جی پی فائیو کو ہی جائے گا۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" میرے خیال میں وہ لازماً شتران راستے سے ہی تمالا جانے کا حتمی پروگرام بنا رہے ہیں۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا۔

" اوکے ۔ مجھے ساتھ ساتھ حتمی رپورٹ ملتی رہنی چاہئے ۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتھ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اسے واپس میز کی دراز میں رکھ کر اس نے دراز بند کی اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے ۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی ۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" یہاں سے قاصر کا رابطہ نمبر اور قاصر کے ہوٹل غاشار کا نمبر دو"...... کرنل اسمتھ نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے ۔ کرنل اسمتھ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے رابطہ نمبر پریس کر کے ہوٹل غاشار کا نمبر پریس کر دیا۔

" ہوٹل غاشار"...... ایک مردانہ آواز کچھ دیر بعد سنائی دی ۔

" میرا نام برٹن ہے ۔ میں حاویہ سے بول رہا ہوں۔ کمرہ نمبر بارہ میں موجود مسٹر مائیکل سے میری بات کرائیں"...... کرنل اسمتھ نے اپنا نام اور جگہ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی لہجہ ایکریمین تھا۔

" میں حاویہ سے برٹن بول رہا ہوں۔ حاویہ میں جی پی فائیو کا سیٹ اپ پہنچ چکا ہے اور جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ بھی وہاں موجود ہے تاکہ تم لوگ جیسے ہی وہاں پہنچو تمہیں ہلاک کر دیا جائے میں کرنل ڈیوڈ کا مخالف ہوں۔ اس لئے تمہیں آگاہ کر رہا ہوں"۔ کرنل اسمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کہ اب یہ لوگ لازماً شتران کے راستے ہی بابین اور تمالا پہنچیں گے اور کسی صورت بھی حاویہ کا رخ نہیں کریں گے ۔

حاویہ کی ایک بلڈنگ کے احاطے میں کرنل ڈیوڈ کا مخصوص ہیلی کاپٹر موجود تھا جبکہ بلڈنگ کے ایک کمرے کو آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا اور یہ کرنل ڈیوڈ کا آفس تھا۔ کرنل ڈیوڈ بڑی سی میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ بلڈنگ کے دوسرے کمروں میں بابین میں اسرائیلی سیکرٹ سروس کا ایجنٹ میجر گراز اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ ان کے پاس دو گن شپ ہیلی کاپٹرز تھے اور ایسا اسلحہ بھی تھا جس کی مدد سے وہ فضا سے ہی کسی جیپ یا گاڑی کو میزائلوں سے مکمل طور پر تباہ کر سکتے تھے یا ہیوی مشین گن کی فائرنگ سے وہ کسی بھی ٹارگٹ کو چھلنی کر سکتے ہیں لیکن ابھی یہ موقع نہ آیا تھا اس لئے وہ سب اس بلڈنگ میں موجود تھے ۔ کرنل ڈیوڈ کے سامنے میز پر ایک ٹرانسمیٹر اور ایک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

فون موجود تھا۔ کرنل ڈیوڈ کو یہاں آئے ہوئے دوسرا روز تھا لیکن ابھی تک اسے قاصر سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی جبکہ اس نے قاصر میں اپنا ایک خصوصی آدمی بھیجا ہوا تھا جو ویسے بھی عمران سے کئی بار کرنل ڈیوڈ کے تحت ٹکرا چکا تھا۔ اس لئے وہ عمران کو بہت اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس کا نام کیپٹن گراڈ تھا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کو غصہ آتا جا رہا تھا کیونکہ وہ ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر یہاں احمقوں کی طرح بیٹھا ہوا تھا۔

" میں انہیں قاصر میں بھی تو ہلاک کر سکتا ہوں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ وہ یہاں آئیں تو میں انہیں ہٹ کروں "...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس نے یہ سوچ کر اپنا ارادہ بدل دیا کہ قاصر خاصا آباد شہر ہے اور وہاں اس قسم کی فائرنگ یا راکٹ فائرنگ سے وسیع نقصان ہو سکتا ہے اور اس کی اطلاع صدر صاحب کو بھی ہو سکتی ہے۔ وہ ابھی بیٹھا ایسی ہی باتیں سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" قاصر سے کیپٹن گراڈ بول رہا ہوں چیف "...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کہاں مر گئے ہو تم۔ دفن تو نہیں ہو گئے زمین میں۔ جو آج دو روز ہو گئے ہیں اور تم نے کال ہی نہیں کی نانسنس "...... کرنل ڈیوڈ یکلخت کسی بم کی طرح پھٹ پڑا تھا۔

"میں صورتحال کا جائزہ لے رہا تھا چیف۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو غیر تصدیق شدہ یا مبہم اطلاعات دینا قومی جرم ہے"۔ کیپٹن گراڈ نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بولو کیا رپورٹ ہے"۔ کرنل ڈیوڈ کا لہجہ یکلخت نرم پڑ گیا تھا۔

"چیف۔ عمران اور اس کے چار ساتھی یہاں قاصر کے ایک ہوٹل غاشار میں رہ رہے ہیں اور عمران نے یہاں کی سیاحتی کمپنی کو نقد رقم دے کر ریت میں چلنے والی ایک خصوصی جیپ حاصل کر لی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کمپنی سے قاصر سے شتران اور شتران سے بابین تک جانے والے قدیم اور متروک راستے کا نقشہ بھی حاصل کیا ہے"...... دوسری طرف سے اسی طرح خوشامدانہ لہجے میں کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ شیطان اس راستے سے تمالا پہنچ رہے ہیں۔ ہاں یہ شیطان واقعی عام راستوں کی بجائے ایسے ہی راستوں کا انتخاب کرتا ہے۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر تم اس بات کا پتہ نہ چلاتے تو ہم یہاں حاویہ میں بیٹھے ان کے انتظار میں سوکھتے رہتے اور وہ شتران کے راستے تمالا پہنچ کر لیبارٹری بھی تباہ کر دیتے۔ ویری بیڈ"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ سارج ایجنسی کا ایک آدمی بھی یہاں موجود ہے جو ایک جدید مشین کے ذریعے نہ صرف ان کی نگرانی کر رہا ہے بلکہ ان کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

درمیان ہونے والی بات چیت بھی ٹیپ کر رہا ہے۔ اس کا نام میجر ٹارس ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو سارج ایجنسی کو بھی ان کی آمد کا علم ہو گیا ہے۔ ویری بیڈ۔ اب تو وہ لوگ ان کا خاتمہ کر کے خود کریڈٹ لینے کی کوشش کریں گے۔ ویری بیڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ ایک انتہائی حیرت انگیز خبر بھی ہے۔ کسی نے ان کے لیڈر مائیکل کو فون کر کے باقاعدہ اطلاع دی ہے کہ جی پی فائیو کا سیٹ اپ حاویہ میں موجود ہے اور کرنل ڈیوڈ اپنے ہیلی کاپٹر کے ساتھ یہاں موجود ہے تاکہ جیسے ہی وہ لوگ حاویہ پہنچیں، انہیں ہلاک کر دیا جائے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کون ایسی جرأت کر سکتا ہے۔ کیسے ممکن ہے یہ"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام سارج ایجنسی کا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ ایسا کیوں سوچا تم نے۔ بولو۔ کیوں جرأت کی ایسی نانسنس سوچنے کی"...... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ حلق پھاڑتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میری اس سوچ کا باقاعدہ پس منظر ہے۔ یہ لوگ اگر حاویہ پہنچتے ہیں تو آپ انہیں یقینی طور پر ہلاک کر دیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ تمالا نہیں پہنچ سکیں گے اور کریڈٹ آپ کو ملے گا کسی دوسرے کو نہیں اور اگر یہ لوگ شتران کے راستے سے آتے ہیں تو لامحالہ تمالا پہنچ کر کسی دوسرے کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے اور کریڈٹ وہ لے جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے دانستہ جی پی فائیو کی حاویہ میں موجودگی کی اطلاع ان کو دی ہے"۔ کیپٹن گراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ویری گڈ۔ تم بے حد ذہین آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ لیکن تمہیں ان باتوں کا علم کیسے ہو گیا"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار کیپٹن گراڈ کی باقاعدہ کھل کر تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ سارج ایجنسی کے اس آدمی کے کوٹ کے عقبی کالر میں میں نے زیڈ ٹو لگا دیا ہے۔ اس لئے اب جو کچھ وہ سنتا رہتا ہے۔ میرے رسیور میں وہ سب کچھ ٹیپ ہوتا رہتا ہے اور یہ فون کال بھی اس نے سنی ہے اور میں نے بھی ٹیپ کر لی ہے۔ تجزیہ میرا اپنا ہے"...... کیپٹن گراڈ نے کہا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی میرے نمبر ٹو بننے کے لائق ہو۔ ویری گڈ۔ اب سمجھو تمہاری ترقی ہو گئی۔ اب تم نے جیسے ہی یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوں مجھے فوری اطلاع دینی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... کیپٹن گراڈ نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھا اور پاس پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میجر گراز کو بھیجو میرے پاس۔ فوراً جلدی"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ہونہہ۔ تو کریڈٹ سارج والے لینا چاہتے ہیں۔ میں سارج ایجنسی کا بھی ساتھ ہی خاتمہ کر دوں گا۔ یہ جانتے نہیں ہیں کہ میں کرنل ڈیوڈ ہوں۔ کرنل ڈیوڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد اور ورزشی جسم کا میجر گراز اندر داخل ہوا اور اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو اور سنو۔ ہم یہاں بیٹھے ان شیطانوں کے یہاں آنے کے انتظار میں سوکھ رہے ہیں اور وہ شیطان حاویہ کے راستے تمالا پہنچنے کی بجائے شتران کے راستے بابین پہنچ رہے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیسے اطلاع ملی چیف"...... میجر گراز نے بے ساختہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم میرے چیف ہو۔ اسرائیل کے صدر ہو

جو تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ مجھے کیسے اطلاع ملی۔ کیوں"۔ کرنل ڈیوڈ یکلخت میجر گراز پر ہی الٹ پڑا۔

" مم۔ مم۔ میرا مطلب تھا کہ کیا یہ اطلاع درست ہے"...... میجر گراز نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ میں احمق ہوں۔ میں اطلاع کو پرکھ نہیں سکتا اور تم مجھ سے زیادہ ذہین ہو۔ تم پرکھ لو گے۔ بولو۔ یہی بات ہے ناں"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

" سوری چیف۔ میری تو آپ کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ آپ جیسا ذہین، تجربہ کار اور مدبر آفیسر تو پورے اسرائیل میں اور کوئی نہیں ہے۔ پورا اسرائیل آپ کی ذہانت کے گن گاتا ہے"...... میجر گراز نے جان بچانے کا آخری راستہ یہی اختیار کیا کہ کرنل ڈیوڈ کی خوشامد پر اتر آیا۔

" تو کیا غلط سمجھتا ہے۔ کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن بہرحال پہلے کی نسبت اس کے لہجے میں خاصی نرمی موجود تھی۔

" نہیں جناب۔ بلکہ میرے خیال میں کم سمجھتے ہیں۔ آپ تو ان کی سمجھ سے بھی زیادہ قابل اور ذہین ہیں"...... میجر گراز اب پوری طرح خوشامد پر اتر آیا تھا۔

" ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ انہیں سمجھنا ہی چاہئے۔ اسرائیل میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

زیادہ تعداد احمقوں کی ہے۔ تمہارے پاس قاصر سے شتران اور شتران سے بابین کے قدیم راستے کا نقشہ ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار بے حد نرم لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... میجر گراز نے کہا۔

" لے آؤ جلدی۔ فوراً۔ دیر مت کرو۔ ہری اپ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر گراز اٹھا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ واپس آیا تو اس کا سانس ہلکا سا پھولا ہوا تھا۔ وہ شاید دوڑتا ہوا واپس آیا تھا۔ اس نے ہاتھ میں موجود رول شدہ نقشہ کرنل ڈیوڈ کے سامنے میز پر رکھ کر اسے پھیلا دیا اور کرنل ڈیوڈ اس پر جھک گیا۔

" تم کبھی شتران گئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر۔ کئی بار گیا ہوں۔ خاصا بڑا شہر ہے لیکن اس کے چاروں طرف صحرا ہے۔ البتہ شتران میں میٹھے پانی کے کئی بڑے چشمے ہیں اس لئے وہاں خاصی آبادی ہے لیکن جناب یہاں رہنے والے سب لوگ صحرائی مزاج کے ہیں"...... میجر گراز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" صحرائی مزاج کا کیا مطلب"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" جناب۔ جس طرح دیہاتی ہوتے ہیں ایسے ہی یہ لوگ صحرائی ہیں لیکن دیہاتوں سے بھی زیادہ احمق، ضدی، ہٹ دھرم اور جاہل"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" تم نے وہاں کسی سے رشتہ کرنا ہے جو تم ایسی باتیں کر رہے ہو نانسنس۔ ہم نے وہاں آپریشن کرنا ہے۔ گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر فوراً وہاں پہنچو۔ وہاں کسی ایسی عمارت پر قبضہ کرو جہاں سے یہ قدیم سڑک دور تک نظر آتی ہو۔ پھر جیسے ہی ان کی جیپ وہاں پہنچے اس پر میزائل فائر کر دو۔ پھر مجھے اطلاع دو۔ چلو اٹھو۔ ہری اپ"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس چیف"....... میجر گراز نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے مڑا۔

" ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ بیٹھو"....... کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی اپنے احکامات تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

" یس چیف"....... میجر گراز کسی چابی بھرے کھلونے کی طرح مڑا اور پھر تیزی سے مؤدبانہ انداز میں کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے وہ انتہائی مجبور ہو۔

" سنو۔ وہاں تم نے ہر طرح سے ہوشیار رہنا ہے۔ آپریشن کرتے ہی تم نے مجھے رپورٹ دینی ہے پھر میں وہاں خود پہنچ جاؤں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس چیف"....... میجر گراز نے کہا۔

" اوکے۔ اب جاؤ اور سنو۔ اگر یہ لوگ زندہ سلامت وہاں سے نکل گئے تو میں تمہیں زندہ زمین میں دفن کر دوں گا سمجھے۔ اور اگر تم نے کام درست انداز میں کیا تو تمہیں بڑی ترقی ملے گی یہ میرا وعدہ ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" یس سر۔ جیسے آپ کا حکم ہو گا ویسے ہی ہو گا چیف اور جو بھی کامیابی ہو گی وہ میری نہیں جناب کی ہو گی"....... میجر گراز نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" گڈ۔ تم اچھے آدمی ہو۔ جاؤ وش یو گڈ لک"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر گراز وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل ڈیوڈ کو اطلاع ملی کہ میجر گراز چار آدمیوں کو اور اسلحہ لے کر گن شپ ہیلی کاپٹر سمیت ایک جیپ میں شتران روانہ ہو گیا ہے تو وہ مطمئن ہو گیا۔ اب اسے کیپٹن گراڈ کی طرف سے اطلاع کا انتظار تھا تاکہ حتمی طور پر معلوم ہو سکے کہ عمران اور اس کے ساتھی کس راستے سے سفر کرتے ہیں اور پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"....... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" کیپٹن گراڈ بول رہا ہوں چیف۔ قاصر سے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" عمران اور اس کے ساتھی ریت پر چلنے والی مخصوص جیپ پر بیٹھ کر شتران کی طرف روانہ ہو گئے ہیں"....... کیپٹن گراڈ نے کہا۔

" اس جیپ کی تفصیل بتاؤ"....... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا تو کیپٹن گراڈ نے اسے تفصیل بتا دی۔

" اوکے۔ اب تم واپس ہیڈ کوارٹر چلے جاؤ۔ قاصر میں تمہارا کام

ختم ہو گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" میجر گراز بول رہا ہوں چیف۔ شتران سے ۔یہاں ایک ایسی مناسب عمارت مل گئی ہے جس میں سیٹلائٹ فون بھی موجود ہے اور اس کی چھت سے دوربین کے ذریعے سڑک کو بھی کافی دور تک چیک کیا جا سکتا ہے اور گن شپ ہیلی کاپٹر اترنے کے لئے ہنگامی ہیلی پیڈ بھی موجود ہے"...... میجر گراز نے کہا۔

" گڈ شو۔ اور سنو۔ مجھے ابھی ابھی قاصر سے اطلاع ملی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ایک جیپ میں سوار ہو کر شتران روانہ ہو گئے ہیں۔ جیپ کی تفصیلات میں تمہیں بتا دیتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتا دی۔

" یس چیف۔ اب ہم انتہائی آسانی سے اس جیپ کو تباہ کر سکیں گے"...... میجر گراز نے کہا۔

" شتران روڈ پر ٹریفک کی کیا پوزیشن ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" اکا دکا جیپیں چل رہی ہیں"...... میجر گراز نے کہا۔

" گڈ۔ پھر تو تم آسانی سے اس جیپ کو فوکس کر کے ٹارگٹ بنا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سکتے ہو۔ ویری گڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" یس چیف۔ یہ کافی بڑی عمارت ہے۔ اگر آپ یہاں تشریف لانا چاہیں تو میں آپ کے لئے آفس اور بیڈ روم آراستہ کرا دوں"۔ میجر گراز نے کہا۔

" نہیں۔ میں یہاں حاویہ میں ہی رہوں گا۔ ان شیطانوں کا کوئی پتہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی کو ڈاج دینے کے لئے شتران کی طرف گئے ہوں اور راستے میں سے ہی مڑ کر حاویہ پہنچ جائیں۔ میں یہاں ان کی نگرانی کروں گا۔ تم وہاں رہو اس طرح ہم ان شیطانوں کا آسانی سے اور یقینی طور پر خاتمہ کر سکیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" وہ لوگ قاصر سے چل پڑے ہیں۔ شتران پہنچنے میں انہیں کتنا وقت لگے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" میرا خیال ہے چیف کہ زیادہ سے زیادہ دس گھنٹوں میں وہ شتران پہنچ جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ وقت لگ جائے کیونکہ سڑک بے حد خراب ہے"...... میجر گراز نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ بہرحال تم نے ہر لمحہ چوکنا اور ہوشیار رہنا ہے اور ہر صورت میں ان کا خاتمہ کرنا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شتران جانے والی سڑک سے

کوئی راستہ حاویہ نہیں پہنچ سکتا کیونکہ راستے میں طویل اور خوفناک صحرا ہے لیکن اس کی فطرت تھی کہ ایسے خطرناک موقعوں پر وہ ہمیشہ ایک طرف رہا کرتا تھا۔ اس لئے میجر گراز کے پاس جانے سے بھی اس نے انکار کر دیا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند آہستہ آہستہ دور ہونے لگی اور پھر جب وہ پوری طرح ہوش میں آیا تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو یہ دیکھ کر جھٹکا لگا کہ وہ صحرا میں موجود ہونے کی بجائے کسی تہہ خانے نما کمرے میں موجود تھا۔ اس کا جسم دیوار کے ساتھ نصب کڑوں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں بازوؤں میں درد کی تیز لہریں سی دوڑ رہی تھیں۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس درد کی وجہ بھی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ چونکہ بے ہوشی کے دوران بازوؤں کے بل نیچے کی طرف ڈھلکا رہا تھا اس لئے بازوؤں پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے درد ہو رہا تھا اور اب ہوش میں آنے کے بعد جب وہ اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کے بازوؤں میں اٹھنے والا درد تیزی سے ختم ہوتا جا رہا تھا۔ اپنے آپ کو یہاں دیکھ کر اس کے ذہن میں بگولے سے ناچ رہے تھے اور پھر اس

نے جیسے ہی گردن گھمائی تو اس کے ذہن کو ایک اور زوردار جھٹکا لگا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر بھی اسی طرح کڑوں میں جکڑا ہوا موجود تھا لیکن اس کی گردن کے ساتھ ساتھ اس کا پورا جسم بھی لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی تک بے ہوش ہے۔ صفدر نے دوسری طرف گردن گھمائی۔ اس کی نظریں جولیا کو تلاش کر رہی تھیں۔ جولیا وہاں موجود نہ تھی جبکہ صفدر جولیا کو تنویر کے ساتھ جیپ میں چھوڑ کر خود آگے بڑھا تھا۔ جولیا زخمی بھی تھی۔ تنویر کی یہاں موجودگی اور جولیا کی عدم موجودگی نے اس کے ذہن میں بے پناہ خدشات ابھارے لیکن دوسرے لمحے وہ تنویر کے جسم میں پیدا ہونے والی حرکت دیکھ کر چونک پڑا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر بھی ہوش میں آگیا اور اسی طرح حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جس طرح صفدر نے دیکھا تھا۔

"جولیا کہاں ہے تنویر"...... صفدر نے کہا۔

"جولیا۔ مجھے نہیں معلوم۔ کیا یہاں نہیں ہے۔ کیوں"۔ تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم جولیا کے ساتھ تھے۔ پھر"...... صفدر نے کہا۔

"کوئی چیز جیپ کی چھت سے ٹکرائی تھی۔ میں جیپ سے نیچے اترا تو مجھے ہوش نہ رہا اور اب یہاں اس حالت میں مجھے ہوش آ رہا ہے جبکہ جولیا اس وقت جیپ کے اندر تھی۔ تمہارے ساتھ کیا ہوا"...... تنویر نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"میں ایک ٹیلے کے پیچھے تھا کہ اچانک سائیں کی آواز سے ایک اور ٹیلے کے پیچھے سے کوئی چیز میرے سامنے آکر گری اور اس کے ساتھ ہی میرے ذہن پر تاریکی چھا گئی اور اب یہاں ہوش آیا ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہماری سیٹلائٹ نگرانی کی جا رہی تھی اور ان لوگوں نے باقاعدہ فائرنگ پوائنٹس بنا رکھے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ مگر اب ہمیں نہ صرف ان کڑوں سے نجات حاصل کرنی ہے بلکہ جولیا کا بھی پتہ چلانا ہے"...... صفدر نے کہا جبکہ اس دوران اس کی انگلیاں تیزی سے کڑوں کے بٹن کو ٹریس کرنے میں مصروف تھیں لیکن بٹن ٹریس نہ ہو رہا تھا۔ ابھی وہ کوشش کر رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے جبڑے چوڑے اور چہرہ جسم کی مناسبت سے بڑا تھا۔ سر آدھے سے زیادہ بالوں سے بے نیاز تھا۔ اپنے انداز سے وہ بڑا باوقار سا آدمی دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے پیچھے چار مشین گن بردار آدمی تھے۔

"ایک کرسی یہاں رکھو"...... اس آدمی نے مڑ کر ایک مشین گن بردار سے کہا۔

"یس چیف"...... مشین گن بردار نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے عقبی دیوار کے ساتھ موجود چار پانچ کرسیوں میں

سے ایک کرسی اٹھا کر اس نے اس چیف کے پاس رکھ دی۔ یہ چاروں آدمی اپنے انداز سے تربیت یافتہ اور لڑاکا دکھائی دے رہے تھے۔

" تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے "...... اس چیف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" پہلے یہ بتاؤ کہ ہماری ساتھی لڑکی کہاں ہے "...... صفدر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" وہ زخمی تھی اس لئے میں نے اسے علیحدہ رکھا ہے۔ بہر حال میں یہیں منگوا لیتا ہوں اسے "...... چیف نے کہا۔

" جیگر "...... اس نے گردن موڑ کر کہا۔

" یس چیف "...... اس آدمی نے جس نے کرسی اٹھا کر رکھی تھی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" لڑکی کو اٹھا کر یہاں لے آؤ اور ونکٹ تم ریموٹ کنٹرول راڈز کرسی اٹھا کر لے آؤ۔ جلدی کرو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اور میں نے واپس بھی جانا ہے "...... چیف نے کہا۔

" یس چیف "...... جیگر اور ایک دوسرے مسلح آدمی نے کہا اور پھر وہ دونوں تقریباً بھاگتے ہوئے واپس چلے گئے۔

" تم جو کوئی بھی ہو۔ پہلی بات تو یہ نوٹ کر لو کہ یہ کڑے ریموٹ کنٹرولڈ ہیں اور ریموٹ کنٹرول میرے آدمی کی جیب میں ہے اس لئے تم کسی صورت بھی ان سے نجات حاصل نہیں کر سکتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہر قسم کی سچوئیشن کو تبدیل کر لینے میں ماہر ہیں "...... چیف نے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اسے اب معلوم ہو گیا تھا کہ کڑوں کے بٹن کیوں ٹریس نہ ہو رہے تھے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ونکٹ ایک راڈز والی کرسی اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جیگر کاندھے پر بے ہوش جولیا کو لادے اندر داخل ہوا اور پھر ونکٹ نے کرسی صفدر کے قریب دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دی جبکہ جیگر نے بے ہوش جولیا کو اس کرسی پر ڈالا اور پھر جیب سے ریموٹ کنٹرول نکال کر اس کا بٹن پریس کیا تو راڈز نے جولیا کے جسم کو جکڑ لیا۔ جیگر نے ریموٹ کنٹرول واپس جیب میں رکھا اور پھر پیچھے ہٹ کر چیف کے قریب کھڑا ہو گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کا انچارج لگ رہا تھا۔

" سنو۔ اگر تم سچ سچ بتا دو کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں تو میں تمہیں آسان موت مار کر واپس چلا جاؤں گا ورنہ یہ لوگ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ کر تم سے سب کچھ اگلوا لیں گے اور اس حالت میں تمہاری موت انتہائی عبرت ناک ہو گی اور یہ کارروائی صرف تم دونوں کے ساتھ ہی نہیں ہو گی بلکہ اس عورت کے ساتھ بھی ہو گی "...... چیف نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم ہنس رہے ہو۔ کیوں "...... چیف نے اس بار خاصے غصیلے

لہجے میں کہا۔

" اس لئے ہنس رہا ہوں کہ تم چیف ہونے کے باوجود بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ کس تنظیم کے چیف ہو "...... صفدر نے کہا۔

" میں بچوں جیسی باتیں نہیں کر رہا۔ درست کہہ رہا ہوں۔ میں سارج ایجنسی کا چیف نمبر فور ہوں۔ میرا نام ڈکسن ہے ۔ لارڈ ڈکسن "۔ اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نمبر فور کا مطلب ہے کہ سارج کے چیف بے شمار ہیں "۔ صفدر نے کہا۔

" میں اب مزید کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا اور جو سوال میں نے کیا ہے اس کا جواب دو۔ ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا اور پھر جیگر اور اس کے ساتھی تمہاری روح سے بھی سب کچھ اگلوا لیں گے "۔ اس لارڈ ڈکسن نے منہ بناتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" یہ ہماری ساتھی ابھی تک بے ہوش کیوں ہے "...... اچانک خاموش بیٹھے تنویر نے کہا۔

" یہ زخمی ہے ۔ اس لئے میں نے اسے طویل بے ہوشی کے دو انجکشن لگوا دیئے ہیں تاکہ اسے مرتے ہوئے تکلیف نہ ہو "...... لارڈ ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بے حد شکریہ لارڈ ڈکسن ۔ اب میں تمہارے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ ہمارا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے ۔ ہمارا تعلق ایکریمیا سے ہے ۔ ہم ایکریمین ہیں "...... صفدر نے جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" یہاں کیوں آئے تھے تم اور وہ بھی انتہائی حساس اور خطرناک اسلحہ لے کر "...... لارڈ ڈکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہم سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر جا رہے تھے اور اب یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں "...... صفدر نے کہا۔

" کیوں جا رہے تھے ۔ کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے "...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" ریڈ ایجنسی کا نام سنا ہوا ہے تم نے "...... صفدر نے کہا۔

" ہاں ۔ لیکن یہ بتا دوں کہ تمہارے میک اپ صاف نہیں ہو سکے ۔ اس لئے تم زندہ بھی نظر آ رہے ہو اور تمہیں ہوش میں لا کر تم سے پوچھ گچھ بھی کی جا رہی ہے ورنہ تمہیں وہیں صحرا میں ہی ریت کے ذروں میں تبدیل کر دیا جاتا۔ لیکن اب بھی یہ بات ذہن میں رکھو کہ بہرحال تمہیں مرنا ہے ۔ اس لئے جھوٹ بولنے سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا "...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" ہمیں جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لارڈ ڈکسن ۔ تمہارے پاس اگر وسائل ہوں تو تم ریڈ ایجنسی کے چیف رائل فیلڈ سے براہ راست پوچھ لو "...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ پوچھ لوں گا "...... لارڈ ڈکسن نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت نفرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" جیگر "...... اس نے مڑ کر اپنے آدمی سے کہا۔

" یس چیف "...... جیگر نے جواب دیا۔

" یہ مجھے احمق سمجھ کر مسلسل جھوٹ بول رہا ہے اور میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے ۔ بہرحال یہ ایکریمین ہیں یا پاکیشیائی ۔ ان کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں غائب کرا دو"...... لارڈ ڈکسن نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

" یس چیف "...... جیگر نے کہا اور لارڈ ڈکسن تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ چاروں بھی اس کے پیچھے اس طرح چلتے ہوئے باہر چلے گئے جیسے اس کے باڈی گارڈ ہوں۔

" یہ تو واقعی ہمیں ہلاک کر دیں گے "...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" کڑے بے حد تنگ ہیں ۔ یہ تو کسی صورت بھی نہیں کھل رہے "۔ تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" میں نے بھی کوشش کی ہے لیکن بے سود۔ بہرحال اب اس جیگر اور اس کے ساتھیوں کو چکر دیا جائے اور تو کوئی صورت نہیں ہے "...... صفدر نے کہا۔

" میری سمجھ میں تو اس لارڈ ڈکسن کا رویہ نہیں آیا۔ یہ جس انداز میں پوچھ گچھ کر رہا تھا اور جس طرح اٹھ کر واپس چلا گیا۔ اس سے لگتا ہے کہ وہ مجبوراً ایسا کر رہا تھا"...... تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، دروازہ کھلا اور جیگر اپنے تین ساتھیوں سمیت اندر داخل ہوا۔

" جیگر ۔ اس لڑکی کو مت مارو۔ یہاں کوئی لڑکی تو آ نہیں سکتی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

یہی غنیمت ہے ۔ سب کے کام آئے گی"...... ایک آدمی نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو کاندھے سے مشین گن اتار رہا تھا۔

" ہاں ۔ تمہاری تجویز مناسب ہے وکٹر۔ لیکن پہلے میرا حق ہو گا"...... جیگر نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم سیکنڈ چیف ہو۔ اس لئے تمہارا حق واقعی پہلا ہے لیکن ہمیں حصہ بہرحال دینا"...... وکٹر نے بھی شیطانی انداز میں کہا۔

" اوکے ۔ اسے اٹھا کر پھر دوسرے کمرے میں ڈال دو۔ ورنہ ان دونوں کا خون اور گوشت کے لوتھڑے اس پر گریں گے تو پھر کون دھوتا پھرے گا"...... جیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہی ریموٹ کنٹرول نکالا اور اس کا بٹن پریس کیا تو جولیا کی کرسی کے راڈز یکلخت غائب ہو گئے جبکہ جولیا ویسے ہی بے ہوش پڑی ہوئی تھی لیکن پھر اس سے پہلے کہ جیگر ریموٹ کنٹرول واپس جیکٹ کی جیب میں ڈالتا اچانک صفدر کا پیر حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے جیگر کے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرول نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا واپس صفدر کے قریب ہی زمین پر گرا ہی تھا کہ صفدر نے پوری قوت سے اس پر پیر مارا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور تنویر دونوں کے ہاتھوں میں موجود کڑے غائب ہو گئے ۔ یہ سب کچھ صرف ایک پلک جھپکنے میں ہو گیا تھا اور کڑے غائب ہوتے ہی بھاری زنجیریں کھڑکھڑا کر نیچے گریں تو جیگر اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے اور انہوں نے

بجلی کی سی تیزی سے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گنیں اتارنے کی کوشش کی لیکن صفدر اور تنویر دونوں کو معلوم تھا کہ یہ چانس انہیں قسمت سے ملا ہے۔ اس لئے وہ دونوں ہی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور دوسرے لمحے جیگر اور اس کا ساتھی جیسے ہوا میں اڑتے ہوئے اپنے دو دوسرے ساتھیوں سے ٹکرائے اور وہ چاروں ہی اچھل کر نیچے گرے اور ان میں سے ایک آدمی وکٹر کے ہاتھ سے مشین گن اچھل کر گرنے ہی لگی تھی کہ تنویر نے کسی بھوکے عقاب کی طرح چھلانگ لگائی اور فضا میں اڑتی ہوئی مشین گن کو اس نے نہ صرف جھپٹ لیا بلکہ نیچے گر کر اٹھتے ہوئے اور جیبوں سے مشین پسٹل نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے جیگر اور اس کے ساتھی مشین گن کی ریٹ ریٹ کی زد میں آ گئے۔

"جیگر کو زندہ رکھنا ہے"...... صفدر نے ایک اور مشین گن کی طرف جھپٹتے ہوئے چیخ کر کہا۔ پھر جب وہ ایک آدمی کے ہاتھ سے نکل کر فرش پر گری ہوئی مشین گن اٹھا کر پلٹا تو فرش پر جیگر اور اس کے تینوں ساتھی خون میں لت پت ساکت پڑے ہوئے تھے جبکہ تنویر ہال کی سائیڈ کراس کر کے بیرونی دروازے تک پہنچا ہوا تھا۔

"میں نے جیگر کے صرف کولہوں کو نشانہ بنایا ہے۔ میں باہر چیک کر لوں"...... تنویر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جبکہ صفدر بھی تیزی سے اس کے پیچھے دوڑ پڑا کیونکہ وہاں رک کر وہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا اور پھر تھوڑی دیر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بعد وہ دونوں اس پوری عمارت میں گھوم چکے تھے۔ یہ دو منزلہ عمارت تھی اور کسی سنسان سے علاقے میں تھی۔ وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ عمارت میں تہہ خانے بھی تھے اور اسلحے کا ایک بڑا سٹور بھی تھا۔ عمارت کے بڑے سے گیراج میں دو بڑی کاریں موجود تھیں جن پر ایکریمیا کی ایک دور دراز ریاست الباما کی نمبر پلیٹ موجود تھی۔

"اوہ۔ کہیں ہم الباما میں تو نہیں ہیں"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم تو کارسانا میں تھے۔ الباما تو وہاں سے سینکڑوں میل دور ہو گا"...... تنویر نے جواب دیا۔

"یہ کارسانا کا علاقہ نہیں لگتا۔ وہ صحرائی علاقہ ہے جبکہ یہ تو انتہائی شاداب اور ہموار میدانی علاقہ ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اب یہ جیگر ہی بتائے گا"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ پوری عمارت کا جائزہ لے کر واپس اس تہہ خانے میں پہنچے جہاں جولیا ابھی تک بے ہوشی کے عالم میں موجود تھی جبکہ جیگر اور اس کے ساتھی ویسے ہی ساکت پڑے تھے۔ صفدر ایک کمرے میں موجود بڑا سا میڈیکل باکس اٹھا کر ساتھ لے آیا تھا اور پھر اس نے تنویر کی مدد سے جیگر کے کولہوں سے گولیاں نکال کر باقاعدہ بینڈیج کر دی اور ساتھ ہی اسے طاقت کے انجکشن بھی لگا دیئے۔ اس کے بعد صفدر نے جولیا

کو انجکشن لگا کر اسے بھی ہوش دلایا تو جولیا ساری صورتحال دیکھ کر ہی بے حد پریشان اور حیران ہوئی تھی۔

جولیا کو اس کرسی سے اٹھا کر دوسری کرسی پر بٹھا دیا گیا جبکہ جیگر کو اس کی جگہ راڈز والی کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ ریموٹ کنٹرول چونکہ خراب ہو چکا تھا اس لئے اب راڈز کو آپریٹ نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے تنویر جا کر سٹور سے ایک رسی لے آیا اور پھر اس رسی کی مدد سے جیگر کو کرسی سے باندھ دیا تھا۔

" تنویر۔ تم گن لے کر باہر بلکہ دوسری منزل پر چلے جاؤ۔ کسی بھی لمحے یہاں کوئی آسکتا ہے "...... صفدر نے کہا۔

" میں بھی جا رہی ہوں۔یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے "...... جولیا نے کہا۔

" ٹھیک ہے "...... صفدر نے کہا اور پھر تنویر اور جولیا کے تہہ خانے سے باہر جاتے ہی صفدر نے دونوں ہاتھوں سے جیگر کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب جیگر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور پھر جیب سے اس نے ایک تیز دھار نشتر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ یہ نشتر اس نے میڈیکل باکس سے نکال کر جیب میں ڈال لیا تھا۔

" تم۔ تم۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب "...... جیگر نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا اور کولہوں پر زخموں کی وجہ سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔

" تمہارے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ تم زخمی ہو۔ لیکن میں نے تمہارے جسم میں موجود گولیاں نکال کر بینڈیج کر دی ہے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو میرے سوالوں کے درست جواب دے دو"۔ صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

" تم۔ حیرت انگیز ہو۔ جادوگر ہو۔ تم نے کس طرح ریموٹ کنٹرول میرے ہاتھ سے نکال لیا"...... جیگر نے شاید صفدر کی بات ہی نہ سنی تھی۔ اس کے ذہن پر حیرت چھائی ہوئی تھی۔

" یہ ہمارے لئے معمولی باتیں ہیں جیگر۔ ہم نے بہرحال اپنی جانیں بھی بچانی تھیں اور اپنا مشن بھی مکمل کرنا ہے۔ تمہارے ساتھیوں نے ہماری ساتھی لڑکی پر بری نظریں ڈالی تھیں۔ اس لئے سامنے دیکھو۔ ان کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ تم براہ راست اس کمینگی میں شامل نہ تھے اس لئے اب تک زندہ ہو اور اگر میرے چند سوالوں کے جواب دے دو تو زندہ رہو گے "...... صفدر نے کہا۔

" تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ ہم تو انتہائی نچلی سطح کے لوگ ہیں۔ ہمیں کسی بات کا کوئی علم نہیں ہے "...... جیگر نے جواب دیا لیکن صفدر نے اس کے لہجے میں عیاری کا عنصر محسوس کر لیا تھا۔

" یہ عمارت الباما میں ہے یا کارسانا میں"...... صفدر نے کہا تو جیگر چونک پڑا۔

" الباما میں"...... جیگر نے جواب دیا۔

" ہمیں کارسانا سے یہاں کیسے لایا گیا تھا۔ کارسانا تو یہاں سے بہت دور ہے "...... صفدر نے کہا۔

" تم تینوں کو بے ہوشی کے عالم میں ایک بڑے ہیلی کاپٹر میں یہاں لایا گیا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ تمہیں کہاں سے لایا گیا ہے" جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" الباما کا یہ کون سا علاقہ ہے "...... صفدر نے پوچھا۔

" گرین وڈ سٹی "...... جیگر نے جواب دیا۔

" یہ پوائنٹ کس کا ہے ۔ سارج ایجنسی کا یا لارڈ ڈکسن کے تحت ہے "...... صفدر نے پوچھا۔

" سارج ایجنسی کا "...... جیگر نے جواب دیا۔

" لارڈ ڈکسن یہاں کار پر آیا تھا یا ہیلی کاپٹر پر "...... صفدر نے پوچھا۔

" کار پر "...... جیگر نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ وہ یہیں الباما میں ہی رہتا ہے "۔ صفدر نے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم۔ وہ پہلی بار یہاں آیا ہے "...... جیگر نے جواب دیا لیکن صفدر فوراً ہی سمجھ گیا تھا کہ اب اس نے جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے ۔ اس لئے اس نے بغیر کچھ کہے بازو گھمایا اور کمرہ جیگر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ صفدر نے اپنے ہاتھ میں موجود تیز دھار نشتر سے اس کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کاٹ دیا تھا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور ابھی اس کی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ صفدر کا بازو ایک بار پھر گھوما اور ایک بار پھر کمرہ جیگر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

" اب تم سب کچھ خود بتا دو گے "...... صفدر نے اس کی پیشانی پر ابھرنے والی رگ پر انگلی سے زوردار ہک مارتے ہوئے کہا اور جیگر کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا۔ اس کا پورا جسم لرزنے لگ گیا تھا اور پھر واقعی اس نے صفدر کے سوالوں کے جواب اس طرح دیئے جیسے صفدر اس کا چیف ہو۔ سب کچھ پوچھ لینے کے بعد صفدر نے ہاتھ میں موجود خون آلود نشتر اس کی شہ رگ میں اتار دیا اور جیگر چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد ختم ہو گیا۔ اس کی گردن سے خون کسی فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ صفدر نے نشتر کھینچ کر ایک طرف پھینکا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جیپ میں سوار خاصی تیز رفتاری سے قاصر سے شتران کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر خود عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدیقی اور عقبی سیٹ پر نعمانی، چوہان اور خاور موجود تھے جبکہ جیپ کے آخری حصے میں سیاہ رنگ کے چار تھیلے موجود تھے جن میں جدید اور خطرناک اسلحہ موجود تھا۔

" عمران صاحب۔ ہوٹل میں فون کال کس نے کی ہو گی جس نے ہمیں حاویہ میں کرنل ڈیوڈ کے بارے میں بتایا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

" دراصل اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اہمیت اس قدر ہو چکی ہے کہ اس کے خاتمہ کا کریڈٹ لینے کے لئے پوری دنیا کی ایجنسیوں میں دوڑ لگی ہوئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" آپ کا مطلب ہے کہ کسی اسرائیلی ایجنسی کی طرف سے یہ اطلاع تھی"...... صدیقی نے کہا۔

" اسرائیل کی سب سے بڑی ایجنسی تو جی پی فائیو ہے۔ تم سارج ایجنسی کو بھول رہے ہو جس کے آدمی کو ہم نے گھیر لیا تھا اور جو انتہائی جدید ترین آلے کی مدد سے نہ صرف ہماری نگرانی کر رہا تھا بلکہ ہماری گفتگو بھی ٹیپ کرتا رہا تھا۔ اس کے مطابق اس کا رابطہ تالا میں موجود سارج ایجنسی کے کرنل اسمتھ سے ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ اطلاع کرنل اسمتھ کی طرف سے دی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

" آپ نے کیسے ایک آدمی کو فکس کر دیا"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس کی آواز کی مخصوص گھن گرج۔ اس کے بولنے کا مخصوص انداز۔ یہ سب چیف کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جیسے بطور چیف فورسٹارز تم بولتے ہو یا چیف ایکسٹو بولتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو اس بار صدیقی اور اس کے ساتھی بھی ہنس پڑے۔

" آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ اب صدیقی واقعی چیف کے انداز میں بات کرتا ہے"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ابھی یہ پختہ چیف نہیں بنا۔ بس ریہرسل کی حد تک ہی رہتا ہے ورنہ میری طرح تمہاری جان بھی عذاب میں آئی ہوئی ہوتی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی جان کیسے عذاب میں ہے عمران صاحب"...... نعمانی نے کہا۔

"کمال ہے۔ تم سب بھاری تنخواہیں اور الاؤنس وغیرہ وصول کرتے ہو اور مجھے۔ تمہارا چیف رو پیٹ کر ایک معمولی مالیت کے چیک پر ٹرخا دیتا ہے اور پھر جب یہ چیک لے جا کر میں آغا سلیمان پاشا آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کے صدر کو دیتا ہوں تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہو گا"...... عمران نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار قہقہے مار کر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ اب ہم اس فون کال کے تحت شتران اور پھر شتران سے بابین جا رہے ہیں تو کیا اس روڈ پر ہمارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے"...... صدیقی نے کہا تو سب ہی سنجیدہ ہو گئے۔

"خطرہ کیا۔ خطرات کہو۔ وہاں نہ صرف کرنل ڈیوڈ کا گروپ موجود ہو گا بلکہ کرنل اسمتھ کا گروپ بھی بینڈ باجے کے ساتھ ہمارا استقبال کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ کیا مطلب۔ اسے کیسے اطلاع مل جائے گی۔ وہ تو حاویہ میں بیٹھا رہے گا ہمارے انتظار میں"...... صدیقی نے کہا۔

"ایک محاورہ ہے چوروں پر مور۔ اس کا مطلب ہے کہ چور دوسروں کا مال چوری کر کے لے آئے اور پھر یہ مال اس چور کی تحویل سے چوری ہو جائے۔ سارج کے جس مخبر کو ہم نے گھیرا تھا اور اس کا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

خاتمہ کیا تھا اس کے پاس موجود آلے میں ایک کاشن یہ بھی موجود تھا کہ اس آلے سے آگے بھی معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔ جس کا علم اس مخبر کو بھی نہیں تھا اور یقیناً یہ کام جی پی فائیو کے کسی آدمی کا ہو گا۔ ہمیں ملنے والی فون کال اس مخبر نے ٹیپ کی اور وہاں سے آگے بھی ٹیپ ہو گئی اور ویسے بھی یہ کرنل ڈیوڈ کے مزاج کے خلاف ہے کہ وہ خاموشی سے ایک جگہ بیٹھا رہے۔ لامحالہ اس نے ہر طرف کا خیال رکھا ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ اس راستے سے کیوں جا رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"تو اور کس راستے سے جاؤں۔ دو ہی تو راستے ہیں اور دونوں پر خطرہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب بڑی گہرائی میں سوچتے ہیں۔ پھر کوئی قدم اٹھاتے ہیں اس لئے بے فکر رہو۔ جو ہو گا بہتر ہی ہو گا"...... خاور نے عقبی نشست سے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں خوش عقیدگی"...... عمران نے کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ بات واقعی حلق سے نہیں اتر رہی کہ آپ خطرہ بھی محسوس کر رہے ہیں اور اس کے باوجود اس طرح اطمینان سے جا رہے ہیں۔ جیسے پکنک منانے لوگ جاتے ہیں"...... اس بار نعمانی نے کہا۔

"حلق سے اتارنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک تو حلق پر مکا مار کر۔ اس سے اٹکی ہوئی چیز یا تو حلق سے نیچے اتر گئی یا بندہ بذات خود زمین کے نیچے اتر گیا اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پانی پی کر اٹکی ہوئی چیز کو حلق سے نیچے اتارا جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ عمران کی جیب سے ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ اس کے سارے ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر جیپ کو ایک سائیڈ پر روک کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ مورس بول رہا ہوں۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس مائیکل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے لہجہ بدل کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ نخلستان لیمور کے سردار عتبہ سے بات طے ہو گئی ہے۔ وہ آپ کو نہ صرف فیول مہیا کرے گا بلکہ اپنا آدمی بھی آپ کے ساتھ بھیجے گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن کوئی کوڈ وغیرہ یا کوئی دوسری شرط۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ کوڈ نائٹ واچ ہو گا اور خدمات کے عوض آپ کو اسے ایک لاکھ ڈالر دینے ہوں گے۔ چیک نہیں نقد۔ اوور"...... دوسری

RAFREXO@HOTMAIL.COM

طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ۔ آپ نے واقعی کام کیا ہے۔ اس لئے واپسی پر آپ کو بھی خاطر خواہ انعام دیا جائے گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"تھینک یو۔ بے فکر ہو کر آگے بڑھیں۔ سردار مکمل اعتماد کا آدمی ہے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"یہ آپ نے کس قسم کا انتظام کیا ہے عمران صاحب۔ فیول تو جیپ میں بھرا ہوا ہے اور یہ ایک لاکھ ڈالر نقد"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی تو تیسرے راستے کی بات کی تھی۔ یہ اس تیسرے راستے پر جانے کا معاوضہ ہے اور جس راستے سے ہم نے جانا ہے اس کے لئے گاڑی میں موجود فیول کام نہیں دے گا۔ ہمیں فیول کے مزید ٹن درکار ہوں گے اور ساتھ ہی ایک گائیڈ بھی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کون سا راستہ ہے عمران صاحب"...... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"قاصر سے تمالا کے درمیان براہ راست ایک وسیع و عریض اور خوفناک صحرا ہے جس میں کہیں کوئی نخلستان یا پانی کا چشمہ وغیرہ نہیں ہے۔ اس قدر خوفناک اور طویل صحرا کو صرف ہیلی کاپٹر یا ہوائی جہاز کے ذریعے ہی کراس کیا جا سکتا ہے۔ جیپ کے ذریعے

نہیں اور اونٹوں کا تو موجودہ دور میں رواج ہی نہیں رہا۔ باقی دو راستے خطرناک ہو چکے ہیں۔ اچانک جیپ پر پڑنے والا میزائل ہمیں تحت الثریٰ میں دھکیل سکتا ہے۔ سارج نے لامحالہ شتران یا اس سے آگے بابین میں ہمارے خلاف پکٹنگ کر رکھی ہو گی۔ ادھر حاویہ میں کرنل ڈیوڈ ہمارا انتظار کر رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس نے شتران میں بھی کوئی کارروائی ڈال رکھی ہو لیکن ہم نے بہرحال مشن مکمل کرنا ہے۔ اس لئے ہم نے خود ایک راستہ بنایا ہے۔ ہم شتران سے پہلے آنے والے نخلستان لیمور سے اس خوفناک صحرا میں داخل ہو جائیں گے۔ سڑک کا راستہ چھوڑ دیں گے۔ پانی اور فیول ایکسٹرا ہمارے ساتھ ہو گا اور گائیڈ بھی۔ اس طرح ہم زیادہ سے زیادہ چھ سات گھنٹوں میں خاموشی سے تمالا پہنچ جائیں گے۔ سارج کے اس مخبر سے جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق لیبارٹری علیحدہ ہے اور کرنل اسمتھ نے علیحدہ ایک عمارت میں ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے۔ ہم نے اس ہیڈ کوارٹر کو کرنل اسمتھ اور اس کے آدمیوں سمیت تباہ کرنا ہے اور یہ کام اس لئے آسانی سے ہو جائے گا کہ ہمارے پاس ایسے طاقتور ڈائنامیٹ سٹکس موجود ہیں جسے ہم اس عمارت کے ساتھ رکھ کر جب وائرلیس سے فائر کریں گے تو پوری عمارت مع تمام آدمیوں سمیت تباہ ہو جائے گی۔ اس طرح کرنل اسمتھ اپنے آدمیوں سمیت ختم ہو جائے گا۔ یہ کام نعمانی اور خاور کریں گے۔ جبکہ صدیقی، میں اور چوہان تینوں اس لیبارٹری پر ریڈ کریں گے اور وہاں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے فارمولا حاصل کر کے ہم اس لیبارٹری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیں گے۔ ہماری جیپ صحرا میں رہ جائے گی۔ ہم فوری طور پر واپس صحرا میں داخل ہوں گے اور جیپ کے ذریعے ہماری قاصر واپسی ہو جائے گی۔ اس طرح مشن مکمل ہو جائے گا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کمال ہے عمران صاحب۔ آپ کا ذہن تو واقعی سپر ہے"۔ خاور اور چوہان دونوں نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب۔ واپسی پر جیپ میں ہم پھنس بھی سکتے ہیں۔ لامحالہ ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری کی تباہی سے پولیس اور ہو سکتا ہے فوج بھی ہر طرف گھیرا ڈال لے اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعے چیکنگ کی جائے۔ اس صورت میں ہماری جیپ واپسی میں مارک ہو سکتی ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

" نہیں۔ جب تک وہ سنبھلیں گے یا انہیں کچھ معلوم ہو گا ہم اس دوران واپس قاصر بھی پہنچ چکے ہوں گے جہاں سے عاکیہ میں داخل ہو کر ہم اسرائیل سے باہر پہنچ چکے ہوں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سرہلا دیئے۔

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ مضافاتی علاقہ تھا۔ اصل شہر پیچھے رہ گیا تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر اور سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر تنویر موجود تھا۔ یہ کار ان دو کاروں میں سے ایک تھی جو جیگر کے پوائنٹ پر موجود تھیں۔ صفدر جیگر کو ہلاک کر کے تہہ خانے سے باہر آیا اور پھر جولیا اور تنویر کو ساتھ لے کر وہ ایک کار سمیت فوری طور پر اس عمارت سے باہر آ گئے البتہ آنے سے پہلے انہوں نے اس عمارت سے دو مشین گنیں، ان کے میگزین اور ساتھ ہی مشین پسٹلز اور ان کے میگزین بھی لے لئے تھے۔ جب تک کار شہر میں رہی سڑکوں پر کاروں کا خاصا ہجوم تھا۔ اس لئے جولیا اور تنویر بھی خاموش رہے لیکن جیسے ہی کار مضافات کو جانے والی سڑک پر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پہنچی ٹریفک کا رش ایک دم ختم ہو گیا اور اب اکا دکا ٹرانسپورٹ نظر آ رہی تھی۔

" کہاں جا رہے ہو صفدر۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ"...... تنویر نے کہا۔

" ہماری منزل اینجل سٹی ہو گی جو گرین وڈ سٹی سے ڈیڑھ سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس لئے اگر ہمیں راستے میں روکا نہ گیا تو ہم ڈیڑھ گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیں گے "...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا

" اس جیگر نے کیا بتایا ہے جو تم اینجل سٹی جا رہے ہو"۔ جولیا نے پوچھا۔

" جیگر سارج کا کوئی بڑا عہدیدار نہیں تھا۔ وہ اس پوائنٹ کا انچارج تھا اور یہ پوائنٹ براہ راست لارڈ ڈکسن کے تحت ہے۔ جیگر نے بتایا ہے کہ سارج کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور لارڈ ڈکسن چوتھے حصے کا چیف ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا اسے بھی علم نہیں ہے۔ لارڈ ڈکسن اینجل سٹی میں رہتا ہے۔ وہاں اس کی ایک شاندار محل نما کوٹھی ہے جس کا نام ڈکسن ہاؤس ہے۔ جیگر اس پوائنٹ پر آنے سے پہلے اس محل نما کوٹھی میں طویل عرصے تک لارڈ ڈکسن کا باڈی گارڈ رہا ہے۔ اس لئے اس نے اس محل میں داخل ہو کر براہ راست لارڈ ڈکسن تک پہنچنے کا ایک خفیہ راستہ بھی بتا دیا ہے جس کے بارے میں سوائے لارڈ ڈکسن اور اس کے خاص آدمیوں کے اور کسی کو علم

نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے بتایا ہے کہ لارڈ ڈکسن کے ماتحت ایک آدمی جیکسن ہے ۔ جیکسن لارڈ کا نمبر ٹو ہے اور سارج کا تمام کاروبار اس جیکسن کے ذریعے ہوتا ہے ۔ اس کا ہیڈ کوارٹر اینجل سٹی میں علیحدہ ہے ۔ اسے ہیڈ کوارٹر نمبر فور کہا جاتا ہے"۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تو اب تم کہاں جا رہے ہو۔ اس ہیڈ کوارٹر نمبر فور کو تباہ کرنے یا اس لارڈ ڈکسن سے دو دو ہاتھ کرنے "...... جولیا نے پوچھا۔

" ہیڈ کوارٹر کو اس انداز میں تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ ظاہر ہے اس کے حفاظتی انتظامات انتہائی جدید ہوں گے البتہ ہم اس لارڈ ڈکسن تک اس خفیہ راستے کے ذریعے پہنچ سکتے ہیں اور پھر لارڈ ڈکسن سے سارج کے اس پورے سیٹ اپ کے بارے میں بھی معلوم ہو جائے گا اور اس کارسانا کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی۔ اس کے بعد فیصلہ کریں گے کہ ہمیں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے "...... صفدر نے کہا۔

" گڈ۔ یہ اچھی تجویز ہے "...... جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" لیکن اس طرح ہمارا مشن تو ناکام رہے گا"...... تنویر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" وہ کیسے "...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

" ہم نے کارسانا میں موجود ہیڈ کوارٹر تباہ کرنا تھا۔ وہ ہم کر نہیں سکے اور اب ہم کارسانا سے دور یہاں الباما میں کارروائی کرتے پھر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

رہے ہیں جبکہ یہاں بھی صرف ہیڈ کوارٹر فور ہے ۔ مکمل ہیڈ کوارٹر نہیں ہے "...... تنویر نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ مکمل ہیڈ کوارٹر کہیں نہیں ہے ۔ چار حصوں میں تقسیم کر کے چار ہیڈ کوارٹرز بنائے گئے ہیں جبکہ چیئرمین بورڈ آف گورنرز لارڈ انتھونی ناراک میں رہتا ہے ۔ اس لئے ہمیں علیحدہ علیحدہ چاروں ہیڈ کوادٹرز تباہ کرنے پڑیں گے ۔ تب ہی سارج کا خاتمہ ہو سکے ۔ پھر ہمیں جس طرح کارسانا سے یہاں لایا گیا ہے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کارسانا میں بھی اس لارڈ ڈکسن کا ہی مکمل کنٹرول ہے ۔ اس لئے لارڈ ڈکسن سے کارسانا کے اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی حتمی اور تفصیلی معلومات مل سکتی ہیں"...... صفدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور اس بار تنویر اور جولیا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ڈیڑھ گھنٹے کی طویل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ اینجل سٹی پہنچ گئے ۔ یہ زیادہ بڑا شہر نہ تھا لیکن اس کے باوجود اس کی آبادی خاصی تھی۔ خاص طور پر بڑی بڑی محل نما کوٹھیوں کی تعداد خاصی تھی۔ البتہ شہر بے حد صاف ستھرا اور خوبصورت تھا۔ ہر طرف پھول ہی پھول بکھرے ہوئے نظر آ رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد صفدر نے کار ایک پبلک پارکنگ میں روک دی اور وہ تینوں نیچے اتر آئے ۔ جولیا گو کہ زخمی تھی لیکن اب وہ بغیر کسی سہارے کے آسانی سے چل پھر سکتی تھی۔ صرف تیز حرکت کرنا اس کے لئے ممکن نہ تھا۔

"اسلحے کا کیا ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"مشین گنیں لے جانا ضروری ہے۔ کار کے اندر ہی کوٹ کی سائیڈوں میں چھپا لیتے ہیں"...... صفدر نے کہا اور کار کا عقبی دروازہ کھول کر ایک بار پھر اندر داخل ہو گیا۔ دوسری طرف سے تنویر بھی عقبی سیٹ پر چلا گیا اور دروازے بند کر لئے گئے جبکہ جولیا بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑی سامنے دیکھتی رہی۔ سڑک پار کچھ فاصلے پر ایک خوبصورت پارک تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر ایک عالیشان محل نما کوٹھی نظر آ رہی تھی۔ جولیا سمجھ گئی کہ یہی اس لارڈ ڈکسن کی رہائش گاہ ہو گی لیکن اسے خفیہ راستے کا علم نہ تھا کیونکہ اس راستے کے بارے میں تمام معلومات صفدر نے ہی حاصل کی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور تنویر دونوں کار سے باہر آ گئے۔ صفدر نے کار لاک کی اور پھر وہ تینوں بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے سڑک کراس کر کے اس خوبصورت اور وسیع پارک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ مخصوص جگہ سے انہوں نے سڑک کراس کی۔ صفدر آگے تھا جبکہ جولیا اور تنویر اس کے پیچھے تھے۔ پارک میں داخل ہو کر وہ تینوں سیر کرنے کے انداز میں ادھر ادھر گھومتے رہے۔ وہاں اور بھی مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ چند خوبصورت بچے بھی ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے تھے۔ صفدر، جولیا اور تنویر تینوں ایکریمین میک اپ میں تھے اور چونکہ یہ ریاست بھی ایکریمین تھی اس لحاظ سے وہ مقامی لوگ لگتے تھے لیکن ریاست الباما اور ناراک وغیرہ کے رہنے والے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایکریمین میں بہرحال واضح فرق تھا۔ اس لئے وہ یہاں بھی مقامی کی بجائے غیر ملکی ہی دکھائی دیتے تھے۔ آپس میں ایکریمین زبان میں باتیں کرتے اور ٹہلتے ہوئے وہ پارک کی عقبی سمت میں موجود گھنے درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہو گئے۔ خاصا گھنا جھنڈ تھا اور باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا جبکہ اس جھنڈ کے اردگرد یا قریب بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ صفدر آگے بڑھ گیا تھا۔ پھر اس نے ایک درخت کے قریب جا کر اس پر اپنا ہاتھ مارا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر اس نے مخصوص انداز میں چار بار درخت کے چوڑے تنے پر ہاتھ مارا تو ایک سرسراہٹ کے ساتھ ہی درخت کی جڑ کے ساتھ زمین کسی تختے کی طرح اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔ اب سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ سیڑھیوں کی تعداد آٹھ تھی۔ وہ تینوں تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے سرنگ میں پہنچ گئے اور صفدر نے آخری سیڑھی کے درمیانی حصے پر چار بار مخصوص انداز میں پیر مارے تو تختے کی طرح اوپر کو اٹھا ہوا ڈھکن بند ہو گیا۔ سرنگ میں ہلکی سی روشنی موجود تھی۔ جولیا نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل جبکہ صفدر اور تنویر نے کوٹ کی اندرونی سائیڈوں میں موجود مشین گنیں نکال کر ہاتھوں میں پکڑ لیں اور پھر وہ احتیاط سے ادھر ادھر اور چھت کی طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سرنگ اور اس کی چھت سب صاف تھیں۔ کہیں کوئی خطرناک پوائنٹ نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر کافی دیر بعد سرنگ نے موڑ کاٹا اور پھر ایک بھاری فولادی

دروازے پر سرنگ کا اختتام ہو گیا۔ دروازہ بند تھا اور دروازے کی ساخت ایسی تھی جیسے اس میں کوئی درز وغیرہ نہ ہو۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے ایک ٹھوس فولادی چادر سے تیار کیا گیا ہو۔ صفدر نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر ایک بار پھر چار بار مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھ کر دیوار میں غائب ہو گیا لیکن اس تمام حرکت سے معمولی سی آواز بھی پیدا نہ ہوئی تھی۔ دوسری طرف ایک بڑا کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کے اختتام پر دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ صفدر نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں تیزی سے اندر داخل ہوئے اور کمرے کو کراس کر کے ان سیڑھیوں تک پہنچ گئے۔ صفدر نے سیڑھیاں چڑھنے سے پہلے پہلی سیڑھی پر چار بار مخصوص انداز میں پیر مارا تو بے آواز انداز میں ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔

"اب اوپر اس دروازے سے گزر کر ہم کمرے میں پہنچیں گے جہاں سے ہم اس خصوصی حصے میں داخل ہو جائیں گے جہاں لارڈ ڈکسن رہتا ہے۔ اس پورشن کے اندر کسی قسم کے کوئی حفاظتی انتظامات نہیں ہیں۔ باہر ہوں گے، اندر نہیں ہیں۔ اس لئے ہم آسانی سے اس لارڈ ڈکسن پر قابو پا لیں گے اور کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا"۔ صفدر نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر دروازے تک پہنچ گیا۔ باہر ایک راہداری تھی۔ وہ تینوں اس راہداری میں چلتے ہوئے تھوڑا سا گھومے اور پھر ایک دروازے کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سامنے پہنچ کر رک گئے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور دوسری طرف ایک اور راہداری نظر آ رہی تھی۔ جس میں کمروں کے دروازے تھے۔ صفدر نے گردن موڑ کر ایک نظر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر اس راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے تنویر اور جولیا بھی راہداری میں داخل ہو گئے۔ اسی لمحے انہیں کچھ دور سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ یہ آواز ایک کھلے دروازے کے اندر سے آ رہی تھی۔ وہ بڑے محتاط انداز میں چلتے ہوئے اس دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

"یس"...... ایک آواز ان کے کانوں میں پڑی اور وہ یہ آواز سنتے ہی پہچان گئے کہ بولنے والا لارڈ ڈکسن ہے۔

"کیا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ ریموٹ کنٹرول راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ لڑکی تو ویسے بھی بے ہوش تھی۔ نہ وہ آزاد ہو سکتے تھے اور نہ ہی جیگر اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا"...... ایک بار پھر لارڈ ڈکسن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"تو پھر انہیں تلاش کرو اور اس بار انہیں دیکھتے ہی گولی مار دو۔ پوری اینجل سٹی کو ہلاک کر دو۔ لیکن ان کا خاتمہ ضروری ہے اور پھر مجھے رپورٹ دو"...... لارڈ ڈکسن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کریڈل پر پٹخے جانے کی آواز سنائی دی تو صفدر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور دوسرے لمحے صفدر آگے

بڑھ کر کھلے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جولیا اور تنویر بھی اندر داخل ہوئے ۔ یہ ایک آفس کے انداز میں سجا ہوا کمرہ تھا۔ سائیڈ میں ایک ریک تھا جس میں اوپر سے نیچے تک شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں اور لارڈ ڈکسن جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا اور وہ ریک کی طرف مڑ کر اس میں سے ایک بوتل اٹھا رہا تھا۔

" لارڈ ڈکسن "...... صفدر نے کہا تو لارڈ ڈکسن اس قدر تیزی سے مڑا کہ شاید اس قدر تیزی سے پلک بھی نہ جھپکی جا سکتی تھی اور پھر اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں اور وہ وہیں فرش پر ہی ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

" چلو آسانی ہو گئی۔ یہ حیرت سے ہی بے ہوش ہو گیا ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اسے کسی ایسے کمرے میں لے چلو جہاں اس سے تفصیل سے پوچھ گچھ ہو سکے "...... جولیا نے کہا۔

" تنویر۔ تم اس پورے حصے کو چیک کرو لیکن احتیاط کرنا۔ کسی چکر میں نہ پھنس جانا"...... صفدر نے کہا تو تنویر اثبات میں سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ صفدر نے میز کی درازیں کھولیں لیکن ان درازوں میں سوائے عام سے فیشن میگزینوں کے کام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اس دوران جولیا نے دیوار میں نصب ایک بند الماری کھول کر اس کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ صفدر اب قالین پر پڑے ہوئے لارڈ ڈکسن کے سر پر اس انداز میں کھڑا ہو گیا تھا کہ اگر اسے ہوش آ گیا تو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وہ اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار کر دوبارہ اسے بے ہوش کر دے گا اور پھر ایسے ہی ہوا۔ لارڈ ڈکسن چونکہ حیرت کی شدت سے بے ہوش ہوا تھا۔ اس لئے جلد ہی اسے ہوش آ گیا لیکن صفدر نے مشین گن کے دستے سے اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے دوبارہ زیادہ عرصے کے لئے بے ہوش کر دیا۔

" حیرت ہے ۔ یہاں کوئی حفاظتی انتظامات ہی نہیں۔ کوئی دربان یا چوکیدار بھی نہیں۔ آج سے پہلے تو میں نے ایسا کوئی چیف نہیں دیکھا جو اس انداز میں رہتا ہو "...... جولیا نے الماری بند کر کے مڑتے ہوئے کہا۔

" یہ اس محل نما کوٹھی کا ایسا حصہ ہے جس میں لارڈ ڈکسن کی اجازت کے بغیر انسان تو انسان، مکھی اور مچھر بھی داخل نہیں ہو سکتے اور جس راستے سے ہم آئے ہیں اس کا علم صرف لارڈ ڈکسن کو ہے ۔ جیگر چونکہ کسی زمانے میں اس کے باڈی گارڈ کے طور پر یہاں رہتا تھا اس لئے وہ اس راستے کو لارڈ ڈکسن کے ساتھ استعمال بھی کرتا تھا۔ پھر لارڈ ڈکسن نے جب اسے یہاں سے اس گرین وڈ پوائنٹ پر بھیجا تو یہ بات اس کے ذہن سے نکل گئی کہ جیگر اس مخصوص راستے سے واقف ہے اور یہ اس کی وہ بھول تھی جس کا فائدہ ہم نے اٹھایا ہے ورنہ اگر ہم باہر سے اندر آنے کی کوشش کرتے تو شاید کسی صورت بھی اندر داخل نہ ہو سکتے "...... صفدر نے جواب دیا۔

" تم نے بھی اس جیگر سے بڑی تفصیل سے معلومات حاصل کی

ہیں ورنہ اتنی آسانی سے شاید ہم بھی اس لارڈ ڈکسن تک نہ پہنچ سکتے"...... جولیا نے کہا۔

" وہ لاشعوری طور پر جب بولنے لگا تو پھر خود ہی سب کچھ بتاتا چلا گیا"...... صفدر نے جواب دیا۔ اسی لمحے تنویر اندر داخل ہوا۔

" یہ خاصا بڑا پورشن ہے لیکن تمام پورشن خالی ہے ۔ یہاں اس لارڈ ڈکسن کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے ۔ ایک بڑا سا کمرہ ہے جس میں کرسیاں موجود ہیں اور وہیں رسی بھی موجود ہے ۔ اسے وہاں لے چلتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

" ہاں ۔ میں اٹھاتا ہوں اسے "...... صفدر نے کہا اور پھر جھک کر اس نے لارڈ ڈکسن کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر وہ اور جولیا، تنویر کی رہنمائی میں اس بڑے کمرے میں پہنچ گئے ۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اندر داخل ہوتے، اندر سے کسی کے قدموں کی آواز ابھری اور وہ تینوں ہی بے اختیار اچھل پڑے ۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نخلستان تیمور کے سردار عتبہ نے نہ صرف عمران کو چار بڑے کین پٹرول کے دیئے بلکہ پانی کے پانچ بڑے کین بھی جیپ میں رکھوا دیئے تھے ۔ عمران اس کے لئے نقد رقم پہلے ہی جیب میں رکھ کر لے آیا تھا اس لئے اس نے نقد رقم سردار عتبہ کو ادا کر دی ۔

" ہمارے لئے گائیڈ کا بھی بندوبست کرنا تھا تم نے "...... عمران نے کہا۔

" وہ ابھی آنے والا ہے ۔ اس کا نام ہاشم ہے ۔ وہ اس سارے صحرا کا کیڑا ہے ۔ وہ تمہیں آسانی سے تمالا پہنچا دے گا"...... سردار عتبہ نے کہا اور پھر واقعی ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا عرب نخلستان میں داخل ہوا۔ اس کے سر پر عربوں جیسا مخصوص رومال بندھا ہوا تھا۔ سردار عتبہ سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں سلام دعا کے بعد وہ عمران کی طرف مڑا۔

"ان کا نام مائیکل ہے اور انہوں نے صحرا میں سے ہو کر تمالا جانا ہے اور تم نے انہیں وہاں تک پہنچانا ہے"...... سردار عتبہ نے کہا۔

"آپ سڑک کی بجائے صحرا کے راستے کیوں جانا چاہتے ہیں"۔ ہاشم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کے دشمن ہیں سڑک پر۔ ویسے تمہیں اپنے معاوضے سے غرض ہونی چاہئے"...... سردار عتبہ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دو معاوضہ اور چلو"...... ہاشم نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور جب عمران نے بیس ہزار ڈالر نکال کر ہاشم کو دیئے تو اس کے ہاتھ انہیں گنتے ہوئے باقاعدہ کانپ رہے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ میں انہیں گھر دے کر ابھی واپس آتا ہوں"۔ ہاشم نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"کیا یہ قابل اعتماد ہے"...... عمران نے ہاشم کے جانے کے بعد سردار عتبہ سے کہا۔

"ہاں۔ ہر لحاظ سے"...... سردار عتبہ نے بڑے باوثوق لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ اسی نخلستان میں رہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ شتران میں رہتا ہے البتہ اس کا خاندان اور بچے یہاں رہتے ہیں اور یہ ایک ماہ کی چھٹی پر آیا ہوا ہے"...... سردار عتبہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو اسے صحرا میں جدید تبدیلیوں کا تو علم ہی نہ ہو گا"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کی ساری عمر اسی صحرا میں گزری ہے اور اس کے آباؤ اجداد صدیوں سے اسی صحرا میں رہتے چلے آئے ہیں۔ ابھی صرف دو سال پہلے یہ یہاں سے شتران گیا ہے۔ یہ تو اس صحرا کی ریت کے ایک ایک ذرے کو پہچانتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں"...... سردار عتبہ نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاشم واپس آ گیا۔

"چلیں جناب"...... ہاشم نے عمران سے کہا تو عمران اسے ساتھ لے کر درختوں کے جھنڈ میں موجود جیپ کے پاس آیا۔ جس پر تمام سامان لوڈ کر دیا گیا تھا۔

"گاڑی کی ڈرائیونگ مجھے دے دیں اور پھر بے فکر ہو جائیں"...... ہاشم نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ڈرائیونگ سیٹ پر ہاشم اور سائیڈ سیٹ پر عمران جبکہ عقبی سیٹ پر صدیقی اور اس کے ساتھی بیٹھ گئے۔ عقبی حصے میں پٹرول کے فالتو کین، پانی کے کین اور خوراک کے بند ڈبوں کے ساتھ ساتھ جدید اسلحے کے چار تھیلے بھی پڑے ہوئے تھے۔

"تم واپس کیسے جاؤ گے"...... عمران نے ہاشم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"میں چند روز تمالا میں اپنے ایک پرانے دوست کے پاس رہوں گا۔ پھر بس کے ذریعے واپس چلا جاؤں گا"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"ہم کتنے عرصے میں تمالا پہنچ جائیں گے "...... عمران نے پوچھا کیونکہ اس وقت جیپ لق و دق صحرا میں ریت پر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چونکہ اس جیپ کے ٹائر خصوصی طور پر ریت پر چلنے کے لئے ہی تیار کئے گئے تھے اس لئے جیپ ریت پر اس طرح دوڑ رہی تھی جیسے تارکول سے بنی ہوئی سڑک پر کاریں دوڑتی ہیں۔

"چھ گھنٹے لگ جائیں گے۔ مگر...... " ہاشم نے جواب دیا۔

"مگر کیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اگر کوئی شدید طوفان نہ آ گیا تو"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"کیا طوفان آنے کا یہی موسم ہے "...... عمران نے پوچھا تو ہاشم چونک کر عمران کی طرف انتہائی حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

"آپ صحراؤں میں سفر کرتے رہے ہیں۔ ورنہ عام آدمی کو تو اس بات کا علم ہی نہیں ہوتا کہ صحراؤں میں شدید طوفان خاص موسموں میں ہی آتے ہیں"...... ہاشم نے کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ موسم تو نہیں ہے لیکن صحرا ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے "...... ہاشم نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جیپ میں خاموشی طاری ہو گئی۔

"آپ نے تمالا میں کہاں جانا ہے جناب"...... چند لمحوں بعد ہاشم نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"تم نے تمالا کی ابتدائی حدود میں ہی ہمیں چھوڑ کر چلے جانا ہے"۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے حتمی فیصلے کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ لیکن اگر آپ ناراض نہ ہوں تو مجھے سب کچھ تفصیل سے بتا دیں کیونکہ میں نے آپ سے بھاری معاوضہ لیا ہے اور میں آپ کی مکمل حمایت کرنا چاہتا ہوں"...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کرو گے معلوم کر کے۔ تمہارا اس معاملے سے جتنا کم سے کم تعلق رہے گا۔ تم اتنا ہی فائدے میں رہو گے "...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کی مرضی۔ میں اب مزید کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے میں نے شتران میں جی پی فائیو کے ایک گروپ کو دیکھا تھا۔ ان کے پاس گن شپ ہیلی کاپٹر بھی تھا"...... ہاشم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اپنی بات پر عمران کا ردعمل چیک کرنا چاہتا ہو۔

"ہو گا۔ حکومتی ایجنسیاں نقل و حرکت کرتی ہی رہتی ہیں"۔ عمران نے بے نیازانہ انداز میں جواب دیا اور ہاشم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے نظریں سامنے سکرین پر مرتکز کر دیں۔ پھر تقریباً آٹھ گھنٹوں کے طویل، بور اور انتہائی تھکا دینے والے سفر کے بعد وہ تمالا کی آبادی میں داخل ہو ہی گئے۔ راستے میں انہوں نے

دو بار جیپ میں فیول بھرا۔ تمالا کی آبادی سے پہلے ریت کو روکنے کے لئے ایک دیوار تعمیر کی گئی تھی لیکن اس دیوار میں کئی جگہوں پر ایسے خلا موجود تھے جہاں سے جیپ کے ذریعے اندر جایا جا سکتا تھا اور ہاشم ایسے ہی ایک خلا سے جیپ اندر لے گیا۔

"جیپ روک دو"...... عمران نے کہا تو ہاشم نے ایک سائیڈ پر کر کے جیپ جیسے ہی روکی۔ عمران جو اس کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور جیپ کا دروازہ کھولنے کے لئے مڑتا ہوا ہاشم کنپٹی پر عمران کی مڑی ہوئی انگلی کی زوردار ضرب کھانے کے بعد چیختا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

"اس سے کوئی خطرہ تھا عمران صاحب"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے جی پی فائیو کا حوالہ دے کر اپنے آپ کو مشکوک کر دیا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جس کا کوئی تعلق عام آدمی سے نہیں ہوتا۔ اس لئے اب اس سے باقاعدہ پوچھ گچھ ہو گی۔ تم اسے عقبی سیٹ پر کھینچ لو"...... عمران نے کہا تو صدیقی اور نعمانی نے ہاشم کو گھسیٹ کر عقبی سیٹ پر ڈال دیا تو عمران کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر اس نے جیپ کو آگے بڑھا کر موڑا اور واپس دیوار کے خلا سے گزار کر اسے واپس صحرا میں لے گیا اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر اس نے ایک جگہ پر دیوار کے ساتھ کر کے جیپ روک دی۔

"اس کے ہاتھ اس کے عقب میں باندھ دو اور پھر اسے ہوش میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لے آؤ"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اپنی بیلٹ اتار کر اس سے ہاشم کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے جکڑ دیئے اور پھر دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ عمران اسی طرح ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ ہاشم کے لئے جگہ بنانے کے لئے خاور اپنی سیٹ سے اٹھ کر فرنٹ سائیڈ سیٹ پر آ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب ہاشم کے جسم میں حرکت کے آثار ابھرنے لگے تو صدیقی نے ہاتھ ہٹا لئے البتہ نعمانی نے اسے کاندھوں سے پکڑا ہوا تھا تاکہ وہ ڈھلک کر سیٹ سے نیچے نہ جا گرے۔ چند لمحوں بعد ہاشم نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب"...... ہاشم نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھے رہو ہاشم"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ہاشم چونک کر حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اسے اس دوران یہ بھی احساس ہو گیا تھا کہ اس کے ہاتھ اس کے عقب میں بندھے ہوئے ہیں۔

"آپ۔ آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں"...... ہاشم نے رک رک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے جی پی فائیو کا ذکر کر کے اپنے آپ کو ہماری نظروں میں مشکوک کر دیا ہے۔ عام آدمی کو جی پی فائیو اور گن شپ ہیلی کاپٹر کے بارے میں کوئی علم نہیں ہوتا"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا

اور ہاشم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" میں نے یہ ذکر اس لئے کیا تھا کہ میرا خیال تھا کہ آپ کا تعلق بھی کسی ایجنسی سے ہے اور میں جی پی فائیو کا نام لے کر آپ کے چہرے پر اس بات کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا لیکن مجھے مایوسی ہوئی "...... ہاشم نے جواب دیا۔

" تمہارا تعلق کس ایجنسی سے ہے "...... عمران نے کہا تو ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔

" میرا۔ میرا کسی ایجنسی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ۔ میں تو ایک مزدور آدمی ہوں "...... ہاشم نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تمہیں گولی مار کر تمہاری لاش یہاں ریت میں دفن کر دی جائے ۔ ایجنسی کا لفظ بھی مزدور آدمی کو معلوم نہیں ہوتا۔ تم نے تو باقاعدہ نام لیا ہے "...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

" میں جو کچھ کہہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں۔ آپ مجھ پر مہربانی کریں "...... ہاشم نے کہا۔

" اوکے ۔ اسے جیپ سے باہر نکال کر ریت کے ٹیلے کے پاس لے جا کر گولی مار دو "...... عمران نے کسی کا نام لئے بغیر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ٹھیک ہے "...... صدیقی نے کہا اور پھر چوہان اور صدیقی نے ہاشم کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا لیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" عمران صاحب۔ ضروری تو نہیں کہ اس کی لاش کو وہاں اوپن پھینکا جائے ۔ ریت کو گہرا کھود کر بھی اس کی لاش کو ڈالا جا سکتا ہے تاکہ طویل عرصے تک یہ ظاہر نہ ہو "...... صدیقی نے کہا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم نے عمران کا نام لیا ہے ۔ رک جاؤ۔ کون عمران ہے ۔ رک جاؤ "...... صدیقی اور نعمانی کے ہاتھوں میں جکڑے ہوئے اور بری طرح تڑپتے ہوئے ہاشم نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو سب حیران ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ۔

" تم کس عمران کو جانتے ہو "...... عمران نے ہاشم کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا آپ عمران ہیں۔ پاکیشیائی علی عمران "...... ہاشم نے اس بار عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

" اگر میں کہوں ہاں۔ تو پھر تمہارا کیا ردعمل ہو گا "...... عمران نے جواب دیا تو ہاشم نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے ۔

" مجھے یہ تو شک تھا کہ آپ کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے لیکن اس کا تو میرے ذہن کے کسی گوشے میں تصور تک نہ تھا کہ آپ پاکیشیائی عمران بھی ہو سکتے ہو۔ میں مر تو سکتا ہوں لیکن کسی کو یہ نہیں بتا سکتا کہ میں دراصل کون ہوں لیکن پاکیشیائی عمران اور اس کے ساتھی تو فلسطینیوں کے محسن ہیں۔ اس لئے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ میرا تعلق ریڈ بریگیڈ سے ہے "...... اس بار ہاشم نے کہا تو

عمران چونک پڑا۔

" کون ہے ریڈ بریگیڈ کا سردار "...... عمران نے پوچھا۔

" سردار ابو عبیدہ "...... ہاشم نے جواب دیا۔

" اوہ۔ تم اس کے ساتھ کام کرتے ہو۔ لیکن کیا یہاں اس کا کوئی اڈہ ہے "...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ یہاں کوئی اڈہ نہیں ہے۔ شتران میں ہے اور میں وہاں سے نخلستان لیمور آیا تھا۔ سردار عتبہ بھی ہمارا ہمدرد ہے۔ ویسے اس کا براہ راست ریڈ بریگیڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھ پر قرضہ چڑھا ہوا ہے اس لئے اس نے میری مدد کی اور مجھے تمہارا گائیڈ بنا دیا"۔ ہاشم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" کیا تمہارا سردار ابو عبیدہ سے کوئی رابطہ ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" ہاں۔ میرے گلے میں جو تعویذ ہے یہ دراصل ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے۔ تم میرے ہاتھ کھولو۔ میں اس کے ذریعے تمہاری بات کرا دیتا ہوں"...... ہاشم نے کہا تو عمران نے صدیقی سے کہہ دیا کہ ہاشم کے ہاتھ کھول دیئے جائیں۔

" لیکن کیا واقعی آپ عمران ہیں۔ کیا آپ اس کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں"...... ہاشم نے ہاتھ کھلتے ہی گلے سے تعویذ اتارتے ہوئے کہا۔

" تم سردار ابو عبیدہ سے میری بات کراؤ۔ میں اسے ثبوت دے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دوں گا اور ہاں۔ کیا اس کی کال راستے میں کچھ تو نہیں ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

" نہیں جناب۔ یہ ایسے ٹرانسمیٹر ہیں جن کی نہ آواز کسی جگہ کیچ ہو سکتی ہے اور اگر کیچ ہو بھی جائے تو الفاظ کسی صورت سمجھ میں نہیں آ سکتے"...... ہاشم نے جواب دیا۔

" اوکے۔ کراؤ میری بات"...... عمران نے کہا۔

" سوری سر۔ پہلے آپ مجھے یقین دلائیں کہ آپ واقعی پاکیشیائی عمران ہیں ورنہ چیف مجھے ہلاک بھی کر سکتا ہے"...... ہاشم نے کہا۔

" اوکے۔ مت کراؤ بات۔ لیکن نیچے اتر جاؤ۔ اب تمہیں ہلاک تو کیا نہیں جا سکتا کیونکہ تم نہ صرف فلسطینی ہو بلکہ ریڈ بریگیڈ سے بھی تمہارا تعلق ہے۔ تم نے ہمیں تمالا تک پہنچا دیا اور ہم نے تمہارا معاوضہ تمہیں پیشگی ادا کر دیا ہے جاؤ۔ اللہ حافظ "...... عمران نے کہا تو ہاشم کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" بس مجھے ثبوت مل گیا ہے۔ ایسا فیصلہ عمران ہی کر سکتا ہے اور پھر اللہ حافظ کے الفاظ۔ بس مجھے ثبوت مل گیا ہے۔ میں بات کراتا ہوں"...... ہاشم نے بچوں کی طرح مسرت کی شدت سے قلقاری مارتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے تعویذ کی عقبی طرف انگوٹھا رکھ کر اسے مخصوص انداز میں بار بار پریس کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک چھوٹا سا ایریل باہر کو نکل آیا اور اس ایریل کے سرے پر ستارہ سا چمکنے لگا اور عمران نے بے اختیار ایک

طویل سانس لیا کیونکہ اب وہ پہچان گیا تھا کہ یہ سٹار ٹرانسمیٹر تھا۔ روسیاہ کے سائنس دانوں کی جدید ترین ایجاد۔ اس کا مطلب تھا کہ فلسطینی اپنی جدوجہد میں صرف ایکریمیا اور یورپ کے جدید ترین آلات ہی استعمال نہ کرتے تھے بلکہ وہ روسیاہ سے بھی جدید ترین آلات منگوا کر استعمال کرتے تھے۔ چند لمحوں کے بعد ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ہاشم کالنگ۔ ڈبل ایکس تھری وائی۔ اوور"...... ہاشم نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ڈبل اے اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی کیونکہ وہ سردار ابو عبیدہ کی آواز بخوبی پہچانتا تھا۔

"پاکیشیائی اے اے سے بات کیجئے۔ اوور"...... ہاشم نے کہا اور ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پاکیشیائی اے اے کہاں ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے یکلخت چیختے ہوئے اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اے اے بول رہا ہوں سردار۔ اوور"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور ہاشم کا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔

"اوہ۔ آپ کہاں ہیں اور یہ ہاشم کیسے آپ سے ٹکرا گیا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے اسے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مختصر طور پر سب کچھ بتا دیا۔

"ہاشم اس علاقے کا کیڑا ہے۔ یہ آپ کی مکمل اور بہترین مدد کرے گا۔ آپ اس پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں۔ یہ ریڈ بریگیڈ کا سب سے بااعتماد آدمی ہے۔ آپ اسے ٹرانسمیٹر دیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر ہاشم کی طرف بڑھا دیا۔

"یس چیف۔ اوور"...... ہاشم نے ٹرانسمیٹر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"ہاشم۔ تم اے اے کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتے ہو۔ اس لئے مجھے مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ تم نے ہر صورت میں ان کے مشن کی تکمیل میں مدد دینی ہے۔ اٹ از مائی آرڈر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ میں اپنی جان بھی لڑا دوں گا۔ اوور"۔ ہاشم نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تھینک یو۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاشم نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب آپ مجھے بتائیں کہ میں کس طرح آپ کی مدد کر سکتا ہوں"۔ ہاشم نے ٹرانسمیٹر کو تعویذ کی شکل دے کر اپنے گلے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارے گلے میں ہے اور اچانک کال آجائے تو پھر"۔ عمران نے کہا تو ہاشم بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ ون سائیڈڈ ہے جناب۔ میں اس کے ذریعے کال کر سکتا ہوں۔ دوسری طرف سے کال نہیں آسکتی۔ ورنہ میں اس طرح اسے اپنے گلے میں نہیں ڈال سکتا تھا"...... ہاشم نے جواب دیا اور عمران نے مطمئن انداز میں اثبات میں سرہلا دیا۔

"یہاں اسرائیل کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس کے اوپر ٹوائے فیکٹری ہے اور یہ ساؤتھ روڈ پر ہے۔ ہم نے اس لیبارٹری میں داخل ہو کر ایک فارمولا حاصل کرنا ہے اور پھر اس لیبارٹری کو بھی تباہ کرنا ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہاں تمالا کی ایک عمارت میں اسرائیل اور ایکریمیا کی مشترکہ تنظیم سارج کا ایک سیکشن موجود ہے جس کا انچارج کرنل اسمتھ ہے"...... عمران نے مختصراً اسے تفصیل بتا دی۔

"میں سمجھ گیا۔ آپ پہلے کہاں ریڈ کرنا چاہتے ہیں"...... ہاشم نے کہا۔

"ہم پہلے اپنا مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے پہلے ہم لیبارٹری پر ریڈ کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم دو گروپوں میں تقسیم ہو کر بیک وقت ہی دونوں مشن مکمل کر سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ فارمولا پہلے حاصل کر لیا جائے۔ باقی رہا سارج کے سیکشن پر حملہ تو اگر حالات درست رہے تو ایسا بھی ہو سکتا ہے ورنہ ہم نے فوری واپس بھی جانا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ یہیں رہیں۔ فوری طور پر یہاں کسی کے آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ میں تمالا جا کر دونوں سپاٹس کے بارے میں مزید خبریں معلوم کر کے واپس آکر آپ کو اطلاع دوں گا۔ پھر جیسے حالات ہوں ویسے آپ کریں"...... ہاشم نے کہا۔

"نہیں۔ تمہارے جانے اور واپس آنے میں کافی وقت ضائع ہو گا۔ ہمارے پاس ٹی ایس کراس ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ تم ایک پیس لے جاؤ اور اس پر مجھے تفصیل بتا دینا۔ اس کی نشریات کسی صورت بھی کیچ نہیں ہو سکتیں"...... عمران نے کہا اور ہاشم نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر عمران کے کہنے پر صدیقی نے عقبی طرف پڑے ہوئے تھیلے میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر ہاشم کو دے دیا اور ہاشم اسے جیب میں ڈال کر جیپ سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا ایسا کرنے میں وقت ضائع نہیں ہو رہا عمران صاحب"۔ خاور نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں سارج کے آدمی موجود ہوں گے۔ پورے تمالا میں وہ چیکنگ کر رہے ہوں گے اور خفیہ طور پر اس لیبارٹری کی بھی چیکنگ ہو رہی ہو گی لیکن انہیں ہاشم پر شک نہیں پڑے گا کیونکہ ہاشم مقامی آدمی ہے اور ریڈ بریگیڈ فلسطین کی سب سے اہم تنظیم ہے س میں کسی اوسط درجے کی ذہانت کے آدمی کو سرے سے جگہ ہی

نہیں دی جاتی اور ہاشم کے بارے میں ابو عبیدہ نے جو کچھ بتایا ہے اس سے لگتا ہے کہ ہاشم کو ریڈ بریگیڈ میں خاصی اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے وہ یقیناً ایسی معلومات حاصل کر لے گا جن کی ہمیں مشن کی کامیابی کے لئے ضرورت ہے"...... عمران نے کہا اور خاور سمیت سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لارڈ ڈکسن ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا بیٹھا تھا جبکہ ایک دوسری کرسی پر ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی بھی رسیوں سے بندھی ہوئی موجود تھی۔ یہ لڑکی اس کمرے میں نجانے کدھر سے آئی تھی جس کمرے کو پہلے تنویر خالی دیکھ کر گیا تھا۔ لڑکی اپنے انداز سے سیکرٹری دکھائی دیتی تھی۔ صفدر جولیا اور تنویر جب لارڈ ڈکسن کو بے ہوش کر کے اس سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے اس کمرے تک پہنچے تھے تو انہیں اندر سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تھی جبکہ تنویر کے مطابق لارڈ ڈکسن کے سوا اس پورے حصے میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا اور پھر تنویر نے ہی اچانک کمرے میں داخل ہو کر ایکشن کیا تھا۔ وہ لڑکی سائیڈ دیوار کے قریب موجود تھی اور ایک الماری کھول کر اس کے خانے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جب تنویر

نے عقب سے اس پر حملہ کیا تھا اور دوسری ضرب پڑتے ہی بغیر کوئی آواز نکالے وہ لڑکی ڈھیر ہو گئی تھی۔ الماری میں شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں اور شاید یہ لڑکی مخصوص شراب اس الماری سے نکالنے کے لئے آئی تھی۔ بہرحال رسی تلاش کر کے اس کی مدد سے لارڈ ڈکسن اور اس لڑکی کو علیحدہ علیحدہ کرسیوں پر باندھ دیا گیا جبکہ تنویر کمرے سے باہر چلا گیا تاکہ کسی کی اچانک کسی بھی طرف سے آمد کو روکا جا سکے۔ جولیا ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"پہلے اس لڑکی کو ہوش میں لایا جائے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم اس وقت آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں۔ اس لئے وقت ضائع مت کرو۔ جو کچھ ہم نے معلوم کرنا ہے وہ لارڈ ڈکسن ہی بتا سکے گا"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ جو لڑکی اس حصے میں لارڈ کے ساتھ موجود ہو۔ وہ لامحالہ بہت کچھ جانتی ہو گی اور لارڈ ڈکسن شاید وہ کچھ نہ بتا سکے جو یہ لڑکی بتا سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں صفدر۔ جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ وقت ضائع مت کرو"...... جولیا نے اس بار قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"اوکے مس جولیا"...... صفدر نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے لارڈ ڈکسن کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب لارڈ ڈکسن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لمحوں بعد لارڈ ڈکسن کی آنکھیں کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم تو گرین وڈ سپیشل پوائنٹ پر تھے"...... لارڈ ڈکسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ صفدر اور جولیا کو پہچان چکا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ موگی بھی تمہارے قبضے میں آ گئی۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ یہ تو سیکورٹی آفس میں تھی۔ وہاں سے یہ باہر آ ہی نہیں سکتی تھی اور سیکورٹی آفس میں باہر سے کوئی آدمی داخل ہی نہیں ہو سکتا اور یہ یہاں تمہاری موجودگی نہ صرف چیک کر لیتی بلکہ تمہیں مخصوص آلات کے تحت ہلاک بھی کر سکتی تھی۔ پھر یہ اس حالت میں یہاں کیسے پہنچ گئی۔ کیا مطلب۔ کیا تم جنات یا بدروحیں ہو"۔ لارڈ ڈکسن نے ہذیانی انداز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یہ اس کمرے کی الماری سے کوئی شراب اٹھانے آئی تھی"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کی یہ لاپرواہی ناقابل معافی ہے۔ اسے یقیناً موت کی سزا دی جائے گی"...... لارڈ ڈکسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کون دے گا یہ سزا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں دوں گا اور کون دے گا۔ یہ لاپرواہی ہے اور یہ لاپرواہی

ناقابل معافی ہے"...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" تم فکر مت کرو۔ ہم خود اسے سزا دے لیں گے۔ تم ہمیں یہ بتاؤ کہ سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... صفدر نے کہا تو لارڈ ڈکسن بے اختیار چونک پڑا۔

" سارج۔ کون سارج۔ کس سارج کی بات کر رہے ہو"۔ لارڈ ڈکسن نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" اگر ہم ریموٹ کنٹرول کڑوں میں جکڑے ہونے کے باوجود جیگر اور اس کے تین مسلح ساتھیوں کو کور کر کے یہاں پہنچ سکتے ہیں تو ہم تمہاری روح سے بھی تمام معلومات حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کے نتیجے میں تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں گی"...... صفدر کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

" تمہیں یہاں کے بارے میں کس نے بتایا ہے"...... لارڈ ڈکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جیگر نے۔ کیونکہ وہ تمہارا باڈی گارڈ رہ چکا تھا اور اسے اس خفیہ راستے کا علم تھا"...... صفدر نے جواب دیا۔

" ہونہہ۔ غلطی مجھ سے ہوئی۔ لیکن میرا کوئی تعلق سارج ایجنسی سے نہیں ہے۔ میں نے وہاں پوائنٹ پر تم سے غلط بیانی کی تھی"...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" صفدر اس طرح وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس لئے عمران والا آپشن استعمال کرو"...... جولیا نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" عمران۔ تم نے واقعی عمران کا نام لیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا تم پاکیشیائی ہو۔ کیا واقعی"...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" حیرت ہے۔ عمران کا نام تو شیطان سے بھی زیادہ مشہور ہے"۔ جولیا نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم کس عمران کی بات کر رہے ہو"...... صفدر نے کہا۔

" پاکیشیائی ایجنٹ۔ جسے پوری دنیا میں سب سے خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے"...... لارڈ ڈکسن نے جواب دیا۔

" ہاں۔ ہم اسی عمران کے ساتھی ہیں لیکن وہ ہمارے ساتھ نہیں آیا۔ وہ کسی اور مقام پر کسی اور کام میں مصروف ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

" تم کیا چاہتے ہو۔ سنو کسی بھی لمحے تم پر خوفناک قیامت ٹوٹ سکتی ہے۔ میرا وعدہ کہ میں تمہیں زندہ یہاں سے واپس جانے دوں گا۔ مجھے چھوڑ دو"...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" اوکے۔ اب واقعی عمران صاحب والا کام ہی کرنا پڑے گا"۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا اور چند لمحوں بعد کمرہ لارڈ ڈکسن کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ لارڈ ڈکسن کے دونوں نتھنے کٹ چکے تھے اور وہ تکلیف کی شدت سے دائیں بائیں سر مار رہا تھا اور پھر جب صفدر نے اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر ضرب لگائی تو اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا اور اس کا پورا جسم کانپنے

لگا۔

"کہاں ہے سارج کا ہیڈ کوارٹر۔ بولو"...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا اور پھر جس طرح ٹیپ ریکارڈر بولتا ہے اسی طرح لارڈ ڈکسن نے بھی لاشعوری طور پر سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔ اس نے جو کچھ بتایا اس سے صفدر اور جولیا دونوں حیران رہ گئے۔ لارڈ ڈکسن نے بتایا تھا کہ کارسانا میں واقعی نقلی ہیڈ کوارٹر ہے لیکن اس کی چیکنگ سیٹلائٹ پوائنٹس سے کی جاتی ہے اور جب کسی بھی چیف کو کوئی بڑا مشن بھجوانا ہو تو وہ عارضی طور پر وہاں پہنچ کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہی سارج کا ہیڈ کوارٹر ہے جبکہ سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر اطالیہ کے شمالی پہاڑی علاقے میرانا میں ہے۔ جسے اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ سوائے چیفس کے اور کوئی اسے نہیں جانتا اور اس کے ساتھ ساتھ لارڈ ڈکسن نے انہیں یہ بھی بتایا کہ وہ فل چیف نہیں ہے بلکہ وہ بھی نمبر ٹو ہے۔ اصل چیفس میرانا کے ہیڈ کوارٹر میں ہی ہیں اور وہ وہیں رہتے ہیں اور پوری دنیا میں سارج کو کنٹرول کرتے ہیں۔ باقی جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے وہ ڈمی ہے لارڈ انتھونی سمیت۔ اور ابھی سارج پوری دنیا میں یہودیوں کے ناقابل شکست قبضے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ جلد ہی اس کے اقدامات سے پوری دنیا پر سارج کے تحت یہودیوں کا قبضہ ہو جائے گا اور پھر تمام دنیا کے مسلمانوں کو مکمل طور پر تباہ و برباد کرنے کے اس منصوبے کا آغاز کیا جائے گا۔ اس منصوبے کی جو تفصیلات لارڈ ڈکسن نے بتائیں وہ اس قدر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

خوفناک تھیں کہ صفدر اور جولیا دونوں کے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔

"اسے ختم کر دو اور یہاں سے نکلو۔ ہمیں جلد از جلد چیف سے رابطہ کر کے مزید احکامات لینے ہوں گے۔ یہ تو انتہائی خطرناک منصوبہ سامنے آیا ہے"...... جولیا نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر لارڈ ڈکسن کے سینے میں پے در پے کئی گولیاں اتار دیں۔

"اب اس لڑکی کا کیا کرنا ہے"...... صفدر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کو کھول دو۔ یہ جب ہوش میں آئے گی تو خود ہی اپنی جان بچا لے گی"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح لارڈ ڈکسن کی موت کی خبر سارج کے اصل ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آج نہیں تو کل پہنچ جائے گی۔ یہ لڑکی بے گناہ ہے اس لئے اسے اس حالت میں ہلاک کرنا زیادتی ہے"...... جولیا نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی تو صفدر نے آگے بڑھ کر بے ہوش لڑکی موگی کی رسیاں کھولیں اور پھر مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ تینوں لارڈ ڈکسن ہاؤس کے اس خفیہ راستے سے باہر آ چکے تھے۔

"ہمیں جلد از جلد اس شہر بلکہ اس ریاست سے بھی باہر جانا ہو

گا"...... صفدر نے کہا۔

" ہمارے پاس کاغذات موجود ہیں۔ کیوں نہ ہم یہاں سے کسی فلائٹ کے ذریعے اس ریاست سے باہر چلے جائیں تاکہ وہاں اطمینان سے چیف سے مزید ہدایات لے کر ان کے مطابق کام سرانجام دے سکیں"...... تنویر نے کہا اور پھر جولیا نے بھی تنویر کی بات کی تائید کر دی اور صفدر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ انہیں بہرحال اطمینان تھا کہ وہ سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر ٹریس کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران اپنے ساتھیوں سمیت تمالا شہر کی بیرونی دیوار کے پاس جیپ کے اندر موجود تھا جبکہ ہاشم اس سے مخصوص ٹرانسمیٹر لے کر تمالا گیا ہوا تھا تاکہ لیبارٹری کے بارے میں اور اس عمارت کے بارے میں جس میں سارج کا سیکشن موجود تھا تازہ ترین معلومات مہیا کر سکے۔ اسے گئے ہوئے اڑھائی گھنٹے گزر چکے تھے اور اب صبح ہونے کے قریب تھی کیونکہ وہ پچھلی رات تمالا کی حدود میں پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

" عمران صاحب۔ ہمیں یہاں یوں اکٹھے نہیں رہنا چاہئے" صدیقی نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ ہاشم کی وجہ سے ہم پر حملہ بھی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

" گھبراؤ نہیں۔ تم اب چیف ہو اور چیف کی سب سے اہم

خصوصیت انسان شناسی ہوتی ہے۔ تمہیں انسانوں کو پہچاننے کا فن آنا چاہئے۔ ہاشم غلط آدمی نہیں ہے اور پھر وہ جس تنظیم سے وابستہ ہے اس تنظیم سے وابستہ افراد پکڑے جانے کی صورت میں خودکشی تو کر سکتے ہیں لیکن معلومات مہیا نہیں کر سکتے۔یہاں جیپ میں اگر تم میرا نام نہ لیتے تو تمہیں اس کا تجربہ بھی ہو جاتا کہ ہاشم اپنی جان تو دے دیتا لیکن وہ ریڈ بریگیڈ کا نام اپنے منہ سے کبھی نہ نکالتا"۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ عمران کی جیب سے ٹی ایس ٹرانسمیٹر کی مخصوص سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے تیزی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ایچ کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے ہاشم کی آواز سنائی دی۔

"کھل کر بات کرو۔ یہ انتہائی محفوظ ٹرانسمیٹر ہے۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ٹوائے فیکٹری کے گرد اور فرنٹ کی طرف سامنے موجود دو عمارتوں میں باقاعدہ بھاری مشین گنوں سمیت گارڈز موجود ہیں۔ ٹوائے فیکٹری تا اطلاع ثانی بند کر دی گئی ہے اور اس کے بند پھاٹک کے باہر باقاعدہ بورڈ لگا دیا گیا ہے۔ البتہ میں نے اس کی عقبی طرف سے ایک خفیہ راستہ معلوم کر لیا ہے۔ اس راستے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہم خاموشی سے ٹوائے فیکٹری کے اندر تک پہنچ سکتے ہیں۔ پھر اس سے آگے کارروائی خود کرنا پڑے گی۔ اوور"...... ہاشم نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا ہے۔ اوور"...... عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"میرا ایک دوست اس فیکٹری کے اسٹور روم میں کام کرتا ہے۔ مجھے پہلے سے معلوم تھا۔ میں نے اسے ٹریس کیا تو وہ اپنے گھر میں موجود تھا۔ اس کی بیوی خاصی بیمار ہے اور اس کے پاس علاج کے لئے اتنا سرمایہ نہیں ہے جتنا اس کے علاج کے لئے چاہئے کیونکہ اس کی بیوی کا علاج ایکریمیا کے ایک بڑے ہسپتال سے ہی ہو سکتا ہے۔ بہرحال ایک لاکھ ڈالر کے عوض اس نے یہ راستہ نہ صرف بتا دیا بلکہ ہمیں ساتھ لے جانے کا وعدہ بھی کر لیا ہے۔ عقبی طرف چونکہ بلند سی ٹھوس دیوار ہے اور سڑک ہے۔ اس لئے اس طرف کوئی نگرانی نہیں ہے۔ ہم آسانی سے اس خفیہ راستے سے اندر جا سکتے ہیں۔ اوور"۔ ہاشم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر کا گارینٹڈ چیک تو مل سکتا ہے لیکن نقد نہیں مل سکتے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"میں ابھی اپنے دوست مارٹن سے معلوم کر کے بتاتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ آدمی ہاشم تو بے حد ہوشیار ثابت ہو رہا ہے عمران صاحب"۔

صدیقی نے کہا۔

" ہاں "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر کال آنا شروع ہو گئی۔

" ہاشم کالنگ۔ اوور "...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ہاشم کی آواز سنائی دی۔

" یس علی عمران کالنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور "...... عمران نے کہا۔

" مارٹن مان گیا ہے۔ اسے واقعی رقم کی بے حد اور اشد ضرورت ہے۔ اوور "...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب اس سارج کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اوور "...... عمران نے کہا۔

" اس بارے میں بھی میں نے کھوج لگا لیا ہے یہاں تمالا میں ریڈ بریگیڈ کا ایک آدمی موجود ہے۔ جو ویسے تو ایک کلب میں سپروائزر ہے لیکن وہ تمالا اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے بارے میں ریڈ بریگیڈ کو ضروری معلومات مہیا کرتا ہے۔ اس کا نام افضل ہے۔ وہ بے حد ہوشیار اور تیز آدمی ہے۔ میں آپ سے جدا ہو کر سب سے پہلے کلب جا کر اس سے ملا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ یہاں آرکن روڈ پر ایک کافی بڑی عمارت ہے۔ اس عمارت میں گذشتہ ڈیڑھ دو ماہ سے اجنبی افراد آ کر رہ رہے ہیں۔ ان کے پاس ایک ہیلی کاپٹر بھی ہے۔ یہ اجنبی لوگ پورے تمالا میں گھومتے رہتے ہیں۔ ان کا انداز ایسا ہوتا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے جیسے وہ کسی خاص آدمی یا گروپ کو تلاش کر رہے ہوں۔ افضل نے اپنے طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ان لوگوں کا تعلق کسی بین الاقوامی تنظیم سے ہے اور ان کے انچارج کا نام کرنل اسمتھ ہے۔ ان کی کل تعداد بیس ہے۔ ان میں سے بارہ افراد شہر میں گھومتے رہتے ہیں جبکہ کرنل اسمتھ کے ساتھ آٹھ افراد مستقل طور پر عمارت میں ہی رہتے ہیں۔ لیکن بقول افضل اس عمارت کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ایک پھاٹک ہے جہاں پر مسلح پہریدار چوبیس گھنٹے پہرہ دیتے رہتے ہیں۔ اوور "...... ہاشم نے جواب دیا۔

" اوکے۔ تم مارٹن کو لے کر میرے پاس پہنچو۔ پھر آگے کی پلاننگ کریں گے۔ اوور "...... عمران نے کہا۔

" اوکے۔ اوور اینڈ آل "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" آپ لیبارٹری پر کام کریں۔ ہم سارج کے خلاف کام کریں گے "...... صدیقی نے کہا۔

" نہیں۔ کام مل کر ہی ہو گا لیکن پہلے اس لیبارٹری پر کام ہو گا کیونکہ ہمارا اصل مشن یہی ہے۔ سارج کے خلاف جولیا اور اس کے ساتھی کام کر رہے ہیں البتہ لیبارٹری پر کام مکمل ہونے کے بعد ہم اس عمارت پر ریڈ کریں گے تاکہ وہاں سے ہیلی کاپٹر حاصل کر کے واپس قاصر اور قاصر سے عاکیہ پہنچ کر اسرائیل سے باہر نکل جائیں "۔

عمران نے کہا۔
" لیکن لیبارٹری میں یقیناً انہوں نے ایسے آلات لگا رکھے ہوں گے کہ وہاں ریڈ ہوتے ہیں سارج کو اطلاع مل جائے گی اور پھر وہ ہمیں باہر سے چاروں طرف سے گھیر لیں گے۔ پھر ہمارے پاس واپس جانے کا راستہ بھی نہیں رہے گا"...... اس بار نعمانی نے کہا۔
" اوہ۔ واقعی تمہاری بات درست ہے نعمانی۔ اس پہلو پر تو میرا خیال ہی نہیں گیا تھا لیکن اگر ہم نے پہلے سارج پر حملہ کر دیا تو لامحالہ اس کی اطلاع کرنل ڈیوڈ تک پہنچ جائے گی اور وہ آکر تمالا میں اودھم برپا کر دے گا۔ پھر ہمارے لئے لیبارٹری پر ریڈ کرنا ناممکن ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔
" اسی لئے تو میں نے دو گروپوں کی بات کی ہے"...... صدیقی نے کہا۔
" نہیں۔ ایسے موقعوں پر طاقت کو تقسیم نہیں ہونا چاہئے۔ ویسے بھی ان حالات میں ہمارا ایک دوسرے سے ملنا ناممکن ہو جائے گا اور ہم یہیں پھنس کر رہ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔
" تو پھر ایسا ہے کہ دو گروپ بنا لئے جائیں۔ ایک گروپ لیبارٹری کے اندر کارروائی کرے اور دوسرا باہر کی نگرانی کرے تاکہ ہمیں محدود نہ کیا جا سکے"...... صدیقی نے کہا۔
" میری ایک تجویز ہے عمران صاحب"...... خاموش بیٹھے ہوئے خاور نے اچانک کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" کیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔
" ٹوائے فیکٹری کے سامنے جس عمارت میں مسلح افراد نگرانی پر موجود ہیں۔ اس عمارت پر قبضہ کر لیا جائے۔ پھر لیبارٹری پر ریڈ کیا جائے تاکہ اگر سارج کے افراد وہاں آئیں تو انہیں آسانی سے کور کیا جا سکے۔ پھر لیبارٹری کے بعد اس عمارت پر میزائل فائر کئے جائیں اور اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے"...... خاور نے کہا۔
" نہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ٹھیک ہے ہمیں پہلے سارج پر حملہ کرنا ہے تاکہ ہمارا عقب محفوظ رہے۔ لیکن کھلا حملہ نہیں بلکہ ہم گٹر کے ذریعے اندر داخل ہوں گے اور خاموشی سے ساری کارروائی کر کے پھر لیبارٹری کی طرف جائیں گے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سرہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ہاشم ایک آدمی سمیت وہاں پہنچ گیا۔ یہ مارٹن تھا۔ عمران نے اس سے تفصیلی بات چیت کی اور پھر اسے ایک لاکھ ڈالر کا گارنیٹڈ چیک دے دیا۔
" سنو۔ اگر ہم صرف چند معلومات کے عوض تمہیں اتنی بڑی مالیت کا چیک دے سکتے ہیں تو دھوکہ کرنے پر موت کی سزا بھی دے سکتے ہیں"...... عمران نے مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔
" کیسا دھوکہ جناب"...... مارٹن نے چونک کر پوچھا۔
" تم یہاں سے جانے کے بعد لیبارٹری میں فون کر کے کسی کو آگاہ کر دو یا سارج کے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کر دو تو اسے دھوکہ ہی کہا

جائے گا"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ نہیں جناب۔ میں مارٹن کو بڑے طویل عرصہ سے جانتا ہوں۔آپ قطعی بے فکر رہیں۔ایسا نہیں ہو گا"...... ہاشم نے کہا۔

" مجھے واقعی اپنی بیوی کے علاج کے لئے بھاری رقم کی ضرورت تھی اور میں نے آپ کی رہنمائی لیبارٹری کی طرف نہیں کرنی بلکہ صرف ٹوائے فیکٹری کے سٹور روم تک کرنی ہے اور بس"۔ مارٹن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" ہاشم۔ تم اسے چھوڑ کر واپس آؤ۔ پھر آگے بات ہو گی"۔ عمران نے کہا۔

" اوکے ۔آؤ مارٹن"...... ہاشم نے کہا اور پھر مارٹن کو ساتھ لے کر وہ واپس دیوار میں بنے ہوئے اس خلا کی طرف بڑھ گیا۔

"جو صورت حال سامنے آئی ہے اس کے مطابق لیبارٹری کے اندر کارروائی کرنا انتہائی آسان ہو گیا ہے ۔اس لئے ہم پہلے لیبارٹری میں کارروائی کریں گے ۔ میرے ساتھ خاور اور چوہان جائیں گے جبکہ صدیقی اور نعمانی دونوں جیپ سمیت قریبی کسی پارکنگ میں رہیں گے اور خطرے کی صورت میں نہ صرف اس خطرے کا مقابلہ کریں گے بلکہ ٹی ایس ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہمیں بھی اطلاع دیں گے اور ہاشم بھی تمہارے ساتھ رہے گا"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور سب نے اثبات میں سرہلا دیئے ۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لارڈ انتھونی ناراک میں اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور لارڈ انتھونی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ انتھونی نے رسیور اٹھاتے ہی سرد لہجے میں کہا۔

" جناب۔ الباما سے راڈرک کی کال ہے"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھی۔

" الباما سے راڈرک کی کال۔ کراؤ بات"...... لارڈ انتھونی نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ الباما میں تو لارڈ ڈکسن کی رہائش تھی اور اس سے بات چیت بھی لارڈ ڈکسن ہی کرتا تھا جبکہ راڈرک اس کا اسسٹنٹ تھا۔اس لئے لارڈ ڈکسن کی بجائے راڈرک کی کال کا سن کر لارڈ انتھونی حیران ہو رہا تھا۔

"چیف باس۔ میں الباما سے راڈرک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ لیکن ممناتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"لارڈ ڈکسن کہاں ہے۔ اس کی بجائے تم نے کیوں کال کی ہے"...... لارڈ انتھونی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لارڈ ڈکسن کو ان کے ہاؤس کے سپیشل ایریا میں ہلاک کر دیا گیا ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ انتھونی کو یوں محسوس ہوا جیسے راڈرک نے بات کرنے کی بجائے اس کے سر پر لٹھ مار دیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا تم نشے میں ہو نانسنس"...... یہ خبر ایسی تھی کہ لارڈ انتھونی اپنی حیثیت کو بھول کر حلق کے بل چیخ پڑا تھا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب۔ اسی لئے تو میں نے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے راڈرک نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ویری بیڈ۔ یہ سب کیسے ہوا اور کس نے کیا ہے"...... لارڈ انتھونی نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا کیونکہ لارڈ ڈکسن پارٹ فور کا چیف تھا اور اس کی موت کی خبر واقعی اس کے لئے انتہائی شاکنگ تھی۔

"سر۔ کارسانا میں ہیڈ کوارٹر کی طرف جاتے ہوئے ایک جیپ کو سیٹلائٹ پوائنٹ کے ذریعے چیک کیا گیا۔ اس کی اطلاع مجھے دی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گئی تو میں نے یہ اطلاع لارڈ صاحب کو دے دی۔ لارڈ صاحب نے خود براہ راست سیٹلائٹ پوائنٹ ہولڈر سے بات کی اور پھر جیپ میں موجود افراد کو بے ہوش کر کے کارسانا میں خصوصی پوائنٹ پر پہنچانے کے احکامات دیئے۔ ان کے مطابق یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق تھے۔ یہ ایک عورت اور دو مرد تھے۔ عورت قدرے زخمی محسوس ہوتی تھی۔ بہرحال لارڈ صاحب کے حکم کی تعمیل کر دی گئی تو لارڈ صاحب نے مجھے حکم دیا کہ میں خصوصی ہیلی کاپٹر کارسانا بھجوا کر ان تینوں کو الباما لے آؤں اور گرین وڈ میں ان کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچا کر انہیں اطلاع دوں۔ چنانچہ ان کے حکم کی فوری تعمیل کی گئی اور ان تینوں کو بے ہوشی کے عالم میں کارسانا سے الباما لے آیا گیا اور گرین وڈ سٹی میں اس پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا جس کا حکم لارڈ صاحب نے دیا تھا۔ اس پوائنٹ کا انچارج جیگر تھا جو بے حد بااعتماد اور تیز آدمی تھا۔ اس کے ساتھ تین اور آدمی بھی اس پوائنٹ پر رہتے تھے۔ لارڈ صاحب کو اطلاع دی گئی تو وہ خود کار میں بیٹھ کر گرین وڈ سٹی اس پوائنٹ پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد کی کارروائی کی لارڈ صاحب کی پرسنل سیکرٹری موگی نے مجھے رپورٹ دی کہ لارڈ صاحب جیگر کو انہیں ہلاک کرنے اور ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دینے کا حکم دے کر واپس آ گئے۔ یہ تینوں ریموٹ کنٹرول کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے اور کسی صورت بھی وہ کڑے نہ کھول سکتے تھے۔ پھر سیکرٹری موگی نے ابھی ابھی مجھے اطلاع دی

ہے کہ وہ لارڈ صاحب کے ساتھ ان کے ہاؤس کے سپیشل ایریا میں موجود تھی کہ اچانک اس کے سر پر ضرب لگی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ میٹنگ ہال کی ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ساتھ والی کرسی پر لارڈ صاحب کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ لارڈ صاحب کو رسی کی مدد سے کرسی کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ ان کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے تھے جبکہ موگی کو بھی شاید پہلے رسی سے باندھا گیا تھا لیکن پھر رسی کھول دی گئی تھی کیونکہ رسی اس کی کرسی کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ موگی نے اٹھ کر سپیشل ایریا کو چیک کیا تو اسے مخصوص آلات کی وجہ سے علم ہو گیا کہ خفیہ راستے سے تین افراد جن میں ایک عورت اور دو مرد تھے اندر داخل ہوئے اور یہ واردات کر کے واپس چلے گئے۔ موگی نے فوراً مجھے کال کیا۔ میں نے فوری طور پر گرین وڈ سپیشل پوائنٹ کو چیک کیا تو وہاں جیگر اور اس کے تینوں ساتھیوں کی لاشیں موجود تھیں اور جیگر کے بھی بالکل اسی انداز میں دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے تھے جس طرح لارڈ صاحب کے کاٹے گئے تھے۔ ویسے پوائنٹ پر اور لارڈ ڈکسن کے سپیشل ایریا میں کسی چیز کو نہیں چھیڑا گیا۔ میں نے موگی سے ان افراد کی تصویریں حاصل کیں اور پھر چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ یہ تینوں افراد چارٹرڈ طیارے کے ذریعے راماسو گئے ہیں اور پھر راماسو سے یہ ایک اور چارٹرڈ طیارے سے ولنگٹن چلے گئے ہیں"۔ راڈرک نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یہ نتھنے کاٹنے والی واردات تو بتاتی ہے کہ یہ کارروائی ان لوگوں کی ہے جنہیں کارسانا سے اٹھایا گیا تھا"...... لارڈ انتھونی نے کہا۔

"یس سر۔ ویسے یہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ نتھنے کاٹ کر لاشعوری طور پر معلومات حاصل کر لیتا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ تمام کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہے"...... راڈرک نے جواب دیا۔

"لارڈ ڈکسن کو کیا ضرورت تھی انہیں کارسانا سے الباما لے جانے کی۔ انہیں وہیں کارسانا میں ہی گولی مار دینی چاہئے تھی"...... لارڈ انتھونی نے کہا۔

"یس سر"...... راڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمام معاملات کو تم خود کنٹرول کرو۔ جب تک ہیڈ کوارٹر سے تمہیں مزید احکامات نہ مل جائیں"...... لارڈ انتھونی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ لیکن دوسرے لمحے ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ تو اسرائیل میں کام کر رہے تھے۔ وہ کارسانا اور الباما کہاں سے پہنچ گئے"...... لارڈ انتھونی نے چونک کر کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل اسمتھ سے بات کراؤ۔ فوراً"...... لارڈ انتھونی نے کہا اور

ایک بار پھر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجی تو لارڈ انتھونی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ انتھونی نے کہا۔

"کرنل اسمتھ فون پر ہیں جناب"...... دوسری طرف مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... لارڈ انتھونی نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"چیف باس۔ میں کرنل اسمتھ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل اسمتھ تمہاری طرف سے رپورٹ ملی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ اسرائیل میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر کیا ہوا۔ تم نے مزید کوئی رپورٹ ہی نہیں دی"...... لارڈ انتھونی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یہ لوگ جن کی تعداد پانچ تھی۔ صحرائے سینا کے شہر عاکیہ سے اسرائیل کے سرحدی شہر قاصر میں داخل ہوئے۔ پھر یہ قاصر سے شتران اور شتران سے بابین آنے کے لئے ایک قدیم اور متروک سڑک پر روانہ ہو گئے۔ میں نے ان کے خاتمہ کے لئے بابین میں پلاننگ کر لی لیکن یہ لوگ بابین نہ پہنچے تو میں نے چیکنگ کرائی تو مجھے اطلاع ملی کہ یہ لوگ شتران سے پہلے آنے والے نخلستان لیمور تک پہنچے تھے لیکن اس کے بعد ان کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ میں نے لیمور کے سردار سے معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ یہ لوگ اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے فالتو پیٹرول لے کر خوفناک صحرا میں سے گزر کر تمالا کے لئے روانہ ہوئے ہیں اور یہ صحرا ایسا ہے کہ اسے کسی صورت بھی کراس نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس اطلاع پر میں نے ہیلی کاپٹر کی مدد سے صحرا کو چیک کرایا۔ لیکن صحرا میں نہ ان کا کہیں وجود ہے اور نہ ہی ان کی جیپ کا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ صحرا میں کہیں بھٹک کر ہلاک ہو گئے ہیں اور طوفانی ہوا کی وجہ سے ان کی لاشیں جیپ سمیت ریت میں دفن ہو چکی ہیں"...... کرنل اسمتھ نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کب یہ چیکنگ کرائی ہے"...... لارڈ انتھونی نے پوچھا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے ہیلی کاپٹر چیک کر کے واپس آیا ہے جناب"...... کرنل اسمتھ نے جواب دیا۔

"لیکن یہ اتنی آسانی سے مرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ اس لئے تم ان کی مزید چیکنگ کراؤ"...... لارڈ انتھونی نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل اسمتھ نے جواب دیا۔

"لیبارٹری کی طرف سے تو کوئی رپورٹ نہیں ملی تمہیں"۔ لارڈ انتھونی نے پوچھا۔

"لیبارٹری کے سامنے عمارت میں میرے آدمی موجود ہیں جناب اور لیبارٹری سے بھی کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ وہاں سب اوکے ہے"...... کرنل اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی ہوشیار رہنا۔ اوکے"...... لارڈ انتھونی نے کہا اور رسیور

رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ البتہ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کال کر کے انہیں لارڈ ڈکسن کی خبر دے دے تاکہ اس سلسلے میں میٹنگ کال کر کے لارڈ ڈکسن کی جگہ کسی کو تعینات کیا جا سکے۔ ویسے اس کے ساتھ ساتھ اب وہ سوچ رہا تھا کہ میٹنگ میں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے لئے بھرپور وار کرنے کی تجویز بھی رکھے گا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنل ڈیوڈا انتہائی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ میجر گراز جب سے شتران گیا تھا اس کے بعد اس کی کال نہ آئی تھی حالانکہ میجر گراز کو شتران پہنچے ہوئے بھی کئی گھنٹے گزر چکے تھے۔ کئی بار اس کا دل چاہا کہ وہ میجر گراز کو کال کرے لیکن پھر وہ یہ سوچ کر خاموش ہو جاتا کہ اس کا اپنے اسسٹنٹ کو خود فون کرنا اس کے سٹیٹس کے خلاف ہے۔ کرنل ڈیوڈا ایسی باتوں کا خاص خیال رکھا کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود بار بار دل چاہنے کے اس نے میجر گراز کو خود فون نہیں کیا تھا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی بے چینی بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ جس وقت میجر گراز شتران گیا تھا تو اس وقت شام تھی اور اب ساری رات تقریباً گزر چکی تھی جبکہ قاصر سے شتران تک کا فاصلہ اس کے خیال کے مطابق صرف چند گھنٹوں کا ہی تھا۔ لیکن پھر وہ یہ سوچ کر بھی خاموش ہو جاتا کہ شاید

عمران اور اس کے ساتھیوں نے رات کو سفر کرنے کی بجائے راستے میں کہیں پڑاؤ کر لیا ہو گا۔ اسی بے چینی اور کال کے انتظار میں وہ سو بھی نہ سکا تھا اور اب اسے بے چینی کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آنے لگ گیا تھا اور پھر اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"میجر گراز بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے میجر گراز کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم اب بول رہے ہو۔ ساری رات گزر گئی اور تم نہیں بولے۔ کیوں۔ بولو جواب دو۔ کیوں نہیں بولے"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سر۔ مشن کا کچھ نتیجہ نکلتا تو میں آپ کو کال کرتا۔ کیونکہ یہ بھی پروٹوکول کا تقاضہ ہے جناب کہ اعلیٰ افسروں کو رپورٹ حتمی دی جائے سر"...... دوسری طرف سے میجر گراز نے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر چھائی ہوئی سختی اور اس کے چہرے کے اعصاب کی کشیدگی میجر گراز کے اس جواب سے نرمی میں تبدیل ہونے لگ گئی۔

"ٹھیک ہے۔ بولو کیا ہوا ہے۔ مارے گئے یہ شیطان"۔ کرنل ڈیوڈ نے اس بار نرم سے لہجے میں کہا۔

"وہ غائب ہو گئے ہیں چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چند لمحوں تک تو کرنل ڈیوڈ کو سمجھ ہی نہ آئی کہ میجر گراز کیا کہہ رہا ہے۔

"غائب ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا وہ جن تھے، بھوت تھے۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ غائب ہو گئے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ ہم نے ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ سڑک سے گزرنے والی کوئی بھی جیپ کسی بھی صورت ہماری نگاہوں سے نہیں چھپ سکتی تھی لیکن مسلسل چیکنگ اور انتظار کے باوجود ہماری مطلوبہ جیپ تو ایک طرف سرے سے کوئی جیپ ہی نہیں گزری تو ہم بے حد پریشان ہو گئے۔ ہم نے یہی سمجھا کہ ان لوگوں نے اس متروک راستے پر رات کے وقت سفر کرنے کی بجائے راستے میں کہیں پڑاؤ کر لیا ہے۔ لیکن پھر اچانک صبح کے وقت تمالا کی طرف سے ایک ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دیا اور وہ اس سڑک پر پرواز کرتا ہوا قاصر کی طرف چلا گیا۔ ہم نے زیادہ خیال نہیں کیا۔ پھر صبح کے قریب واپس وہ ہیلی کاپٹر تمالا کی طرف جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ٹرانسمیٹر کال ہمارے آلات نے کیچ کر لی اور اس کال کے ذریعے ہمیں معلوم ہوا کہ اس ہیلی کاپٹر کا تعلق سارج ایجنسی سے ہے۔ پائلٹ کیپٹن جیکب کسی کرنل اسمتھ سے بات کر رہا تھا اور اس ہیلی کاپٹر کو بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش تھی۔ کال کے ذریعے کرنل اسمتھ کو بتایا گیا کہ انہوں نے سڑک کے ذریعے قاصر تک چیکنگ کی لیکن

پاکیشیائی ایجنٹوں کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ جب کوئی جیپ سفر کرتی ہوئی نظر نہ آئی تو انہوں نے واپسی پر شتران سے پہلے آنے والے ایک نخلستان لیمور میں ہیلی کاپٹر اتارا اور وہاں پوچھ گچھ کی تو نخلستان کے سردار عتبہ نے انہیں بتایا کہ رات کے پہلے پہر ایک بڑی جیپ قاصر کی طرف سے لیمور نخلستان آئی تھی اس میں پانچ افراد سوار تھے۔ انہوں نے سردار عتبہ کو بھاری رقم دے کر اس سے پٹرول کے فالتو کین اور پانی کے کین خریدے اور پھر یہ جیپ واپس سڑک پر جانے کی بجائے اس خوفناک صحرا میں چلی گئی جو قاصر سے تمالا کے درمیان ہے اور ناقابل عبور ہے۔ کیونکہ نہ ہی اس صحرا میں کہیں کوئی نخلستان ہے نہ پانی۔ سردار عتبہ کے بقول اس کے پوچھنے پر جیپ والوں نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس صحرا میں ایک سائنسی تجربہ کرنے جا رہے ہیں اور ابھی ایک دو گھنٹے بعد واپس آجائیں گے لیکن پھر ان کی واپسی نہیں ہوئی۔ پھر ہیلی کاپٹر نے لیمور نخلستان سے تمالا تک پھیلے ہوئے اس پورے صحرا کو چھان مارا لیکن نہ ہی انہیں کوئی جیپ نظر آئی اور نہ ہی کوئی انسان۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ کے مطابق یقیناً جیپ اور افراد صحرائی طوفان کی نذر ہو گئے ہیں اور ان کی لاشیں جیپ سمیت ریت میں دفن ہو چکی ہیں"...... میجر گراز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ یہ شیطان اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں ہیں۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ تو انہوں نے یہی راستہ اختیار کیا تمالا پہنچنے کے لئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ویری بیڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے خود کلامی کے انداز میں چیخ کر کہا۔

"لیکن وہ تمالا نہیں پہنچے چیف"...... میجر گراز نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم نے پورے تمالا شہر کو چیک کیا ہے نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ اگر وہ تمالا پہنچتے تو لامحالہ کرنل اسمتھ کے آدمی اسے اطلاع دے چکے ہوتے۔ ہمیں تو آپ نے خود منع کیا تھا کہ ہم نے تمالا میں داخل نہیں ہونا"...... میجر گراز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تمالا میں ٹاسک سارج ایجنسی کو دیا گیا ہے جبکہ ہم نے ان شیطانوں کو تمالا پہنچنے سے پہلے ہلاک کرنا ہے لیکن اب کیا کیا جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔

"اب جیسے آپ کا حکم ہو چیف"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد میجر گراز نے کہا۔

"اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم نے تمالا میں کارروائی کی تو حکومت ہمارے گلے پڑ جائے گی اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ شیطان اس سارج یا کرنل اسمتھ کے بس کا روگ نہیں ہیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ اگر آپ خود تمالا میں کوئی کارروائی کریں تب ہی یہ پاکیشیائی ایجنٹ ختم ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ کیونکہ آپ جیسی

ذہانت کرنل اسمتھ تو کیا کسی کے پاس نہیں ہے"۔ میجر گراز نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں۔ پھر دیکھتے ہیں۔ تم وہیں رہو۔ میں تمہیں دوبارہ احکامات دوں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کال کے دوران ہی وہ اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"اب صدر صاحب سے کیسے بات کی جائے۔ اس وقت تو ویسے بھی وہ نہیں ملیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ مجھے کم از کم اس لیبارٹری کا خیال رکھنا ہو گا۔ یہ میرا قومی فریضہ ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"میجر گراز بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے میجر گراز کی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے ماتحت کو فون کرتے ہوئے بھی اپنے نام کے ساتھ پورا عہدہ دوہرایا۔

"یس چیف۔ حکم"...... میجر گراز کی آواز یکلخت بے حد مؤدبانہ ہو گئی۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تمالا میں سائنسی لیبارٹری کہاں ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یس سر۔ ساؤتھ روڈ پر ٹوائے فیکٹری کے نیچے ہے چیف"۔ میجر گراز نے جواب دیا۔

"تم اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچو۔ لیکن تم نے وہاں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ صرف نگرانی کرنی ہے۔ البتہ اگر لیبارٹری کو کوئی خطرہ ہو تو تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف ایکشن لینا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن وہاں سارج والے بھی ہوں گے اور وہ نگرانی کر رہے ہوں گے چیف۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے"...... میجر گراز نے کہا۔

"تم نے ان کے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کرنی اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنی ہے۔ تمہارا کام صرف لیبارٹری کی نگرانی ہے۔ ہاں اگر پاکیشیائی ایجنٹ وہاں حملہ کریں تو پھر تم نے ایکشن میں آنا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

"میں اب واپس تل ابیب جا رہا ہوں۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے ٹرانسمیٹر پر فوری رپورٹ دینا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے نقطہ نظر سے وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

سیاہ رنگ کی کار تیزی سے آرکن روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدیقی اور عقبی سیٹ پر نعمانی، خاور اور چوہان بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ کار ایک پارکنگ سے اڑائی گئی تھی جبکہ جیپ جس میں انہوں نے صحرا کراس کیا تھا وہ لیبارٹری کے قریب ایک پارکنگ میں ہی موجود تھی۔ عمران اپنے ساتھ خاور اور چوہان کو لے کر مارٹن کے بتائے ہوئے سٹور روم کے خفیہ راستے سے سٹور روم میں پہنچ گیا تھا۔ چونکہ ٹوائے فیکٹری بند تھی۔ اس لئے وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران اپنے ساتھ زیرو فلکسر نامی آلہ بھی لے گیا تھا تاکہ اگر سٹور روم یا لیبارٹری کے راستے میں کوئی سائنسی آلہ نصب ہو تو اسے زیرو کیا جا سکے۔ ہاشم کو وہ صدیقی اور نعمانی کے ساتھ پارکنگ میں ہی چھوڑ گئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تھے۔ چونکہ یہ راستہ ٹوائے فیکٹری کی عقبی طرف تھا۔ جبکہ سارج کے آدمی صرف فرنٹ کی طرف سامنے عمارتوں میں بیٹھے نگرانی کر رہے تھے۔ اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی نے چیک نہیں کیا اور وہ لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر عمران نے آسانی سے مطلوبہ فارمولا بھی حاصل کر لیا اور پھر تمام سائنسدانوں کو ہلاک کر کے اور مشینری تباہ کرنے کے بعد وہاں انتہائی طاقتور وائرلیس بم نصب کر دیا اور اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھی خاموشی کے ساتھ اسی راستے کے ذریعے لیبارٹری سے باہر آ کر پارکنگ میں پہنچ گئے لیکن وہاں ہاشم موجود نہ تھا۔ عمران کے پوچھنے پر صدیقی نے بتایا کہ ہاشم ابھی آنے کا کہہ کر چلا گیا تھا اور چونکہ عمران نے اس پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا تھا اس لئے صدیقی نے اسے جانے دیا اور پھر ہاشم واپس بھی آ گیا اور اس نے بتایا کہ اسے دور سے ایک ہیلی کاپٹر جاتا ہوا دکھائی دیا تھا۔ اس لئے وہ اسے چیک کرنے کے لئے صحرا کی طرف گیا تھا اور پھر اس نے وہاں صحرا پر ہیلی کاپٹر کو چکراتے ہوئے دیکھا اور پھر اس نے اس ہیلی کاپٹر کو واپس ساؤتھ روڈ کی طرف جاتے دیکھا ہے تو عمران سمجھ گیا کہ کرنل اسمتھ کو کسی طرح اطلاع مل چکی ہے کہ وہ جیپ کے ذریعے تمالا میں داخل ہو گئے ہیں اور اب وہ اس جیپ کو ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے عمران نے جیپ کو وہیں چھوڑ کر ایک اور پارکنگ سے یہ سیاہ رنگ کی کار اڑائی اور اس میں سوار ہو کر وہ اب آرکن روڈ

کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے ۔ آرکن روڈ اور اس عمارت کے بارے میں تفصیل معلوم کر کے عمران نے ہاشم کو مزید کچھ رقم دے کر رخصت کر دیا اور اب وہ اس سیاہ رنگ کی کار میں سوار آرکن روڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ انہیں آرکن روڈ پہنچنے میں تقریباً پینتالیس منٹ لگ گئے ۔ عمران نے کار ایک پارکنگ میں روک دی اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آئے ۔ کار کی ڈگی میں ان کے بیگ موجود تھے جو سیاحوں کے مخصوص بیگوں کی شکل کے تھے ۔ سوائے عمران کے باقی ساتھیوں نے بیگز کو اپنی پشت پر مخصوص انداز میں باندھ لیا۔ جس عمارت کے بارے میں ہاشم نے انہیں بتایا تھا وہ عمارت کچھ فاصلے پر موجود تھی۔ یہ ایک خاصی وسیع عمارت تھی جس کی دیواریں عام دیواروں سے کچھ زیادہ ہی بلند تھیں۔ عمارت کا جہازی سائز کا پھاٹک بند تھا اور پھاٹک کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو باوردی افراد موجود تھے۔

" ہمیں گٹروں کی چیکنگ کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ اس طرح اکٹھے ہم نظروں میں آسکتے ہیں ۔ اس لئے ہمیں بکھر کر رہنا چاہئے "...... صدیقی نے کہا۔

" میرے خیال میں گٹر لائن عمارت کی عقبی طرف ہے ۔ آپ لوگ ادھر ادھر ہو جائیں ۔ میں چیک کرتا ہوں "...... خاور نے کہا۔

" ہم سب علیحدہ علیحدہ ہو کر ٹہلتے ہوئے فاصلہ دے کر عقبی طرف جائیں گے "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

طرح اطمینان سے چلتا ہوا ایک سمت کی طرف بڑھنے لگا جیسے صرف گھومنے پھرنے کے لئے ہی گھر سے نکلا ہو۔ کافی لمبا فاصلہ کاٹ کر عمران اس عمارت کی عقبی طرف پہنچ گیا۔ عمارت کی عقبی طرف ایک سڑک تھی اور سڑک کی دوسری طرف بھی خاصی بڑی عمارتیں موجود تھیں۔ البتہ ان کی مطلوبہ عمارت کے عقبی کونے میں باقاعدہ ایک برآمدہ سا بنا ہوا تھا جس کا شیڈ باہر کو نکلا ہوا تھا۔ اس شیڈ کے اندر کوڑے کے دو بڑے بڑے ڈرم موجود تھے ۔ عمران اس شیڈ کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق ان ڈرمز کے عقب میں گٹر لائن کا ڈھکن موجود تھا۔ یہ ہر لحاظ سے آئیڈیل جگہ تھی کیونکہ اوٹ میں ہونے کی وجہ سے سڑک سے گزرنے والا کوئی بھی آدمی انہیں چیک نہ کر سکتا تھا۔ عمران نے شیڈ سے باہر آکر ہاتھ ہلا کر مخصوص اشارہ کیا اور پھر ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی وہاں پہنچ گئے ۔ نعمانی اور چوہان نے مل کر پورا زور لگا کر ڈھکن اٹھا کر ایک طرف رکھا۔ نیچے لوہے کی سیڑھی جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ڈھکن ہٹانے کے بعد ایک طرف ڈرموں کی اوٹ میں رکے رہے تاکہ گٹر کے اندر موجود زہریلی ہوا باہر نکل جائے ۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد عمران، صدیقی کے بیگ میں موجود طاقتور ٹارچ اور زیرو فکسر لے کر سیڑھی اتر کر نیچے گٹر میں پہنچ گیا۔ گٹر کافی بڑا تھا۔ پانی کی معمولی سی مقدار گٹر کے درمیان میں بہتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ عمران نے ٹارچ کی مدد سے پورے گٹر کو چیک کیا

لیکن اسے وہاں کوئی ایسا آلہ نظر نہ آیا جسے وہ حفاظتی آلہ سمجھ سکتا۔ عمران نے ٹارچ کے مخصوص اشارے سے اپنے ساتھیوں کو نیچے آنے کا اشارہ کیا اور پھر ایک ایک کر کے وہ چاروں نیچے پہنچ گئے۔ عمران نے ہاتھ میں موجود زیرو فکسر کو آن کر دیا تو اس پر سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا جس کا مطلب تھا کہ اس فکسر کے سو گز کی رینج میں کوئی سائنسی آلہ موجود نہیں ہے اور اگر موجود ہے تو وہ آف ہو چکا ہے ورنہ دوسری صورت میں سرخ رنگ کا بلب جل اٹھتا۔ عمران بڑے احتیاط بھرے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اسے دراصل خطرہ یہ تھا کہ سارج جو انتہائی جدید آلات استعمال کرتی ہے، نے کہیں اس گٹر میں بھی حفاظتی اور چیکنگ آلات نصب نہ کر رکھے ہوں۔ لیکن ایسا کوئی کاشن انہیں نہ مل رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ چونکہ سارج نے اس عمارت کو عارضی طور پر حاصل کیا ہے اس لئے انہوں نے اس پر پوری توجہ نہ دی ہو گی اور صرف بیرونی طرف یا چار دیواری کے متعلق حفاظتی انتظامات کر کے وہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دور جانے کے بعد انہیں ایک اور مین ہول نظر آیا اور فاصلے کی وجہ سے ہی عمران کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ مین ہول عمارت کے اندر ہے۔ چنانچہ اس نے ٹارچ بجھا دی اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا۔ زیرو فکسر اور ٹارچ اس نے صدیقی کے ہاتھ میں دے دی تھی۔ اس نے ڈھکن کے نیچے دونوں ہاتھ جمائے اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے ڈھکن اٹھتا چلا گیا اور روشنی اور تازہ ہوا کا جیسے سیلابی ریلا اندر داخل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوا۔ عمران نے آہستہ سے ڈھکن ایک طرف کر کے رکھا اور پھر سیڑھی چڑھ کر اس نے سر اور گردن باہر نکالی۔ یہ عمارت کا عقبی حصہ تھا۔ سائیڈ پر ایک چوڑی راہداری فرنٹ کی طرف جا رہی تھی۔ عمران نے دونوں ہاتھ سائیڈوں پر رکھے اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر باہر آ چکا تھا۔

"آ جاؤ"...... عمران نے جھک کر کہا اور پھر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ اچانک اسے قدموں کی تیز آوازیں اس چوڑی راہداری کی طرف سے آتی سنائی دیں۔ شاید ڈھکن اٹھنے یا رکھنے کی ہلکی سی آواز بھی فرنٹ تک پہنچ گئی تھی۔ اب اسے اپنے ساتھیوں کو روکنے کا وقت نہ تھا۔ اس لئے عمران بجلی کی سی تیزی سے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا راہداری کی سائیڈ میں عمارت کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ آنے والے قدموں کی آوازوں سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ آنے والے دو افراد ہیں۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ دوسرے لمحے جیسے ہی ایک مسلح آدمی راہداری سے آگے بڑھا۔ عمران نے ٹانگ آگے کر دی اور تیزی سے آگے بڑھتا ہوا آدمی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور پہلے آدمی کے پیچھے آنے والا دوسرا آدمی بھی چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمارت کی چھت سے ہلکے سائرن بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس دوران عمران کے دو ساتھی اوپر آ چکے تھے اور انہوں نے منہ کے بل نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے

ہوئے آدمی کو چھاپ لیا جبکہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر پشت کے بل نیچے گر کر کروٹ بدل کر تیزی سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے آدمی کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹو پوری قوت سے ماری۔ اسی لمحے راہداری سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران کے سارے ساتھی اب باہر آچکے تھے۔

"خاور اور چوہان پائپ کے ذریعے چھت پر چڑھ کر فرنٹ کو کور کرو"...... عمران نے سانپ کے سرسرانے جیسی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر نیچے گرنے والے آدمی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین گن جھپٹی اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر راہداری کے ساتھ عمارت کی دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران یکلخت تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے راہداری میں دوڑتے ہوئے دو مسلح افراد فائرنگ کی زد میں آکر چیختے ہوئے نیچے گرے تو عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ صدیقی اس کے عقب میں آ رہا تھا۔ اچانک عمران کے کانوں میں دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"صدیقی واپس جاؤ۔ میرے خیال میں راہداری کی دوسری طرف بھی راہداری ہے اور کچھ لوگ ادھر سے عقبی طرف پہنچ رہے ہیں"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صدیقی تیزی سے مڑا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا واپس چلا گیا جبکہ عمران آگے بڑھ کر چند لمحے راہداری کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

آخری حصے میں رکا رہا۔ پھر تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وہ بے حد چوکنا نظر آ رہا تھا۔ سامنے وسیع صحن تھا جس کے ایک کونے میں ایک بڑا ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا۔ عمران کی آنکھیں سرچ لائٹس کی طرح چاروں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں کہ یکلخت عمران کو عقبی طرف سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عقب میں کوئی خوفناک جنگ شروع ہو گئی ہو۔ عمران بے چین ہو کر واپس مڑا ہی تھا کہ فائرنگ بند ہو گئی۔ اسی لمحے اسے برآمدے کی سیڑھیاں اترتے خاور اور چوہان نظر آگئے۔

"اندر کی چیکنگ کرو۔ میں صدیقی کو چیک کر لوں"...... عمران نے جو ستون کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ سامنے آتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"میں آگیا ہوں عمران صاحب۔ وہ تین افراد تھے۔ تینوں ختم ہو گئے ہیں"...... صدیقی کی آواز عمران کے عقب سے سنائی دی۔

"نعمانی کہاں ہے"...... عمران نے یکلخت چونک کر پوچھا۔

"وہ عقبی طرف موجود ہے۔ میں نے اسے وہیں ٹھہرنے کے لئے کہا ہے"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"خاور اور چوہان تم دونوں فرنٹ میں رکو گے۔ میں اور صدیقی عمارت کی تلاشی لیں گے"...... عمران نے کہا تو خاور اور چوہان تیزی سے صحن کی طرف آنے لگے جبکہ عمران اور صدیقی وسیع و عریض عمارت میں داخل ہو گئے۔

"عمران صاحب۔ یہ تو عام سے لوگ تھے۔ ان کا چیف کرنل اسمتھ کہاں ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"یہی بات مجھے پریشان کر رہی ہے۔ پورچ میں کار بھی موجود ہے اور ہیلی کاپٹر بھی صحن میں کھڑا ہے۔ اس لحاظ سے تو اسے عمارت کے اندر ہی ہونا چاہئے تھا لیکن اتنی فائرنگ کے باوجود وہ کہیں نظر نہیں آیا"...... عمران نے جواب دیا۔

"نظر نہیں آیا۔ کیا آپ اسے پہچانتے ہیں"...... صدیقی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ لیکن عام کارندوں کی نسبت ان کے چیف کا انداز یکسر مختلف ہوتا ہے جیسے تمہارا انداز"...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ۔ تو یہاں ساؤنڈ پروف کمرے بھی موجود ہیں"...... عمران نے اچانک ایک بند دروازے کے سامنے رکتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اسے ابھی حال ہی میں باقاعدہ ساؤنڈ پروف بنوایا گیا ہے"...... صدیقی نے دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر زور سے دروازے پر لات ماری اور بھاری دروازہ جیسے ہی کھلا عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے صدیقی تھا۔ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا اور بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا فون سننے میں مصروف تھا۔ اچانک دروازہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کھلنے اور عمران اور اس کے پیچھے صدیقی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس آدمی کے ہاتھ سے بے اختیار فون کا رسیور گر گیا اور اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ عمران جس تیزی سے اندر داخل ہوا تھا اس سے زیادہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے کمرہ اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے ہاتھ میں موجود مشین گن کو پلک جھپکنے میں نال سے پکڑ کر اس کا دستہ پوری قوت سے اس آدمی کی کنپٹی پر مار دیا تھا اور ریوالونگ کرسی سمیت اس آدمی نے ایک زوردار جھٹکا پیچھے کی طرف کھایا اور پھر جیسے ہی رد عمل کے طور پر اس کا جسم آگے کی طرف آیا۔ عمران نے دوسرا وار کیا۔ اس بار اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کا جسم وہیں کرسی پر ہی ڈھیلا پڑ گیا۔

"میرے خیال میں یہی کرنل اسمتھ ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ اسے اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ میں یہاں کی تلاشی لیتا ہوں۔ شاید کوئی مطلب کی چیز مل جائے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ فائرنگ کی آوازیں دور دور تک سنی گئی ہوں گی۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ کسی بھی وقت یہاں پولیس یا سارج کا ریڈ ہو سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اسے اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں لے چلو اور اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لو۔ میں آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اسے ہلاک نہ کر دیا جائے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ اس سے دو چار باتیں کر کے پھر سوچیں گے"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور کرنل اسمتھ کا جسم کاندھے پر ڈال کر ایک لحاظ سے وہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ عمران نے پہلے تو میز کی درازیں کھول کر دیکھیں اور پھر اس نے دیوار میں نصب ایک الماری کو کھولا اور تھوڑی دیر بعد صرف اپنے تجربے کی بنیاد پر وہ اس الماری کا ایک خفیہ خانہ برآمد کر چکا تھا۔ اس خانے میں ایک فائل موجود تھی۔ عمران نے اسے اٹھا کر ایک نظر دیکھا تو اس کے چہرے پر چمک سی لہرا گئی۔ اس نے فائل موڑ کر کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لی اور پھر دوڑتا ہوا اس ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے ساتھی پہلے ہی ہیلی کاپٹر میں موجود تھے۔ کرنل اسمتھ ابھی تک بے ہوش تھا اور اسے ایک سیٹ پر بٹھایا گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے بیلٹ سے باندھ دیئے گئے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر صدیقی تھا۔

"تم پیچھے آجاؤ البتہ اس کرنل اسمتھ کو آگے لے آؤ تاکہ یہ نیچے اور ادھر ادھر آسانی سے دیکھ سکے"...... عمران نے کہا تو اس کی ہدایت پر فوری عمل کر دیا گیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کار خاصی تیز رفتاری سے ناراک کی ٹریفک سے پرہجوم سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو سڑکوں پر گاڑیوں کی بھرمار تھی لیکن یہاں چونکہ ٹریفک کا نظام انتہائی سخت تھا۔ اس لئے یہاں شاذونادر ہی ٹریفک جام ہوتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں کسی آدمی کو قتل کر دینے سے زیادہ بھیانک جرم ٹریفک کے قانون کی خلاف ورزی کرنا سمجھا جاتا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر، سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تینوں چونکہ ایکریمین میک اپ میں تھے اس لئے ظاہر ہے وہ ناراک کے مقامی افراد میں شامل تھے۔ جولیا، صفدر اور تنویر تینوں الباما میں لارڈ ڈکسن کا خاتمہ کرنے کے بعد چارٹرڈ طیارے سے سفر کرتے ہوئے سیدھے ناراک پہنچے تھے اور پھر ایک پبلک فون کے ذریعے جولیا نے ناراک میں

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کلارک سے رابطہ کیا اور کلارک کی مدد سے وہ ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچ گئے جس میں کار کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے لباس اور میک اپ کا سامان اور ضرور اسلحہ بھی موجود تھا۔ جولیا نے کوٹھی میں پہنچ کر چیف سے رابطہ کیا اور اسے لارڈ ڈکسن کی ہلاکت اور اس سے ملنے والی معلومات کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ وہ اس وقت ناراک میں موجود ہیں تو چیف نے انہیں بتایا کہ چونکہ ابھی عمران اپنے ساتھیوں سمیت اسرائیل میں مصروف ہے اس لئے اس کی واپسی تک وہ مزید کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ چیف نے انہیں ہدایت کی کہ وہ یہاں لارڈ انتھونی کو ٹریس کریں تاکہ اس سے لارڈ ڈکسن سے ملنے والی معلومات کو بھی کنفرم کیا جاسکے اور بورڈ آف گورنرز کے اس چیئرمین کا خاتمہ کر کے سارج کو ایسا جھٹکا دیا جاسکے جس سے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہو سکے اور پھر کلارک کی مدد سے ہی انہوں نے لارڈ انتھونی کو آسانی سے ٹریس کر لیا۔ لارڈ انتھونی کی رہائش گاہ ناراک کے شمالی مضافات میں واقع ایک جدید رہائشی کالونی کلاسکا ویو میں تھی۔ لارڈ انتھونی کا وڈز فرنیچر کا بزنس تھا اور وہ اس بزنس کو انتہائی اعلیٰ سطح پر لے گیا تھا۔ اس کے فرنیچر کے باقاعدہ کارخانے اور ایکریمیا کے بڑے بڑے شہروں میں شوروم تھے۔ لیکن لارڈ انتھونی خود اس بزنس سے براہ راست متعلق نہ تھا۔ سارا کام اس کے مینجرز سرانجام دیتے تھے۔ البتہ لارڈ انتھونی بے شمار فلاحی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اداروں کا چیئرمین اور سرپرست تھا اور ویسے بھی کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں وہ دل کھول کر لوگوں اور اداروں کی امداد کرتا تھا اس لئے پورے ایکریمیا میں اس کی بے حد عزت کی جاتی تھی۔ اس کی انہی خدمات کے عوض اسے ایکریمین کانگرس کا اعزازی ممبر بھی بنایا گیا تھا اور گریٹ لینڈ نے اس کی انہی خدمات کے عوض اسے لارڈ کا خطاب دیا ہوا تھا جبکہ وہ موروثی طور پر لارڈ نہ تھا لیکن اس کی یہ عادت بے حد مشہور تھی کہ وہ کسی چھوٹے یا بڑے فنکشن میں شریک نہ ہوتا تھا اور نہ ہی کسی چھوٹے یا بڑے سے ملاقات کرتا تھا البتہ چند غیر معمولی مواقع پر وہ پبلک میڈیا کے سامنے آتا تھا۔ گو اس کا نام خاصا مشہور تھا لیکن اس کی ذات کے بارے میں بہت کم لوگ واقف تھے۔ کلاسکا ویو کالونی میں اس کی محل نما شاندار کوٹھی کا نام لارڈ انتھونی پیلس تھا اور وہ کوٹھی خاصے وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔

"مس جولیا۔ کیا لارڈ انتھونی ہم سے ملنے پر تیار ہو جائے گا"۔ اچانک صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کے متعلق بتایا تو یہی گیا ہے کہ وہ کسی سے نہیں ملتا"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"تو پھر ہم وہاں کس لئے جا رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم اس کی رہائش گاہ کا اچھی طرح جائزہ لے لیں اور پھر اس جائزے کو مدنظر رکھ کر اس کے اندر داخل ہونے اور

اس تک پہنچنے کا کوئی پلان مرتب کریں"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پلان بنانے کا ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ لارڈ ڈکسن کی موت کے بعد پوری سارج تنظیم ہمیں ٹریس کرنے میں لگی ہوئی ہو گی اور یہ بات وہ آسانی سے معلوم کر لیں گے کہ ہم الباما سے ناراک پہنچ چکے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے یہاں آکر میک اپ تبدیل کر لئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں ٹریس کیا جا سکتا ہے اس لئے اگر کام کرنا ہے تو پھر کام کرنا ہے۔ پلاننگ بنانے کا وقت نہیں ہے ہمارے پاس"...... تنویر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" تنویر درست کہہ رہا ہے مس جولیا۔ ہمارے پاس واقعی وقت نہیں ہے اور سارج انتہائی منظم اور باوسائل تنظیم ہے"...... صفدر نے فوراً ہی تنویر کی حمایت کر دی۔

" تمہارا مطلب ہے کہ ہم میزائل فائر کرتے ہوئے عمارت میں گھس جائیں۔ اس صورت میں تو یہاں کی پولیس ہمیں چند قدم بھی نہ اٹھانے دے گی۔ ناراک کی پولیس کے بارے میں تو جانتے ہی ہو تم۔ پلاننگ تو بہرحال بنانا ہی پڑے گی ورنہ یہ تو صریحاً خودکشی ہو گی"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرا یہ مقصد نہیں ہے جو تم نے سمجھا ہے۔ ہمیں بہرحال جلد از جلد اپنا کام مکمل کرنا ہے اور بس"...... تنویر نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کلاسکا ویو کالونی کی حدود میں داخل ہو گئے۔ یہ امراء

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی کالونی تھی۔ یہاں ہر کوٹھی کا رقبہ ایکڑوں پر مشتمل تھا اور ہر کوٹھی کی جدید طرز تعمیر اور اس کی شان و شوکت دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لارڈ انتھونی پیلس کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور لارڈ انتھونی پیلس واقعی انتہائی شاندار محل تھا اور اس کے چاروں طرف چوڑی سڑکیں تھیں۔ محل کی چار دیواری کسی قلعے کی فصیل کی طرح بہت اونچی تھی اور چار دیواری پر ایسی حفاظتی تار نظر آ رہی تھی جس میں سے بجلی کی طاقتور رو گزر رہی تھی۔ تنویر نے لارڈ انتھونی پیلس سے کچھ فاصلے پر بنی ہوئی ایک پارکنگ میں کار روک دی اور پھر وہ تینوں ہی کار سے نیچے اتر آئے۔ ان کی نظریں مسلسل کوٹھی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

" یہ تو پورا قلعہ ہے"...... جولیا نے کہا۔

" اور یقیناً اس کی گرڈ لائن میں بھی حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

" اندر مسلح افراد کی پوری فوج ہو گی لیکن سوائے پھاٹک کے ذریعے اندر جانے کے اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

" اور محافظوں کی فوج کسی صورت بھی ہمیں لارڈ انتھونی تک نہیں پہنچنے دے گی"...... صفدر نے کہا۔

" جو کچھ بھی ہو بہرحال ہم نے اندر جانا تو ہے۔ میں جا رہا ہوں جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے کہا۔

"ٹھہرو تنویر۔ میرے ذہن میں ایک پلان آ رہا ہے ۔ اوکے ۔ ٹھیک ہے آؤ"...... جولیا نے کہا۔

"اسلحہ تو کار میں ہے ۔وہ تو لے لیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں ۔ہم اسلحہ کار میں ہی رہنے دیں گے ۔اور سنو۔ میں اٹالین پرنسز سوسن ہوں۔ تنویر میرا باڈی گارڈ اور صفدر تم میرے سیکرٹری ہو"۔ جولیا نے کہا۔

"یہ پرنسز سوسن کون ہے "...... تنویر اور صفدر دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک فرضی نام ہے آؤ۔ ہم کم از کم اندر تو داخل ہو جائیں گے ۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن پرنسز پیدل تو چل کر وہاں نہیں جا سکتیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم کار میں جائیں گے ۔آؤ"...... جولیا نے کہا اور دوبارہ کار میں بیٹھ گئی تو تنویر اور صفدر بھی کار میں بیٹھ گئے اور پھر چند لمحوں بعد کار لارڈ انتھونی پیلس کے جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئی اور صفدر جو اب سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ جولیا اب عقبی سیٹ پر موجود تھی۔

"جو دل میں آئے بول دینا"...... جولیا نے صفدر سے کہا جو کال بیل کا بٹن پریس کرنے جا رہا تھا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کون ہے باہر"...... صفدر کے کال بیل کا بٹن پریس کرتے ہی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کال بیل کے بٹن کے نیچے موجود گیٹ فون کے سپیکر سے ایک تیز اور سخت آواز سنائی دی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے ۔ کون ہو تم جو معزز مہمانوں سے اس انداز میں پوچھ رہے ہو نانسنس۔ میرا نام پیٹر ہے اور میں اٹالین پرنسز سوسن کا سیکرٹری ہوں۔ پرنسز سوسن جو لارڈ صاحب کی معزز مہمان ہیں"...... صفدر نے دوسری طرف سے بولنے والے آدمی سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"میں سیکرٹری ٹو لارڈ کو اطلاع دیتا ہوں"...... اس بار دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں مرفی سیکرٹری ٹو لارڈ بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں"...... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کیا مجھے دوبارہ تعارف کرانا پڑے گا۔ میں پیٹر ہوں۔ اٹالین پرنسز سوسن کا سیکرٹری۔ پرنسز سوسن کی لارڈ صاحب سے ملاقات طے ہے اور ہم اس طے شدہ ملاقات کی بنا پر آئے ہیں اور آپ ہیں کہ باہر آنے اور پرنسز کا استقبال کرنے کی بجائے اندر بیٹھے بار بار تعارف پوچھ رہے ہیں"...... صفدر کا لہجہ سخت ہوتا چلا گیا۔

"سوری ۔ لارڈ صاحب سے آپ کی یا آپ کی پرنسز کی کوئی ملاقات طے نہیں ہے ۔آپ جا سکتے ہیں"...... اس بار دوسری طرف سے بھی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی اور صفدر اس کا مطلب سمجھ گیا کہ رابطہ ختم کر دیا گیا ہے ۔

"میں بات کرتا ہوں"...... تنویر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس نے کار کی ڈگی کھولی اور اس میں موجود ایک باکس کو کھول کر اس میں سے ایک مشین گن اٹھالی اور ساتھ ہی ایک میزائل گن نکال کر باکس بند کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈگی بھی ایک جھٹکے سے بند کر دی۔

"کیا کرنا چاہتے ہو تم۔ اس طرح تو ہم پھنس سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کتے کی دم آسانی سے سیدھی نہیں ہوا کرتی"...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے میزائل گن کا رخ جہازی سائز کے پھاٹک کی طرف کر دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ ٹھہرو"...... صفدر نے اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جہازی سائز کے پھاٹک کا ایک حصہ غائب ہو گیا۔ پھر تو صفدر بھی بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔

"میں اندر جا رہا ہوں۔ تم کار لے کر آ جاؤ"...... تنویر نے دوسرا میزائل فائر کرتے ہوئے کہا اور پھر تو جیسے پھاٹک پر قیامت ٹوٹ پڑی اور اس کے پرخچے اڑتے چلے گئے اور تنویر نے میزائل گن بجلی کی سی تیزی سے کاندھے سے لٹکائی اور دوسرے لمحے وہ مشین گن ہاتھ میں لئے دوڑتا ہوا اندر داخل ہو گیا اور پھر تو جیسے اندر قیامت ٹوٹ پڑی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر بھی اس دوران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا اور اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"اب ناراک پولیس ہماری جان کو آ جائے گی"...... صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تنویر نے درست اقدام کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت بھی نہ تھی"...... جولیا نے جواب دیا اور پھر کار ایک سائیڈ پر روک کر وہ کار کے اندر پڑی ہوئی مشین گنیں اٹھا کر بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلے اور پھر وہ تنویر کو عقب سے کور دیتے ہوئے آگے بڑھے مگر تنویر تو پارے کی طرح حرکت میں تھا۔ پھاٹک کے قریب گارڈ روم تھا جس کے باہر دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں جبکہ سامنے برآمدے میں دو آدمی فرش پر پڑے پھڑک رہے تھے جبکہ تنویر اندر عمارت میں غائب ہو چکا تھا اور اندر سے بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"آپ یہیں رکیں۔ میں اندر جاتا ہوں"...... صفدر نے جولیا سے کہا اور دوسرے لمحے وہ مشین گن اٹھائے اندر کی طرف دوڑتا چلا گیا جبکہ جولیا وہیں ایک ستون کی اوٹ میں رک گئی۔ اسے سب سے زیادہ پریشانی پولیس کی طرف سے تھی کیونکہ لازماً کسی نے فائرنگ اور میزائلوں کے دھماکے سن کر پولیس کو فون کر دیا ہو گا اور پولیس چند لمحوں میں یہاں پہنچ سکتی تھی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑی کہ عمارت کے اندر سے تنویر کسی کو کاندھے

پر لادے دوڑتا ہوا باہر آرہا تھا۔ اس کے پیچھے صفدر تھا اور پھر ان دونوں نے مل کر انتہائی تیز رفتاری سے اس بے ہوش آدمی کو کار کی عقبی سیٹ کے سامنے کار کے فرش پر ڈالا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اچھل کر خود بھی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جولیا بھی سچوئیشن کو سمجھتی ہوئی تیزی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ جبکہ تنویر نے دوسری طرف کا عقبی دروازہ بند کیا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر اچھل کر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہو کر کسی لٹو کی طرح تیزی سے گھومی اور پھر ٹوٹے ہوئے پھاٹک سے نکل کر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"حیرت ہے کہ ابھی تک پولیس نہیں پہنچی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن اسی لمحے دور سے پولیس گاڑیوں کے چیختے ہوئے سائرن سنائی دینے لگے اور تنویر نے تیزی سے ایک سائیڈ روڈ پر کار موڑ دی اور پھر ابھی وہ کچھ ہی آگے بڑھے تھے کہ انہیں اپنے عقب میں سائرن بجاتی دو پولیس کاریں گزرتی سنائی دیں۔ تنویر نے ایک لمبا چکر کاٹ کر کار کا رخ موڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس کالونی سے نکل کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کا رخ اپنی رہائش گاہ کی طرف تھا۔

"واقعی بال بال بچے ہیں"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پولیس کی گاڑیاں اس کالونی سے کافی دور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تھیں۔ اس لئے انہیں آنے میں دیر لگ گئی۔ لیکن تنویر نے بھی حیرت انگیز پھرتی دکھائی ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف چھ افراد تھے۔ ہم سوچ رہے تھے کہ نجانے اندر کتنی فوج موجود ہو گی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہی ہے لارڈ انتھونی۔ اس کے سیکرٹری کو تو نہیں اٹھا لائے"۔ جولیا نے کہا تو تنویر ہنس پڑا۔

"ایسے لارڈوں کو میں ان کی شکلوں سے پہچان لیتا ہوں۔ میں نے جب اس کے سیکرٹری پر فائر کھولا تو یہ خود ہی اپنے کمرے سے برآمد ہو گیا اور پھر کنپٹی پر ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی تھی"...... تنویر نے جواب دیا۔

"ویل ڈن تنویر۔ واقعی ویل ڈن"...... جولیا نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر اڑتا ہوا تیزی سے تمالا شہر کو کراس کر کے صحرا کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا اور پھر صحرا کے قریب لے جا کر عمران نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کافی کم کر دی۔ اب یہ بلندی اتنی تھی کہ نیچے عمارتیں صاف اور واضح نظر آنے لگ گئی تھیں۔ پھر عمران نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈی چارجر نکالا اور اسے صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

" یہ لو۔ لیبارٹری ہمارے چیف کے ہاتھوں سے ہی تباہ ہونی چاہئے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ آپ مجھے چیف کہہ کر شرمندہ کر دیتے ہیں "۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تو تم کیوں شرمندہ ہوتے ہو۔ بطور چیف ایک چیک دے کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

شرمندگی کا خاتمہ کر دیا کرو "...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے کرنل اسمتھ کے منہ سے ہلکی سی کراہ سنائی دی۔ اس کے ہاتھ عقب میں کر کے بیلٹ سے جکڑے ہوئے تھے۔

" خاور۔ تم اس کی تلاشی وغیرہ لے لو اور پھر اسے ہیلی کاپٹر کی کھڑکی کے قریب بٹھا دو "...... عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس کی ہدایات پر عملدرآمد شروع کر دیا گیا۔

" یہ۔ یہ۔ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ یہ ہیلی کاپٹر تو میرا ہے۔ تم۔ تم کون ہو "...... کرنل اسمتھ نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھری نظروں سے ہیلی کاپٹر، عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام کرنل اسمتھ ہے اور تم سارج ایجنسی کے ایجنٹ ہو "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو وہ چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

" تم کون ہو "...... کرنل اسمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں "...... عمران نے جواب دیا تو سیٹ پر بیٹھے ہوئے کرنل اسمتھ نے اس طرح جھٹکا کھایا جیسے عمران نے اپنا تعارف کرانے کی بجائے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

" تم۔ تم۔ مم۔ مگر۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم ہمارے ہیڈ کوارٹر میں

کیسے پہنچ گئے اور اندر کیسے داخل ہو گئے ۔ کیا مطلب ۔ کیا۔ کیا تم جن ہو۔ بھوت ہو۔ مافوق الفطرت ہو"....... کرنل اسمتھ نے انتہائی پریشان کن لہجے میں کہا۔

" تم لوگ سائنسی ایجادات پر زیادہ انحصار کرتے ہو۔ انسانی عقل پر انحصار نہیں کرتے ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ہیڈ کوارٹر میں کوئی مچھر یا مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی لیکن دیکھو کہ نہ صرف ہم داخل ہو گئے بلکہ وہاں تمہارے آٹھ مسلح افراد کو ہلاک کر کے تمہیں بھی وہاں سے اٹھا لائے ہیں"....... عمران نے کہا۔

" مم ۔ مم ۔ مگر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے ۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہو سکتا"....... کرنل اسمتھ نے رک رک کر کہا۔

" ہم گٹر لائن سے اندر داخل ہوئے تھے "....... عمران نے کہا تو کرنل اسمتھ نے ایک بار پھر ویسا ہی جھٹکا کھایا جیسا پہلے عمران کا نام سن کر اسے لگا تھا۔

" اوہ ۔ اوہ ویری بیڈ ۔ ویری بیڈ ۔ میرے ذہن میں بھی نہیں آیا کہ گٹر لائن کو بھی نظروں میں رکھا جائے "....... کرنل اسمتھ نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ تاریک پڑ گیا تھا۔

" ہمارے پاس زیرو فلسر تھا۔ اس لئے اگر تم نے حفاظتی انتظامات بھی کر رکھے ہوتے تب بھی کوئی فائدہ نہ ہوتا"....... عمران نے جواب دیا۔

" ہونہہ ۔ ٹھیک ہے میں واقعی شکست کھا گیا ہوں ۔ لیکن تم

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لیبارٹری میں تو کسی صورت داخل نہیں ہو سکتے ۔ وہاں تو کوئی گٹر لائن نہیں ہے ۔ جو گٹر لائن ہے وہ لیبارٹری سے ہٹ کر ہے"۔ کرنل اسمتھ نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سوائے گٹر لائن کے اور کسی طرح بھی لیبارٹری میں یا کسی عمارت میں داخل نہیں ہو سکتی"....... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تم مجھے اس لئے اس انداز میں لے آئے ہو کہ تم مجھ سے لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے کوئی راستہ پوچھنا چاہتے ہو لیکن تم یقین کرو کہ مجھے خود کسی راستے کا علم نہیں ہے "....... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" بہرحال تم میرے اس سوال کا جواب تو دے سکتے ہو کہ تمہارا نام کرنل اسمتھ ہے اور تمہارا تعلق سارج ایجنسی سے ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ اب اس سے انکار کا کوئی فائدہ نہیں ہے "....... کرنل اسمتھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" کیا تمہیں نیچے لیبارٹری کی عمارت نظر آ رہی ہے "....... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ تو تم مجھے اس لئے لے آئے ہو تاکہ میں تمہیں لیبارٹری کے بارے میں بتا سکوں ۔ مجھے تو خود معلوم نہیں ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے اور کیسی ہے "....... کرنل اسمتھ نے چونک کر کہا۔

"صدیقی۔ تمہارے ہاتھ میں ڈی چارجر موجود ہے۔ اسے آن کر دو تاکہ کرنل اسمتھ اپنی آنکھوں سے اسرائیل کی اس لیبارٹری کی تباہی کا تماشہ دیکھ سکے جس کی حفاظت سارج ایجنسی نے اپنے ذمے لی تھی"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے ہاتھ آگے کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ڈی چارجر موجود تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم لیبارٹری میں بم نصب کر چکے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم اندر کیسے جا سکتے تھے۔ نہیں۔ یہ سب ڈرامہ ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"جب اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو کرنل اسمتھ تو ہر ناممکن خود بخود ممکن بن جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے صدیقی نے ڈی چارجر کا بٹن پریس کر دیا اور ڈی چارجر پر زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ دوسرے لمحے صدیقی نے ایک بار پھر بٹن پریس کر دیا اور بٹن پریس ہوتے ہی زرد رنگ کی بجائے سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور پھر بجھ گیا اور اسی لمحے نیچے ہولناک اور تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی خوفناک شعلے آسمان کی طرف اٹھنے لگے۔ بالکل یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اچانک کوئی سویا ہوا آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ۔ اوہ یہ تو لیبارٹری ہے۔ اوہ۔ اوہ"...... کرنل اسمتھ نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"بڑا کمزور دل ہے اس کا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور اس کے ساتھ ہی اس نے معلق ہیلی کاپٹر کو آگے صحرا کی طرف بڑھانا شروع کر دیا اور پھر تمالا سے کچھ فاصلے پر صحرا کے اندر اس نے ہیلی کاپٹر اتار دیا۔ چونکہ اس ہیلی کاپٹر کے نیچے تختے لگے ہوئے تھے اس لئے وہ ریت پر اتنی ہی آسانی سے اتر سکتا تھا جتنی آسانی سے وہ عام سطح زمین پر اتر سکتا تھا۔

"اس کے ہاتھ کھول دو اور اسے اٹھا کر نیچے ریت پر لٹا دو"۔ عمران نے صدیقی سے کہا تو صدیقی اور خاور نے مل کر عمران کی ہدایت پر عمل کر دیا۔

"اب آجاؤ چلیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ ایسے ہی پڑا رہے گا"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ جب اسے ہوش آئے گا تو پھر اگر اس کی زندگی ہوئی تو اس صحرا سے بچ کر نکل جائے گا۔ ورنہ یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ میں ملک دشمنوں کے ساتھ کوئی رعایت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں"...... صدیقی نے سرد لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور ریت پر بے ہوش پڑے ہوئے کرنل اسمتھ کے جسم میں پے درپے کئی گولیاں اتار دیں۔ جب اس نے اچھی طرح تسلی کر لی کہ کرنل اسمتھ ہلاک ہو گیا ہے تو اس نے مشین پسٹل کو واپس جیب میں ڈالا اور مڑ

کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا۔ خاور پہلے ہی ہیلی کاپٹر میں بیٹھ چکا تھا۔

" آئی ایم سوری عمران صاحب۔ لیکن یہ ضروری تھا ورنہ پھر کبھی کرنل اسمتھ ہمارے لئے مسئلہ بن سکتا تھا"...... صدیقی نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ بھی ہماری طرح ایجنٹ تھا اور ڈیوٹی دے رہا تھا"۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ ایجنٹ ہوتا تو اس انداز میں اور اس حالت میں نہ مارا جاتا۔ سارج کسی ملک کی سرکاری تنظیم نہیں ہے اور نہ ہی کرنل اسمتھ کسی ملک کے لئے کام کر رہا تھا۔ سارج تو بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے اس لئے کرنل اسمتھ ایجنٹ نہیں مجرم تھا"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

" تم تو واقعی اب چیف بن چکے ہو۔ ہر بات کا جواب تمہارے پاس موجود ہوتا ہے ۔ اس لئے اب کیا کیا جا سکتا ہے سوائے صبر کرنے کے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے"۔ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدیقی سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" اب آپ کہاں جا رہے ہیں عمران صاحب"...... نعمانی نے کہا۔

" قاصر اور پھر وہاں سے عاکیہ اور پھر واپس"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن کرنل اسمتھ سے آپ نے سارج کے اصل ہیڈ کوارٹر کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بارے میں معلومات حاصل کی تھیں کیا"...... صدیقی نے اس طرح چونک کر کہا جیسے اسے ابھی یہ خیال آیا ہو۔

" پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں رہی کیونکہ اس کے آفس کی الماری کے خفیہ خانے سے مجھے ایسی فائل مل گئی ہے جس میں اصل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل درج ہے ۔ کیونکہ کرنل اسمتھ کا تعلق براہ راست ہیڈ کوارٹر سے تھا اور وہ فائل میری جیب میں موجود ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ یہ وہی ہیڈ کوارٹر ہے جسے تباہ کرنے مس جولیا، صفدر اور تنویر گئے ہوئے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

" میں صرف سرسری طور پر دیکھ سکا ہوں۔ اس کے مطابق ہیڈ کوارٹر اطالیہ کے شمالی پہاڑی علاقے میرانا میں ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

" اوہ۔ پھر تو مس جولیا اور اس کے ساتھی اپنے مشن میں ناکام رہیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

" ان کے ساتھ تنویر ہے جو ناکامی کے لفظ سے ہی واقف نہیں ہے ۔ ورنہ اب تک پیچھے ہٹ چکا ہوتا۔ میرا مطلب ہے کہ ناکام ہو چکا ہوتا اور بینڈ باجے کا کوئی سکوپ پیدا ہو چکا ہوتا"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر پہلے فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر صاحب نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ اطالیہ سے لارڈ براؤن بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"لارڈ براؤن۔ اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... صدر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا تاکہ اس فون سے ہونے والی گفتگو درمیان میں کوئی نہ سن سکے اور نہ ہی اسے کسی صورت ٹیپ کیا جا سکے۔

"لارڈ براؤن چیف آف سارج ایجنسی بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"کوئی خاص بات لارڈ براؤن۔ جو آپ کو براہ راست بات کرنا پڑی ہے۔ اس سے پہلے تو لارڈ انتھونی ناراک سے بات کیا کرتے تھے"...... اسرائیل کے صدر نے دھیمے اور پروقار سے لہجے میں کہا۔

"لارڈ انتھونی کو ناراک میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی رہائش گاہ پر انتہائی خوفناک حملہ کیا گیا اور ان کی رہائش گاہ کے فولادی پھاٹک کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ اندر موجود مسلح افراد کا قتل عام کر دیا گیا ہے اور لارڈ انتھونی کو حملہ آور اغوا کر کے ساتھ لے گئے پولیس کو فائرنگ ہوتے ہی اطلاع مل گئی اور پولیس فوراً ہی موقع پر پہنچ گئی لیکن حملہ آور شاید پارے کے بنے ہوئے تھے یا چھلاوے تھے کہ وہ اس دوران سب کچھ ختم کر کے لارڈ انتھونی کو بھی لے اڑے اور پھر لارڈ انتھونی کی لاش ایک پارک کے اجاڑ کونے میں پڑی مل گئی۔ ان کے دونوں نتھنے کٹے ہوئے ہیں اور ان کا چہرہ بتا رہا ہے کہ ان پر انتہائی غیر انسانی تشدد کیا گیا ہے"...... لارڈ براؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ نتھنے کٹے ہوئے ملے ہیں"۔ اسرائیل کے صدر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ نے خصوصی طور پر پوچھا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... لارڈ براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اب میں سمجھ گیا ہوں کہ لارڈ انتھونی پر حملہ کس نے کیا ہے۔ وہ واقعی ایسے ہی لوگ ہیں۔ پارے کے بنے ہوئے اور چھلاوے"۔

اسرائیل کے صدر نے کہا۔

" کیا مطلب۔ کون ہیں یہ لوگ جناب"...... لارڈ براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کام ہے۔ یہ نتھنے کاٹ کر معلومات حاصل کرنا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کی خاص نشانی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ایسی ہی سروس ہے جس کے لئے آپ چھلاوے کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں"۔ اسرائیل کے صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" حیرت ہے۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو اسرائیل میں لیبارٹری پر ریڈ کرنے والے تھے۔ لارڈ ڈکسن نے وہاں ایک اہم ترین سیکشن کرنل اسمتھ کی سرکردگی میں تعینات کیا تھا۔ پھر یہ لوگ اسرائیل اور بیک وقت کارسانا اور پھر ناراک کیسے پہنچ گئے"۔ لارڈ براؤن نے کہا۔

" کارسانا۔ کیا مطلب۔ وہاں کیا ہوا ہے"...... اسرائیلی صدر نے چونک کر پوچھا۔

" وہاں سارج نے ایک عمارت کو ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے۔ وہاں ریڈ ہوا اور پھر لارڈ ڈکسن کو جو نمبر فور چیف تھے، ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد ناراک میں لارڈ انتھونی کو ہلاک کر دیا گیا"...... لارڈ براؤن نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو گروپس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بن گئے ہیں۔ ایک گروپ اسرائیل میں کام کر رہا ہے جبکہ دوسرا گروپ سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کر رہا ہے۔ ویسے آپ نے سارج کی طرف سے پاکیشیا میں کارروائی کر کے سارج کے لئے بہت بڑی حماقت کی ہے۔ اب یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سارج ایجنسی اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرے گی اور اس وقت تک پیچھے نہ ہٹے گی جب تک اصل ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ نہیں کر دیتی"۔ صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ صرف لارڈ ڈکسن اور لارڈ انتھونی کو ہلاک کر دینے سے تو سارج ایجنسی ختم نہیں ہو جاتی۔ سارج ایجنسی کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ ہم پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ ابھی تک ہمارے پاس اسرائیل میں سارج ایجنسی کی کارکردگی کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں پہنچی۔ کیونکہ رپورٹ لارڈ ڈکسن کے ذریعے لارڈ انتھونی اور لارڈ انتھونی کے ذریعے ہیڈ کوارٹر میں مجھ تک پہنچنی تھی"...... لارڈ براؤن نے کہا۔

" مجھے بھی ابھی تک اس سلسلے میں کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ ویسے میں نے جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ تمالا میں جہاں لیبارٹری ہے اور سارج کا سیکشن بھی موجود ہے مداخلت نہ کرے تاکہ سارج اپنے طور پر پاکیشیائی ایجنٹوں سے نمٹ سکے۔ میں بہرحال معلومات حاصل کرتا ہوں"...... صدر نے

کہا۔

" آپ کی مہربانی ہو گی سر۔ اگر آپ مجھے بھی معلومات میں شیئر کرنے کی اجازت دیں"...... لارڈ براؤن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اگر وہ بین الاقوامی تنظیم کا سربراہ تھا تو مخاطب اسرائیل جیسے ملک کا صدر تھا۔

" ٹھیک ہے ۔ آپ سے بات ہو گی"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر تشویش اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ سارج کو اسرائیلی یہودیوں کے ساتھ ساتھ ایکریمین یہودیوں نے مل کر قائم کیا تھا اور اس سلسلے میں سب سے زیادہ محنت اس پر کی گئی تھی کہ سارج کا دائرہ کار نہ صرف پوری دنیا میں پھیلایا جائے بلکہ اسے اس انداز میں خفیہ رکھا جائے کہ جب تک سارج عالم اسلام پر مکمل غلبے کی طاقت حاصل نہ کر لے اس وقت تک اس کے وجود کو کسی صورت سامنے نہ آنے دیا جائے اور اس مقصد کے لئے الباما میں جعلی ہیڈ کوارٹر بھی بنایا گیا تھا اور اس کے جعلی ہونے کا خود سارج کے سیکشن چیفس کو بھی علم نہ تھا۔ لیکن اب لارڈ ڈکسن اور لارڈ انتھونی کی اس انداز میں ہلاکت بتا رہی تھی کہ وقت سے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بارے میں علم ہو چکا ہے اور وہ اس کے خلاف حرکت میں بھی آ چکی ہے ۔ تمالا میں بھی سارج کے ایک سیکشن کی تعیناتی اس لئے صدر اسرائیل نے قبول کر لی تھی کہ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس اقدام کا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

علم نہ ہو سکے گا کیونکہ سارج تو خفیہ ہے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جی پی فائیو کے بارے میں جانتی ہے ۔ اس لئے وہ جی پی فائیو کے پیچھے بھاگتی رہے گی اور اس اسرائیلی لیبارٹری میں آسانی سے وہ کام مکمل ہو جائے گا۔ جس کی اسرائیل اور ایکریمیا کو بے حد ضرورت تھی لیکن اب لارڈ براؤن کی کال کے بعد اسرائیل کے صدر کو اس لیبارٹری کے بارے میں بھی خدشات پیدا ہو گئے تھے لیکن ابھی تک اس بارے میں ان تک کوئی اطلاع نہیں پہنچی تھی جبکہ تمالا میں انہوں نے خصوصی طور پر پریذیڈنٹ سیکورٹی کے چند افراد کو کرنل لارسن کی سرکردگی میں بھجوایا تھا کہ وہ لیبارٹری اور سارج کی سرگرمیوں کی مشینی نگرانی کرتے ہوئے کوئی اہم اطلاع ان تک پہنچائیں۔ لیکن کرنل لارسن کی طرف سے بھی کوئی اطلاع ابھی تک نہ آئی تھی اسی لمحے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر صاحب نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" تمالا سے کرنل لارسن بات کرنے کے خواہشمند ہیں جناب "۔ دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس ۔ کراؤ بات "...... صدر نے چونک کر کہا۔ ان کے چہرے پر موجود تشویش مزید بڑھ گئی تھی۔

" سر۔ میں کرنل لارسن عرض کر رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

" یس۔ کیا رپورٹ ہے "...... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" سر۔ ہمارے ساتھ ساتھ سارج کے ایجنٹ بھی لیبارٹری کی حفاظت کر رہے تھے کہ اچانک لیبارٹری اس طرح تباہ ہو گئی کہ اس کے شعلے آسمان تک بلند ہو گئے ۔یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لیبارٹری کے اندر موجود اسلحہ خانہ کسی آتش فشاں کی طرح پھٹ گیا ہو جبکہ کوئی آدمی لیبارٹری کے اندر جانا تو کیا قریب بھی نہ گیا تھا۔ سارج کے لوگ جو لیبارٹری کے سامنے عمارتوں میں موجود تھے، حیران پریشان رہ گئے ۔انہوں نے جب سارج کے مقامی ہیڈ کوارٹر میں کرنل اسمتھ کو اس کی اطلاع دینی چاہی تو وہاں سے کال ہی اٹنڈ نہ کی گئی اور نہ ہی ٹرانسمیٹر کال اٹنڈ کی جا رہی تھی۔چنانچہ وہ لوگ مقامی ہیڈ کوارٹر گئے تو وہاں قتل عام کیا گیا تھا۔ ہر طرف سارج کے ایجنٹوں کی لاشیں بکھری نظر آ رہی تھیں لیکن کرنل اسمتھ غائب تھے اور ان کا مخصوص ہیلی کاپٹر بھی موجود نہ تھا۔ ہم نے جب ایئر فورس کے مخصوص سپاٹ سے رابطہ کیا تاکہ ہیلی کاپٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں تو ہمیں بتایا گیا کہ ایئر فورس سپاٹ نے ہیلی کاپٹر کو سارج کے مقامی ہیڈ کوارٹر سے فضا میں بلند ہو کر صحرا کی طرف جاتے ہوئے مارک کیا ہے ۔یہ ہیلی کاپٹر صحرا میں ہی اتر گیا اور پھر کچھ دیر بعد وہ دوبارہ فضا میں بلند ہوا اور پھر قاصر کی طرف پرواز کر گیا۔چونکہ اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں ایئر فورس سپاٹ کو یہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

احکامات اعلیٰ حکام سے مل چکے تھے کہ اس ہیلی کاپٹر کی پرواز میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے اور نہ ہی اسے چیک کیا جائے ۔اس لئے انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔اس اطلاع کے بعد ہم نے صحرا کو چیک کیا تو وہاں کرنل اسمتھ کی لاش پڑی مل گئی ۔انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور ان کے دونوں ہاتھ ان کے عقب میں بیلٹ سے بندھے ہوئے تھے "....... کرنل لارسن نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو صدر صاحب نے بے اختیار پہلے ایک طویل سانس لیا اور پھر ان کے ہونٹ سیٹی کے انداز میں سکڑے اور انہوں نے اس طرح سانس کو سیٹی کے انداز میں باہر نکالا جیسے جلتی ہوئی موم بتی کو پھونک مار کر بجھانا چاہتے ہوں۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔اس کا مطلب تھا کہ یہاں بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹارگٹ کو ہٹ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

" یہ لوگ ناقابل تسخیر ہیں ۔یہودی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"۔ اسرائیل کے صدر نے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ لارڈ براؤن کو اس بارے میں اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ انہیں کہہ سکیں کہ وہ سارج ایجنسی کے اصل ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کریں کیونکہ اسرائیل کے صدر کو اپنے تجربے کی رو سے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب ہر صورت میں سارج کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" تم اس طرح خالی ہاتھ استقبال کر کے مجھے شرمندہ نہ کیا کرو۔ بس بیٹھے بیٹھے بھاری مالیت کا ایک چیک دے دیا کرو۔ مجھے تمہارے موجودہ استقبال کے انداز سے یہ انداز زیادہ پسند آئے گا"۔ عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" بغیر دستخطوں کے چیک لے لیا کیجئے ۔ مجھے کیا اعتراض ہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" چلو اب اگر مجبوری ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ان پڑھ ہے دستخط نہیں کر سکتا تو انگوٹھے کا نشان ثبت کر دیا کرو"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" عمران صاحب۔ اس بار جولیا اور اس کے ساتھیوں نے واقعی بے حد حوصلے سے کام کیا ہے"...... بلیک زیرو نے شاید موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

" اور میں اور میرے ساتھیوں نے کچھ نہیں کیا۔ کیوں۔ ہم اسرائیل میں صرف دعوتیں کھانے اور پریس کانفرنسیں کر کے واپس آگئے ہیں"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو ان کی جدوجہد پر آپ کے حوالے سے خراج تحسین ادا کر دیا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرے حوالے سے ۔ کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ آپ نے جو رپورٹ دی ہے اس میں اپنے ساتھیوں کی جدوجہد کو بے حد سراہا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اور مجھے خراج تحسین کون پیش کرے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ کو خراج تحسین سرداور پیش کریں گے جن کے لئے آپ وہ فارمولا لائے ہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران کا چہرہ

بے اختیار کھل اٹھا۔

"چلو ایسا کوئی تو ہے جو ہماری جدوجہد کو سمجھتا ہے"....... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ سارج ایجنسی کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس سے مجھے خدشہ ہے کہ وہ پاکیشیا کے خلاف انتقامی کارروائی ضرور کرے گی"....... بلیک زیرو نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا کرے گی"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کوئی نہ کوئی ایسی واردات۔ جس سے پاکیشیا کے مفادات پر کاری ضرب لگ سکے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ تم چاہتے ہو کہ ہم سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف فوری طور پر کارروائی کریں"....... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی میرا یہی مقصد ہے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے اصل ہیڈ کوارٹر کا کھوج لگا لیا ہے۔ اس لئے اب اس کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے تو لارڈ انتھونی کی ہلاکت کے بعد مجھ سے درخواست کی تھی کہ انہیں خاموشی سے ہی اطالیہ جا کر سارج کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی اجازت دی جائے لیکن میں نے انہیں اس لئے واپس پاکیشیا بلا لیا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ سارج کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنا آسان نہیں ہو گا اس لئے اس ٹیم میں آپ کی موجودگی انتہائی ضرورت ہے"....... بلیک زیرو نے جواب

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے طور پر اس طرح کام نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں۔ اگر سارج نے پاکیشیا کے خلاف اب کوئی مزید قدم اٹھایا تو پھر دیکھ لیں گے"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آخر آپ اسے کیوں چھوڑنا چاہتے ہیں۔ وہ کسی بھی لمحے پاکیشیا پر کوئی خوفناک اقدام کر سکتے ہیں"....... بلیک زیرو نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دیکھو بلیک زیرو۔ دنیا میں مجرم تنظیمیں وجود میں آتی رہتی ہیں اور کام کرتی رہتی ہیں۔ اس وقت بھی لاکھوں نہ سہی ہزاروں ایسی تنظیمیں دنیا میں کام کر رہی ہوں گی۔ اب کیا یہ ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم عام تنظیموں کے خلاف لڑتے رہیں۔ ہمارا مقصد صرف پاکیشیا اور عالم اسلام کی سلامتی اور تحفظ سے ہے۔ سارج نے ایک کام کیا ہم نے اس کے خلاف اقدامات کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم کامیاب ہوئے۔ اب یہ تنظیم اگر کچھ اور اقدام کرے گی تو پھر اس کا جواب بھی دے دیں گے"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن میں نے تو ممبروں سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں آپ کی واپسی کے بعد فوراً سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنے کے لئے ٹیم بھیجوں گا۔ پھر اب میں کیا کروں"....... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ بڑا مشہور قول ہے کہ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ اگر آپ سارج ہیڈ کوارٹر کے خلاف فوری طور پر کام نہیں کرنا چاہتے تو پھر مجھے اجازت دیجئے۔ میں اکیلا ہی جا کر اس کو تباہ کر دوں گا۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ پہلے پاکیشیا کو نقصان پہنچائیں اور پھر ہم ان کے پیچھے بھاگتے رہیں۔ عقلمند کہتے ہیں کہ برائی کو اس کے پھلنے پھولنے سے پہلے ہی ختم کر دینا چاہئے اور اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو پھر میں استعفیٰ صدر مملکت کو بھجوا کر خود چلا جاؤں گا"...... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن صدر مملکت تمہارا استعفیٰ بغیر سر سلطان کے مشورے کے قبول نہیں کر سکتے اور سر سلطان مجھ حقیر فقیر ہیچ مدان کے مشورے کے بغیر صدر مملکت کو گرین سگنل نہیں دے سکتے۔ اب بولو"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ آپ اس وقت پاکیشیا کا وہ گھنٹہ گھر بن چکے ہیں جس کی طرف تمام راستے جاتے ہیں اور آپ مانتے ہی نہیں بات"...... بلیک زیرو نے بے بسی کے انداز میں ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں تم سے زیادہ بے بس ہوں۔ لاکھ پیٹتا رہتا ہوں کہ آغا سلیمان پاشا کی اشک شوئی کے لئے کوئی بڑی مالیت کا چیک دے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دو۔ لیکن اب کیا کہوں۔ بے بسی سی کوئی بے بسی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں جناب۔ کیا عمران صاحب یہاں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں یہاں کال کی ہے"...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ سخت تھا۔

"ناراک سے گوکنگ کی کال آئی ہے۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ نے اس کے ذمے کوئی اہم کام لگایا تھا۔ اس سلسلے میں رپورٹ دینی ہے۔ اس لئے میں نے فون کیا ہے"...... سلیمان نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی نمبر دیا ہے اس نے"...... عمران نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں"...... سلیمان نے جواب دیا اور پھر نمبر بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ اسے ایکریمیا اور ناراک کے رابطہ نمبر یاد تھے اس لئے اس نے انکوائری سے معلوم کرنے کی بجائے براہ راست نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گوکنگ بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب۔ میں نے آپ کے فلیٹ پر کال کیا تھا لیکن آپ موجود نہ تھے۔ میں نے آپ کی ہدایات پر کام کرتے ہوئے ایک اہم بات کا پتہ چلایا ہے کہ سارج ایجنسی کے سرچیف لارڈ براؤن نے سارج کے تمام چیفس کی ہنگامی میٹنگ ولنگٹن کے شوبرا ہال میں کال کی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو براہ راست نہیں بلکہ شوگران سیکشن کے ذریعے تباہ کیا جائے اور اس سلسلے میں سارج کا شوگران سیکشن کام کرے گا اور شوگران سیکشن کو جو کہ تمام تر شوگرانیوں پر ہی مشتمل ہے کو اس مشن پر کام کرنے کے احکامات دے دیئے گئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شوگران چونکہ پاکیشیا کا دوست ملک ہے اس لئے ان پر شک نہیں کیا جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو کے چہرے پر بھی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا اس سیکشن کے بارے میں کچھ مزید معلومات حاصل ہوئی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں کومبو کلب کا مالک اور جنرل مینجر کومبو جو شوگرانی ہے اس گروپ کے پاکیشیا پہنچنے پر ان کے لئے تمام ضروری اقدامات کرے گا"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گوکنگ نے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ تمہیں تمہارا ڈبل معاوضہ پہنچ جائے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ گوکنگ کون ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ناراک میں ایک مخبری کے بڑے اور وسیع نیٹ ورک کا چیف ہے۔ میں نے یہاں پہنچ کر اسے فون پر کہا تھا کہ وہ سارج کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے بتائے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اب اس سارج کو جڑ سے ختم کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ یہ واقعی پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچا سکتی ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس گروپ کا کیا ہو گا۔ پہلے تو اسے روکنا ضروری ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"گوکنگ نے کومبو کلب کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس کے بعد اس گروپ کا خاتمہ آسان ہو جائے گا۔ ٹائیگر اس کا کھوج لگا لے گا اور صدیقی اور اس کے ساتھی ان کا خاتمہ کریں گے"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر"....... جولیا کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

" میں نے سارج ہیڈ کوارٹر کے خلاف فوری کارروائی کا فیصلہ کیا ہے۔ تم صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو آگاہ کر دو۔ انہوں نے تمہارے ساتھ عمران کی سربراہی میں اس اہم مشن پر روانہ ہونا ہے عمران کسی بھی وقت تم سے رابطہ کر سکتا ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر کو اپنے قریب کر کے اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"....... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" ٹائیگر اٹنڈنگ یو باس۔ اوور"....... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" یہاں دارالحکومت میں کوئی کومبو کلب بھی ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

" یس باس۔ مرکز روڈ پر مشہور کلب ہے۔ شوگران سے آنے والے ایک شوگرانی نے اسے چار سال پہلے کھولا تھا۔ ویسے زیادہ تر شوگرانی ہی اس کلب میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اوور"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کے مالک اور جنرل مینجر کا کیا نام ہے۔ اوور"....... عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے پوچھا۔

" کومبو ہے باس۔ وہ ادھیڑ عمر ہے اور ہر قسم کے جرائم سے دور رہتا ہے۔ صرف کلب بزنس پر ہی توجہ دیتا ہے۔ اوور"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم سارج پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کی تباہی کے لئے شوگران سیکشن کو یہاں بھجوا رہی ہے۔ یہ سیکشن بھی شوگرانیوں پر ہی مشتمل ہے۔ اس بارے میں اطلاعات حاصل ہو گئی ہیں۔ اس گروپ کو یہاں پاکیشیا میں کومبو ہی تمام ضروری سہولیات مہیا کرے گا۔ میں ٹیم کے ساتھ سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خاتمے کے لئے ملک سے باہر جا رہا ہوں۔ اس لئے میں نے چیف سے تمہاری سفارش کی ہے کہ تم یہاں اس گروپ کے خلاف کام کرو گے۔ یہاں صدیقی اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ تم نے صدیقی کے تحت کام کرنا ہے۔ اوور"....... عمران نے کہا۔

" یس باس۔ یہ میرے لئے اعزاز ہو گا باس۔ اوور"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں احساس تو ہو گا کہ پاکیشیا کے لئے اس کی ایٹمی تنصیبات کی کیا اہمیت ہے اور یہ تنصیبات دشمن ملکوں کی نظروں میں کتنا کھٹکتی ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم اس معاملے میں کوئی معمولی سی کوتاہی بھی نہیں کرو گے۔ اوور"....... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

"باس۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میرے کام کے بارے میں آپ کو کوئی شکایت نہیں ملے گی۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ تم کام شروع کر دو لیکن خیال رکھنا کہ کومبو یا اس کے آدمیوں کو قطعاً یہ احساس نہ ہو کہ اسے مارک کر لیا گیا ہے اور تم خود کوئی ایکشن کرنے کی بجائے صدیقی کو رپورٹ دو گے اور صدیقی کے احکامات کی تعمیل کرو گے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ٹائیگر بے حد ذمہ دار آدمی ہے عمران صاحب۔ وہ کوتاہی ویسے بھی نہیں کرے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر بھی یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... صدیقی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سارج کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ اس نے پاکیشیائی ایٹمی تنصیبات کی تباہی کے لئے اپنے شوگرانی گروپ کو ٹاسک دیا ہے کیونکہ شوگرانیوں کو یہاں مشکوک نہیں سمجھا جاتا اور یہ بھی اطلاع

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ملی ہے کہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں کومبو کلب کا مالک اور جنرل مینجر کومبو جو شوگرانی نژاد ہے ان کے لئے یہاں کام کرے گا۔ اس اطلاع کے بعد عمران یہاں رک کر ان کے خلاف کام کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے فوری طور پر سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ کیونکہ جب تک اس تنظیم کو جڑ سے نہیں اکھاڑا جائے گا یہ مسلسل اور پے در پے پاکیشیا کے لئے خطرہ بنی رہے گی اور یہاں اس شوگرانی گروپ کے خلاف کام کرنے کے لئے میں نے تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا انتخاب کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے عمران کو کہہ دیا ہے کہ وہ ٹائیگر کو اس کومبو کے خلاف کام کرنے کے احکامات دے دے اور ٹائیگر براہ راست تمہارے تحت کام کرے گا۔ وہ چونکہ انڈر ورلڈ میں کام کرتا رہتا ہے اس لئے وہ اس کومبو اور سارج کے شوگرانی گروپ کے خلاف زیادہ اچھے انداز میں کام کر سکتا ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہم آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے سر"...... دوسری طرف سے صدیقی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر کی فریکوئنسی کا علم تمہیں ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"میرے پاس اس کی مخصوص فریکوئنسی ہے جناب"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ اب تم خود ہی اس سے رابطہ رکھو گے اور ساتھ ساتھ مجھے رپورٹ دیتے رہو گے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"شکر ہے آپ سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنے پر تیار ہو گئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم نے تو شکر ادا کرنا ہی ہے ۔ پہلا چیک دیا نہیں اور دوسرا مشن میرے سر پر رکھ دیا کہ چڑھ جا بیٹا سولی، رام بھلی کرے گا" عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران سیریز میں سارج ایجنسی کے بعد ایک اور دلچسپ، منفرد اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

مکمل ناول

سارج ہیڈ کوارٹر

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

!!!! سارج ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر حتمی طور پر نا قابل تسخیر تھا۔ لیکن ——؟

!!!! سارج ہیڈ کوارٹر جو ایک ویران پہاڑی علاقے میں زیر زمین بنایا گیا تھا اور اس سارے پہاڑی راستے پر جدید ترین حفاظتی آلات نصب کر دیئے گئے تھے۔

!!!! سارج ہیڈ کوارٹر جس میں داخلے کے تمام راستے سیلڈ کر دیئے گئے۔ پھر ——؟

!!!! سارج ہیڈ کوارٹر جس میں داخل ہونے کے لئے عمران نے ایک نا قابل یقین راستہ ڈھونڈ نکالا لیکن یہ راستہ یقینی موت کی طرف بھی جاتا تھا۔ پھر ——؟

!!!! سارج ہیڈ کوارٹر جس میں داخلے کے بعد عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر ہر طرف سے قیامت ٹوٹ پڑی۔ کیوں؟ کیا سارج ہیڈ کوارٹر تباہ ہو سکا۔ یا -؟

!!!! وہ لمحہ جب عمران مشین گن کی گولیوں کی زد میں آ کر موت کے پنجوں میں اس طرح جکڑا گیا کہ اس کی واپسی تقریباً ناممکن ہو کر رہ گئی۔

!!!! وہ لمحہ جب عمران کا آپریشن سارج ہیڈ کوارٹر میں ہی کیا گیا۔ کس نے اور کیسے؟

وہ لمحہ جب تنویر نے اپنا خون دے کر عمران کی زندگی بچالی۔ کیا واقعی عمران بچ گیا؟

!!!! انتہائی دلچسپ، ہنگامہ خیز ایکشن اور سسپنس سے بھرپور یادگار ایڈونچر !!!!

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز — اوقاف بلڈنگ، پاک گیٹ — ملتان